پاک پروردگار

کائنات کا مالک، سب کا رازق، قسمت کا فیصلہ کرنے والا، نہ پیدا ہونے والا نہ فنا ہونے والا، لامحدود، لازوال، لامتناہی، جسکی کوئی شکل نہیں، ایک پاک نور، جسکا وجود کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے۔

لازوال قوتوں کا مالک۔ جو کچھ ماضی میں ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو آگے ہونے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔

ہر مخلوق کی عبادت جو نیکی کی طرف ہو وہ اسی کو پہنچتی ہے۔ ہر طاقت میں اسکا ظہور ہے۔

وہ یکتا اور بے جوڑ ہے۔

جوہر (Atom) کے اندر الیکٹرون (Electron)، پروٹون (Protone)، نیوٹرون (Neutron) جس طاقت سے بندھے ہوئے ہیں وہ طاقت اس پاک پروردگار کی ہے اور اسی جوہر (Atom) سے کائنات کی ہر چیز بندھی ہوئی ہے۔

آسمان، پانی، آگ، ہوا، ان سبھوں کی طاقت اس پاک پروردگار کی ہے۔

جو نور، انسانی آنکھیں برداشت نہیں کر سکتیں اور نہ ہی انسانی زبان اسے بیان کر سکتی، صرف وہ جسے چاہیں ذہنی طور پر اپنی موجودگی کا ثبوت دیتے ہیں جس کی وسعت انسانی سوچ کے دائرے سے باہر ہے۔ وہ غیب ہے۔ ان کا راز انسان کے لئے ایک سربستہ راز ہے پاک پروردگار کی مرضی کے مطابق ان کا تھوڑا سا راز انسان کو حاصل ہے (جیسے سمندر سے ایک بوند پانی) اور اسی اعلیٰ طاقت کو ہر نبی نے مختلف ناموں سے پکارا۔ کسی نے اللہ، کسی نے ایشور کسی نے بھگوان اور کسی نے گاڈ۔ یہ نام صرف انسانوں کی آسانی کے لئے ہیں لیکن ان کی بڑائی کے لئے کوئی بھی نام مکمل نہیں سب کچھ انہیں سے ہے لیکن وہ کسی سے نہیں۔

☆☆☆

حق الهی

پیغمبر (رسول ﷺ)

شلوک 7/4... گیتا

جب کبھی اور جہاں کہیں بھی دھرم کی کمی ہوتی ہے
اور ادھرم میں اضافہ ہوتا ہے اس وقت میں جنم لیتا ہوں۔

شلوک 8/4 گیتا

سادھوؤں (ایمان والے) کی رکشا کرنے، راکھشوں کا ناش کرنے اور دھرم کے اصولوں کو پھر سے قائم کرنے کے لئے میں ہر یگ میں اوتار لیتا ہوں۔

پاک پروردگار نے انسانوں کے لئے ایک دائرہ مقرر کیا ہے اور اس دائرے کے مطابق ہر انسان ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہے۔ اس مقرر شدہ دائرے کی وجہ سے انسان دوسری مخلوقات سے جدا ہے اور یہی انسانی سماج ہے۔

پاک پروردگار کی مہربانی سے انسان کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ نیکی اور بدی کی پہچان بھی عطا ہوئی۔ انسانی فطرت کے مطابق جس وقت سماج میں برائیاں پھیلتی ہیں اس وقت پروردگار عالم اپنے رسولوں کے معرفت انسان کو اپنا فرض یاد دلاتے ہوئے انسانوں ہی کے ذریعہ برائی کو ختم کروا کے سماج کو پاک و صاف بناتے ہیں۔

موسم، زبان، طریق زندگی اور جسمانی ساخت کے فرق کی وجہ سے دنیا کی ہر جگہ کے سماجی قاعدے قانون الگ الگ ہوتے ہیں ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پاک پروردگار نے ہر قوم کے لئے ایک تہذیب اور شناخت مقرر کردی اور جو راستہ انسانی معاشرے کو صاف وستھرا اور سکون کی زندگی بخشے اسی راستے کی پہچان رسولوں کے ذریعہ پاک پروردگار نے

انسانوں کو پہنچائی۔ رسولوں کی روحانی صورت پاک پروردگار کے نور کی جھلک ہے اس لئے قرآن پاک میں پاک پروردگار نے فرمایا ''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا'' کیونکہ اللہ کے وجود سے ہی رسولوں کا روحانی وجود قائم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی زبان سے اپنا حکم بیان فرمایا۔

قرآنی آیت:...46/9 سورہ الحجرات:

آپ کہہ دیجئے میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اس کی اتباع کرتا ہوں جو مجھے وحی کے ذریعہ آتا ہے میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

آیت: 73/15 سورہ مزمل:

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا کہ تم پر گواہی دیں گے جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

آیت: 25/20 سورہ الفرقان:

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے، کیا تم صبر کرو گے۔ اور تمہارا رب دیکھتا ہے اے محبوب!

آیت 13/38 سورہ الرعد:

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے پیغمبر بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے اور کسی پیغمبر کا کام نہیں کہ کوئی آیت بھی بغیر خدا کے حکم سے

حق الٰہی

لا سکے۔ ہر زمانے کے خاص مناسب احکام ہوتے ہیں۔

آیت 22/75 سورہ الحج:

فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ ہی منتخب کر لیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔

آیت 14/11 سورہ ابراھیم:

ان کے پیغمبروں نے ان سے کہا کہ یہ سچ ہے کہ ہم تم جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھائیں۔ اور ایمان والوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

آیت نمبر 3/164 سورہ العمران:

بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی کی جنس سے ایک پیغمبر ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے ان کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے قبل صریحاً غلطی میں تھے۔

آیت 3/79 سورہ العمران:

کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت اور نبوت دے یہ لائق نہیں کہ پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ،

بلکہ وہ تو کہے گا تم سب اللہ والے ہو جاؤ۔ بوجہ اس کے تم کتاب سکھاتے ہو اور درس کرتے ہو۔

آیت 2/151 سورہ البقر:

جس طرح ہم نے تم ہی میں سے رسول بھیجا جو ہمارے احکام پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں۔ اور تمہیں کتاب وحکمت اور وہ چیزیں سکھاتے ہیں جن سے تم بے علم تھے۔

قرآن شریف کی ان ساری آیتوں سے رسولوں کی پہچان مکمل طور پر جانی جاسکتی ہے۔ رسول ایک پختہ ایمان والے انسانوں میں سے ہی چنے گئے خاص انسان جسے انسانوں کے فائدے کے لئے پاک پروردگار عالم انسانی سماج میں وقتی طور پر مقرر کرتے ہیں اور رسولوں کے ذریعہ سماج میں پھیلی ہوئی شیطانی طاقتوں کو ختم کرتے ہوئے سماج کو پاک وصاف بناتے ہیں۔ پاک پروردگار عالم نے کتاب کی شکل میں اپنے حکم (یعنی ہدایت) کو رسولوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچایا اور رسول کا عمل بھی کتاب کے مطابق ہی ہوتا ہے ''گیتا'' اور ''قرآن شریف'' میں رسول اور پاک پروردگار کی پہچان صاف طور پر دی گئی۔

نسلاً بعد نسل شک سے بھرے ہوئے انسانوں نے اپنی فطرت کے مطابق رسولوں پر شک کیا۔ رسولوں کو اپنی سچائی کا یقین دلانے کے لئے بہت ساری مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ ہر دور میں ہر رسول کی سچائی پر شک کیا گیا۔ اس شک کی وجہ رسولوں کی جسمانی ساخت عام انسانوں کی طرح ہی تھی۔ پاک پروردگار نے رسولوں کو انسانی وجود میں ہی مقرر کیا تھا اور رسولوں نے بھی اپنے وجود اور حیثیت کو پہچانتے ہوئے اپنی پرستش کی اجازت کبھی نہیں دی۔ رسول وہی کہتے تھے جو انہیں وحی ہوتی تھی۔ لیکن انسانوں نے رسولوں کے وجود سے ہمیشہ انکار کیا اور ان کی سچائی

حق الہی

پر شک کرتے ہوئے رسولوں کی ہر اچھی باتوں پر سوالات اٹھاتے رہے۔ رسولوں کی وفات کے بعد انسانوں نے ان کی ہدایت کو چھوڑ کر رسولوں کو ہی معبود بنا لیا۔

آیت 3/183 سورہ العمران:

وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم کسی رسول پر اعتقاد نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا حکم نہ لائیں جسے آگ کھائے۔ آپ فرما دیجئے بالیقین مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی نشانیاں اور دلائل لے کر آئے جو تم کہتے ہو پھر تم نے انہیں کیوں قتل کیا اگر سچے ہو۔

آیت... 2/108 سورہ البقر:

کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسولوں سے درخواستیں کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوئی تھیں اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر کرے وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

انسان کی شک کی بنیاد اتنی مضبوط تھی کہ عام انسانوں کے ساتھ رسولوں کا فرق نظر نہیں آتا تھا۔ اپنے آپ کو افضل ثابت کرنے کے لئے رسولوں کو جھٹلانے کی کوشش کی لیکن سب رسول اپنی جگہ بلند اور افضل تھے۔ پاک پروردگار عالم نے ہر رسول کو رسالت کی نشانی کے طور پر کچھ نہ کچھ خوبیاں عطا فرمائیں انسانی کردار کی ساری اچھی خوبیاں رسولوں میں موجود ہوتی تھیں، اس کے باوجود بھی رسولوں کے کردار پر انسانی شکوک اور اعتراضات برقرار رہے۔ یہاں تک کہ شک سے بھرے انسانوں نے رسولوں کے ذاتی کردار پر بھی گھناؤنے الزام لگائے۔

مثال کے طور پر شری کرشن جی کے ساتھ رادھا کی محبت کو ایک گھناؤنی شکل دی گئی اور اسے ''وشنو پران'' میں بالکل گندے انداز میں پیش کیا گیا۔ وشنو پران میں وشنو (یعنی کرشن جی) کے کردار کو کہیں کہیں ایک گندے جنسی خیالات والے انسان کے طور پر پیش کیا گیا اسی طرح حضرت

محمد ﷺ کے کردار پر بھی ایک نابالغ لڑکی حضرت بی بی عائشہ کے ساتھ شادی کا جھوٹا واقعہ پیش کرتے ہوئے شادی کے بارے میں الگ الگ کہانیاں بیان کر کے رسولوں کو بدنام کرتے ہوئے کچھ گندے ذہن والے انسانوں نے اپنے جنسی خیالات کو کامیاب کرنے کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے جھوٹی اور بے بنیاد کہانیاں رسولوں کی زندگی کے ساتھ جوڑ کر رسولوں کی کردار کشی کی اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ رسولوں نے اپنی نجی زندگی میں ایسا کوئی بھی کام نہیں کیا جو سماج، سائنس اور پاک پروردگار کے قانون کے خلاف ہو۔

بھگوت گیتا کے ذریعہ رسولوں کی پہچان:

شلوک 4 ادھیائے 9

یہ سارا جگت میرے آویکت (غیر ظاہر) روپ سے بھرا ہوا ہے سب جاندار مجھ میں ہیں لیکن میں ان میں نہیں ہوں۔

شلوک 6 ادھیائے 9

جس طرح ہر جگہ چلنے والی شکتی وان وایو ہمیشہ آکاش میں رہتی ہے اسی طرح تمام مخلوق کو مجھ میں قائم جانو

شلوک 25 ادھیائے 7

میں کم عقل اور بے وقوف لوگوں کے سامنے کبھی ظاہر نہیں ہوتا ان کے لئے میں ہمیشہ میری یوگ مایا شکتی (اندرونی شکتی) کے ذریعہ چھپا رہتا ہوں لہٰذا وہ یہ نہیں جان سکتے کہ میں اجنما اور اویناشی ہوں۔

شلوک 11 ادھیائے 9

جب میں انسانی روپ میں اوتار لیتا ہوں تو بے وقوف میری ہنسی اڑاتے ہیں وہ مجھے بحیثیت پرم ایشور میرے دیویہ سوبھاؤ (روحانی فطرت) کو نہیں جانتے ہیں۔

گیتا کی آیتوں میں پاک پروردگار نے صاف بیان کیا ''میں کبھی بھی لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا'' تو یقیناً کرشن جی ایک انسان تھے پاک پروردگار نے صرف ان کے ذہن اور زبانی طاقت کا استعمال کیا تھا۔

پاک پروردگار نے رسولوں کی جسمانی حیثیت انسانوں کی طرح رکھ کر یہ ثابت کیا کہ رسول انسانوں میں سے ہی چنے گئے جو افضل انسان ہیں۔ رسولوں کا رتبہ کبھی بھی پاک پروردگار نے اپنے رتبے کے ساتھ نہیں جوڑا۔ پیدائش، موت، جنسی تعلقات، بھوک پیاس اور جسمانی ضرورتوں سے رسول بندھے ہوئے ہوتے تھے اور رسول انسانی جذباتوں سے آزاد نہیں تھے لیکن رسول بہت ہی افضل طریقے سے اپنے اندر کے شیطان کو قابو میں رکھ سکتے تھے۔ ہر مذہبی کتاب میں غصے کو حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی رسولوں کو غصہ آتا تھا۔ مثال کے طور پر کرک چھیتر کے میدان میں کرشن جی نے ہتھیار نہ اٹھانے کی قسم کے باوجود ہتھیار اٹھا لیا اور بعد میں اپنے غصے پر قابو پایا۔ اور حدیث بھی یہ فرماتی ہے کہ حضور پاک ﷺ کو بھی جب غصہ آتا تھا تو وہ منہ پھیر لیتے تھے۔

انسانوں کے اندر مقرر شدہ ہر خصلت (عادت) رسولوں کے اندر بھی پائی گئی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کا رتبہ کبھی بھی پاک پروردگار کے رتبے کے برابر نہیں رہا۔ رسولوں کی نقل اتارنا، ان کی مورتی بنا کر پوجنا یا انکی قبر کو پوجنا انسانوں کا غیر منطقی کردار ہے۔ رسولوں کا ہر کام کتاب کے حکم کے مطابق ہونے کی وجہ سے رسول اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکتے تھے۔

قربانی، محبت، انسانیت، ایمانداری، نیکی اور پرہیزگاری، فیصلہ اور بھی بہت سی باتوں میں

رسول عام انسانوں سے افضل ہوتے تھے۔رسولوں کی انسانی زندگی سماج کے لئے پاک پروردگار نے ایک مثال بنائی۔لیکن کچھ انسانوں نے اپنے مقصد کے لئے جھوٹی کہانیاں اورغیر منطقی باتیں رسولوں کی زندگی کے ساتھ جوڑ کر رسولوں کو بطل پرستی کی علامت بنادیا۔انسانوں نے ان کے لباس کو اپنا کران کے نصب العین کو چھوڑ دیا۔کتاب کے قانون کے باہر رسول کوئی بھی کام نہیں کرتے تھے۔کتابوں کے ذریعہ جوحکم انسانوں تک آیا رسولوں کی انسانی زندگی نے اسے پوری طرح قبول کیا۔

کسی بھی رسول نے پاک پروردگار کی ہدایت کے خلاف کام نہیں کیا۔کسی کی اچھائی کو اپنانا اپنے اورسماج کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔لیکن اچھائی کے نام پر رسولوں کی ہدایت کو چھوڑ کر ان کی نجی زندگی کے رہن سہن اور طورطریقوں کو اپنانا رسول پرستی میں شمار ہوتا ہے۔انسان کا رہن سہن اور طورطریقہ موسم اور حالات پر منحصر کرتا ہے اور رسول بھی اس قدرتی قانون سے باہر نہیں تھے۔

پاک پروردگار کی مرضی سے دنیا میں ہر جگہ کا موسم،طورطریقہ اور رہن سہن مختلف ہونے کی وجہ سے وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ انسانی ضروریات بدلتی رہتی ہیں۔اس بات کو مدنظر رکھ کر رسول پرستی چھوڑ کر پاک پروردگار کی بنیادی ہدایت پر عمل کرنا ہی حق ہے۔

نیچے بیان کی گئی قرآن شریف کی ان آیتوں سے صاف تصدیق ہوتی ہے کہ کھلی نشانیوں کے باوجود بھی لوگوں نے اپنے گندی نفسیانی خواہشات سے بے قابو ہوکر رسولوں کی ہدایت کے منکر ہوئے۔

آیت 87/2 سورہ البقر:

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح دلائل عطا فرمائے۔اور پاک

روح سے تائید دی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول اپنے احکام لائے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبّر کرتے ہو تم ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔

آیت 35/4 سورہ فاطر:

اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو بے شک آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں اور سب اللہ کے ہی روبرو پیش کئے جائیں گے۔

آیت 35/25 سورہ فاطر:

اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو ان سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں ان کے پاس ان کے پیغمبر روشن معجزے اور صحیفے اور چمکتی کتاب لیکر آئے تھے۔

آیت 41/14 سورہ حٰم السجدہ:

جب پیغمبر ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے کی اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بولے ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے بھیجتا تو جو کچھ تم لیکر بھیجے گئے ہم اس سے منکر ہیں۔

”رسول اور ان کی کتاب“: سماج کو پاک وصاف بناتے ہوئے انسان کو امن وسکون کی زندگی بخشتے ہیں لیکن یہ بات انسان کے فائدے کے لئے ہی انسان کو قبول کرانا ایک وقت تک رسولوں کے لئے پریشانی کی بات تھی۔اچھی اور فائدہ مند باتوں کے باوجود بھی گنہگار انسانوں کے سامنے رسولوں کو بے عزت ہونا پڑا۔

خواہشات ،لالچ ،ہوس ،اور مغروریت میں ڈوبے ہوئے انسانوں نے رسولوں کی اچھی باتوں کو انکار کرنے کے ساتھ ساتھ انکی تکذیب کرنا بھی نہیں چھوڑا۔

آیت 36/30 سورہ یٰسین:

اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر جب ان کے پاس کوئی رسول آیا وہ اس کی ہنسی اڑاتے تھے۔

آیت 3/184 سورہ العمران:

پھر اگر وہ جھٹلائے آپ کو تو البتہ جھٹلائے گئے بہت سے رسول آپ سے پہلے جو صاف معجزات اور صحیفے اور چمکتی کتاب لیکر آئے تھے۔

آیت 18/106 سورہ کھف:

یہ ان کا بدلہ ہے دوزخ اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا۔

دنیا کے ہر کونے میں ہر زبان میں ایک مقررہ وقت پر پاک پروردگار عالم نے رسول بھیجے۔ ہر کتاب یا صحیفے میں ایک ہی ہدایت پاک پروردگار نے الگ الگ جگہ، زبان اور مختلف انداز میں بیان کی۔ جان بوجھ کر یا انجانے میں گنہگار انسانوں نے یا شیطان کے بندوں نے رسولوں کو اللہ سے اور ایک دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کی۔ رسولوں کو اور ان کی ہدایت کو بانٹ کر انسان آپس میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اس ٹکڑے کو امتی کی شکل بخشی۔

آیت 4/150-151-152 سورہ نساء

وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق نکالیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ درمیان نکالے ایک راستہ، یہی لوگ اصل کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر

رکھا ہے۔ اور وہ جو اللہ اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے اجر دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت 3/32 سورہ العمران:

آپ کہہ دیں تم اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر وہ پھر جائیں تو بے شک اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

آیت 17/15 سورہ بنی اسرائیل:

جس نے ہدایت پائی اس نے صرف اپنے لئے ہدایت پائی اور جو کوئی گمراہ ہوا تو وہ گمراہ ہوا صرف اپنے برے کو اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب دینے والے نہیں۔

ایک رسول سے دوسرے رسول کو چھوٹا یا بڑا کرنے کی کوششوں نے انسانوں کو فساد کی طرف دھکیل دیا۔ اور اپنے چہیتے رسول کو بڑا مان کر دوسروں کے رسولوں کو انکار کرنا بھی ایک کفریت ہے۔ قرآن کریم کی ان آیتوں میں سب کتابوں اور ہر رسول پر ایمان لانے کے لئے حکم فرمایا اس لئے رسولوں اور کتابوں کا ناپ تول بے بنیاد ہے۔ پاک پروردگار نے دنیا کے ہر کونے میں اور ہر زبان میں اپنا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

رسولوں کا انسانی وجود اور طور طریقہ الگ الگ ہونے کے باوجود ان لوگوں نے ایک ہی پیغام دنیا میں پھیلایا کیونکہ ''پاک پروردگار ایک اور ان کی ہدایت بھی ایک''۔

اس لحاظ سے قرآن شریف کی صاف اور سیدھی ہدایت (سورہ بقر کی آیت نمبر 136 اور سورہ العمران کی آیت 84) پائی گئی۔

آیت 2/136 سورہ البقر:

کہہ دو کے ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو نازل کیا گیا ابراھیم و اسماعیل و اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو دیا گیا ''نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے'' ہم ان میں کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں پس اگر وہ ایمان لائیں جیسے تم اس پر ایمان لاتے ہو تو راہ ہدایت پا گئے۔

آیت 3/84 سورہ العمران:

کہہ دیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور جو نازل کیا گیا ابراہیم اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب پر اور ان کے اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ ''اور نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے'' ہم فرق نہیں کرتے ان میں سے کسی ایک کے درمیان اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

ان آیتوں کے ذریعے رسولوں اور ان کی کتابوں اور پکارے گئے پاک پروردگار کے الگ الگ ناموں پر عزت بخشنے کا حکم عطا ہوا۔ یہاں تک کی سورہ نسا کی آیت نمبر 150-151-152- میں صاف طور پر پروردگار نے سارے رسولوں پر ایمان نہ لانے والے کو کافر قرار دیا۔ آیتوں میں ''باقی تمام انبیاء اور ان کے رب'' کہہ کر سارے رسولوں اور ان کے پکارے ہوئے پاک پروردگار کے مختلف ناموں پر ایمان لانے کا حکم فرمایا کیونکہ پاک پروردگار سارے ناموں کے دائرے سے باہر ہے۔ انسان کی سہولت کے لئے اور پاک پروردگار کی مرضی سے انہوں نے انسانوں کے بیچ اپنا نام رکھا اور آیتوں کے ذریعے رسولوں کے پکارے ہوئے پروردگار کے تمام ناموں کو منظوری دی۔

محبت، انسانیت، نیکی اور پرہیزگاری ان سب بنیادی ہدایتوں کو مختلف انداز اور طریقوں سے ہر رسول نے اپنے اوپر نازل کی ہوئی کتابوں کے ذریعہ بیان فرمایا اس لئے رسولوں کے ساتھ ان کی کتابوں پر بھی ایمان لانے کا حکم فرمایا گیا اور اس سلسلے میں شیطانی بندوں نے ہر کتاب میں اختلاف اور تصحیف ڈالنے کی کوشش کی لیکن پاک پروردگار کی دی ہوئی ہدایت والی کتابوں اور ان کے اصولوں کی حفاظت خود پاک پروردگار ہی کرتے ہیں۔

پاک پروردگار کی اصولوں کی نشانیاں کتابوں کی بنیاد پر موجود ہیں۔ ایک ہی ہدایت انہوں نے دنیا کے ہر کونے میں الگ الگ کتابوں کے ذریعہ پہنچائی۔

آیت 2/101 سورہ البقر:

اور جب ان کے پاس ایک رسول آیا اللہ کی طرف سے اس کی تصدیق کرنے والا جو ان کے پاس ہے تو پھینک دیا ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹ پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں۔

آیت 2/129 سورہ البقر:

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے کے ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں ''کتاب'' اور ''حکمت'' کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے۔ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

ناسمجھنے والی زبان میں کتاب پڑھنا، اصلی کتاب کے ساتھ اپنی طرف کی مطلب والی کتاب کو جوڑنا، جسمانی ناپاکی کے بہانے کتاب کو نہ چھونا، کتاب پڑھنے میں اونچ نیچ ذات پات کا فرق رکھنا، کتاب کی حقیقت کو ایک دوسرے سے چھپانا، اس کی آیتوں کا غلط مطلب

نکالنا اور کتاب کی بنیادی ہدایت چھوڑ کر رسولوں کی نجی زندگی کو اپنا کر اس کی پرستش کروانا شیطان کی گھناؤنی سازش ہے۔

آیت 22/52 سورہ الحج:

اور ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ نبی مگر جب اس نے آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو میں وسوسہ ڈالا پس شیطان جوڈالتا ہے اللہ مٹادیتا ہے پھر اللہ اپنی آیات کو مضبوط کردیتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

شیطان کی پوری کوششوں کے باوجود پاک پروردگار نے اپنے قانون اور رسولوں کی پرچھائیاں انسانی سماج میں برقرار رکھیں۔ کچھ حد تک شیطان نے بہکا کر رسولوں کے اندرونی خیالات کو چھپا کر ان کے باہری لباس کو اپنانے میں انسان کو مجبور کیا۔ اور پاک پروردگار کی مرضی کے مطابق رسول، کتاب اور امتی ان سب کا وجود دنیا میں موجود ہے۔

حق کی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی رسول نے کتاب کو اپنے ہاتھوں سے نہیں لکھا اور یہ ساری کتابیں رسولوں کے انتقال کے برسوں بعد لکھی ہوئی شکل میں وجود میں آئیں اور کتابی شکل کے وجود میں آنے سے قبل رسولوں کے منہ سے نکلی ہوئی ہدایت ایک دوسرے سے سن کر یاد رکھی جاتی تھیں، اور اس طرح ایک دوسرے کو سنانے اور یاد کرنے کے دوران شیطان نے کتابوں میں اختلاف پیدا کیا۔ لیکن شیطان کی لاکھ کوششوں کے باوجود پاک پروردگار کے کلام سے انسان کو گمراہ نہیں کرسکا۔ اور موجودہ دنیا انہیں کے اصولوں پر قائم ہے۔ پاک پروردگار کی بھیجی ہوئی ہر کتاب کی بنیادی باتیں ایک ہیں اور اس حقیقت کو دھیرے دھیرے محسوس کرتے ہوئے انسان

ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں اور دنیا کے زیادہ سے زیادہ انسانوں نے وہی بات اپنائی جو پاک پروردگار کا اصل حکم اور مرضی ہے۔

آیت 7/35 سورہ العراف:

اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول آئیں سنائیں تمہیں میری آیات تو جوڈرا اور اس نے اصلاح کرلی ان پر نا کچھ خوف اور نا کچھ غم۔

آیت 17/77 سورہ بنی اسرائیل:

آپ سے پہلے جو رسول ہم نے بھیجے یہی سنت چلی آرہی ہے اور تم ہماری سنت میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

آیت 30/9 سورہ روم:

اور کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ ان سے اگلوں کا انجام کیا ہوا۔ وہ قوت میں ان سے زیادہ تھے اور زمین جوتی اور آباد کی اس سے زیادہ انہوں نے آباد کیا ہے اور ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا۔ ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

انسانوں کے ہر گروہ میں پاک پروردگار کا حکم آنے کے باوجود انسانوں نے ان کے حکم کو نہ پہچانتے ہوئے غلط راستہ اختیار کیا۔ اپنی نادانی کی پہچان دنیا کا نظارہ کرنے سے ہی مل جائے گی۔ پاک پروردگار کے رحم اور قدرت سے آج کے انسان گھر بیٹھے ہی دنیا کے ہر کونے کی خبر رکھ

سکتے ہیں اور اس لحاظ سے پاک پروردگار نے جسے جتنی سکون کی زندگی عطا فرمائی وہ اتنا ہی پاک پروردگار کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر ہے۔

آیت 40/22 سورہ مومن:

یہ اس لئے کے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لیکر آئے تھے پھر انہوں نے کفر کیا پس اللہ نے انہیں پکڑا بے شک اللہ زبردست سخت عذاب والا ہے۔

آیت 57/9 الحدید:

وہی ہے کہ اپنے بندہ پر واضح آیات نازل فرماتا ہے تاکہ وہ تمہیں نکالے اندھیروں سے روشنی کی طرف بے شک اللہ تم پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

رسول جو فرما کر گئے اس میں رسول کا اپنا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ صرف انسان اور انسانیت کے فائدے کے لئے ہی کام کرتے تھے لیکن ناسمجھ انسانوں نے ہر دور میں ہر رسول کی سچائی پر شک کیا۔

آیت 40/70 سورہ مومن:

جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا وہ جلد جان جائیں گے۔

آیت 64/8 سورہ تغابن:

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا اللہ

حق الٰھی

تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

پاک پروردگار کی ہدایت کو جھٹلا کر یا نا مان کر انسان اپنے ہاتھوں اپنے سکون کو ہی بگاڑتے ہیں۔ پاک پروردگار کی ہدایت انسانی فائدے اور ذہنی سکون کے لئے ہی ہے۔

رسولوں کا کام پاک پروردگار کی ہدایتوں کو انسانوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا دینا تھا۔ سماج کو پاک وصاف رکھنے کیلیئے گناہ کے خلاف جہاد کرنا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر نیکی اور پرہیز گاری کی زندگی گذار کر انسانوں کے لئے ایک مثال قائم کی۔

قرآن کریم کی آیت 3/161 میں صاف طور پر پاک پروردگار نے کہا ہے کہ رسول اگر کوئی بات چھپائیں یا غلط طریقے سے انسانوں کو بتائیں تو رسول بھی سزا کے حق دار ہوں گے۔ اور قیامت کے دن رسول کو بھی اپنی چھپائی ہوئی باتیں لیکر پاک پروردگار کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا، اور رسول کے ذمہ صرف ہدایت پہنچانا ہے فیصلے کا حق رسولوں کو نہیں دیا گیا۔

ان آیتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ رسول جو فرمائیں گے کتاب کے دائرے میں ہی ہوگا۔

آیت 3/161 سورہ العمران:

اور کسی نبی پر نہیں ہوسکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لیکر آئے گا پھر پورا پورا پائیگا ہر شخص جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

آیت 5/67 سورہ المائدہ:

اے رسول پہنچا دو جو کچھ نازل ہوا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہیں پہنچایا تو اللہ آپ کو لوگوں سے

بچائیگا اور اللہ قوم کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آیت 92/5 سورہ المائدہ:

اورتم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمے کھول کر پہنچا دینا ہے۔(شاہ فہد سعودیہ کے قرآن سے)۔

اچھے اعمال والے انسانوں کو عذاب نہیں ہوتا جنت کی خوشخبری اور جہنم کے عذاب کے بارے میں انسان کو پہچان کرانا رسولوں کا کام تھا اور رسول حق بتانے سے ڈرے نہیں۔ایک مقررہ وقت پر انسانوں کو حق بتانا رسولوں کے فرائض میں سے تھا۔جنت اور جہنم انسان کی نظروں سے اوجھل ہے لیکن رسولوں کی بات مان کر سکون کی زندگی حاصل کر کے انسان کو جیتے جی دنیا میں رہ کر ہی جنت کی خوشی مل سکتی ہے۔اس لئے اپنے خاطر رسولوں کی بات مان کر اپنے جان و مال سے نیکی، پرہیز گاری اور سکون والے سماج کیلئے انسان کو گناہ کے خلاف لڑنا چاہیے۔(کیونکہ اس میں ہی انسان کا سکون ہے)اور پاک پروردگار کی ہدایت کو نہ ماننے کا انجام ”بدسکونی کی زندگی۔“

آیت 48/6 سورہ انعام:

اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے تو جو ایمان لائے اور صبر کریں ان کو نہ کچھ اندیشہ اور نہ کچھ غم۔

آیت 27/10 سورہ نمل:

اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا۔اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا اے موسیٰ خوف نہ کھا بے

حق الٰهی

شک میرے حضور رسول خوف نہیں کھاتے۔

آیت 36/52 سورہ یٰسین:

کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں اٹھا دیا۔ہمیں ہماری قبروں سے یہ ہے وہ جو اللہ رحمٰن نے وعدہ دیا تھا۔اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

آیت 61/11 سورہ صف:

تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

آیت 65/11 سورہ الطلاق:

وہ رسول کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے تاریکیوں سے نور کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا عمل کرے گا وہ اسے باغات میں داخل کردیگا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔وہ رہیں گے ان میں ہمیشہ ہمیشہ بے شک اللہ نے اس کے لئے بہت اچھی روزی رکھی ہے۔

اوہام پرستانہ انسانی ذہن کو حق کی روشنی سے روشن کروانا رسولوں کی زندگی کا اہم نصب العین تھا۔غیر منطقی باتوں سے انسانی سماج کو آزاد کروانے کی کوشش ہر رسول نے کی لیکن شیطانی بندوں نے رسولوں کے دیانتدارانہ مقصد میں مداخلت کی۔

مثال کے طور پر رسول نسل در نسل سے ایک پروردگار پر ایمان رکھنے کی بات کرتے آرہے ہیں لیکن شیطان نے انسانوں کو بہکا کر بُت، قبر، عمارت اور رسول پرستی میں دھکیل دیا۔

گیتا کی ان آیتوں سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے ایک پروردگار کے کسی کی بھی پرستش جائز نہیں۔

گیتا...ادھیائے 7' اشلوک 23/24

کم عقل لوگ دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں ان کے پھل محدود اور عارضی ہوتے ہیں دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے دیوتاؤں کے لوک میں جاتے ہیں لیکن میرے بھگت آخر میں میرے پرم دھام کو پاتے ہیں۔(23)

کم عقل لوگ مجھے ٹھیک سے نہ جاننے کی وجہ سے سوچتے ہیں کہ میں یعنی پرم پرش بھگوان پہلے نراکار تھا اور اب میں نے اس روپ کو دھارن کیا ہے اپنی کم عقلی کی وجہ سے وہ میری اویناشی اور عظیم قدرت کو نہیں جانتے (24)

گیتا کی ان آیتوں کے ذریعہ پاک پروردگار نے اعلان کیا کہ وہ نہ پیدا ہونے والا نہ ہی اس کی موت ہے اور نہ کوئی شکل پھر بھی انسانوں نے اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اس کی شکل دیکر عبادت کے طریقے ڈھونڈ ھتے ہیں۔ پاک پروردگار کی خدمت یہی ہے کہ ان کے حکموں کو پوری طرح سے مان کر چلنا اور اس لحاظ سے رسول بھی ان کی ہدایت کے حکموں کے دائرے میں ہیں۔

آیت 24/54 سورہ نور:

اطاعت کرو اللہ اور رسول کی پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمے وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو راہ پاؤ گے اور رسول کے ذمے نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

آیت 4/80 سورہ نساء:

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا۔

آیت 5/92 سورہ مائدہ:

اور تم اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور بچتے رہو پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ تمہارے رسول کے ذمے صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

آیت 24/52 سورہ نور:

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

پاک پروردگار نے دنیا کے ہر کونے کے انسانوں پر ان کی سمجھنے والی زبان میں ہی ہدایت بھیجی اور ہر رسول نے انسانوں کو ان کی زبان میں ہی پاک پروردگار کی ہدایت پہنچائی۔صرف ہدایت پہنچانا ہی اُن کی ذمہ داری تھی۔موجودہ (آجکل) دنیا میں رسول کی ہدایت کے نام پر بہت سی غیر منطقی باتیں پھیلی ہوئی ہیں جو پاک پروردگار کی کسی بھی کتاب سے نہیں ملتیں لہذا ایمان والے انسانوں کا فرض ہے کہ رسول کے نام پر جو غیر منطقی باتیں پھیلی ہوئیں ہیں اسے کتاب کی روشن ہدایت سے جانچ کر غیر منطقی اور ضعیف الاعتقادی والی باتوں سے سماج کو نجات دلوائیں۔

آیت 14/4 سورہ ابراھیم:

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ ان کے لئے

کھول کر بیان کر دے اللہ کے احکام پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

آیت 15/56 سورہ الحجر:

اس نے کہا اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔

آیت 21/18 سورہ انبیاء:

بلکہ ہم پھینک مارتے ہیں حق کو باطل پر بس وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو وہ اس وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے تو تمہارے لئے خرابی ہے اس سے جو تم بتاتے ہو۔

آیت 23/32 سورہ مومنون:

پھر ہم نے ان کے درمیان انہیں میں سے رسول بھیجے کہ تم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔

تہمات اور گناہوں سے سماج کو آزاد کروانے کے لئے ہی نسل در نسل سے ہر زبان میں اور دنیا کے ہر کونے میں حق کا چراغ جلانے کے لئے رسولوں کی آمد و رفت برقرار رہی۔

رسولوں کو حق قائم کرنے کے لئے مادّہ پرست اور خود غرض انسانوں سے لڑنا پڑا اور یقینا رسولوں نے حق کے باہر کوئی بھی غیر منطقی باتیں نہیں کیں۔ لیکن جھوٹی عقیدت والے انسانوں نے اپنی جھوٹی عقیدت میں اپنے اپنے رسولوں کو دوسروں کے رسولوں سے افضل اور اعلیٰ ثابت کرنے کے لئے ان کے بارے میں غیر منطقی باتیں پھیلائیں مثال کے طور پر شری کرشن جی کی

''وشواروپ درشن'' کی باتیں کی جاسکتی ہیں یہ ایک ذہنی تصورات تھے جو پاک پروردگار نے ارجن کو دیئے تھے۔ شری کرشن جی نے اس طرح ذہنی تصورات کے ذریعہ پاک پروردگار کا رتبہ انسانوں کو بیان کیا۔ سمجھدار اور عالم انسان کے لئے حق اور باطل میں فیصلہ کرنا آسان بات ہے۔ آج دنیا کے ہر کونے کی خبر رکھنا آسان ہے دنیا کی سیر کر کے حق اور باطل کا فیصلہ کرنا عقل مندوں کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

کوئی بھی رسول ایک دوسرے سے چھوٹا یا بڑا نہیں، ہر رسول کا رتبہ انسانی تہذیب کے لئے برابر ہے اور ہر رسول کی شریعت بھی ایک ہے اور وہ ہے ایک اللہ کی عبادت، امن و امان کا ذہن اور سماج اور اس مقصد کو پانے کے لئے کوئی بھی انسان کسی بھی رسول کے بتائے ہوئے طریقے کو استعمال کر سکتا ہے۔

قرآن شریف کی سورہ الحدید کا ٹھیک طرح مطالعہ کرنے سے رسولوں کا رتبہ مکمل طور پر روشن ہوتا ہے۔ یہاں پر پاک پروردگار عالم نے سب رسولوں پر اور ایک پروردگار پر ایمان لانے کے لئے کہا۔ اب رہا سوال رسولوں کی پہچان کا! تو کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد رسولوں کی پہچان جس طرح سے میرے ذہن میں پاک پروردگار نے بخشی میں اس کو بیان کر رہا ہوں۔ ''انسانوں میں سے چنے گئے وہ افضل و اعلیٰ انسان جن کی پاک زبان سے پاک پروردگار نے اپنا کلام لوگوں تک پہنچایا۔ جنہوں نے ایک پروردگار، محبت، انسانیت، نیکی اور پرہیزگاری اور امن امان کا پیغام دنیا میں پھیلایا اور جن کے امتی (یعنی ماننے والے) پاک پروردگار کی مرضی سے دنیا میں برقرار ہیں اور جنہوں نے حق اور نیکی کو قائم کرنے کے لئے باطل اور گناہوں سے جہاد کیا وہی رسول ہیں۔

آیت 57/19 سورہ الحدید:

اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر یہی لوگ ہیں اپنے رب

کے نزدیک صدّیق اور شہیدان کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔

آیت 57/21 سورہ الحدید:

تم دوڑو مغفرت کی طرف اپنے رب کی اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کی وسعت جیسی ہے اور ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ کا فضل ہے وہ اسی کو دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

آیت 57/25 سورہ الحدید:

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل فرمایا تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت وقوت ہے اور لوگوں کے لئے اور بھی فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے اس کی اور اس کی رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔

آیت 57/28 سورہ الحدید:

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ وہ تمھیں اپنی رحمت سے دو حصے عطا کرے گا اور تمہارے لئے ایسا نور کردے گا کہ تم اس کے ساتھ چلو گے اور وہ بخش دے گا تمھیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورہ الحدید کی آیت نمبر 25 میں ''لوہا'' سے مراد پاک پروردگار کی ''روشن ہدایت'' جو سخت

اور فائدہ مند ہے اور جس کی تپش (یعنی ہدایت) انسانوں کو امن و امان اور سکون کی زندگی عطا فرماتی ہے۔

جس طرح دھاگے میں موتی پروئے ہوتے ہیں اسی طرح پاک پروردگار کے قانون اور ہدایت کے ذریعہ سب رسول ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں جس طرح مالا میں ایک ہی دھاگے سے ہر موتی بندھا ہوا ہوتا ہے اسی طرح ہر رسول پاک پروردگار کی نور اور ہدایت سے بندھے ہوئے ہیں اور ہر رسول نے ایک پروردگار کی ہی عبادت کی اور انہیں کا پیغام انسانوں تک پہنچایا۔

آج کے انسان رسولوں کی بنیادی باتیں بھلا کر اور رسولوں کی شریعت میں اختلافات پیدا کر کے آپس میں فساد کرتے رہتے ہیں لیکن وہ لوگ یہ بھول گئے کہ رسول جو شریعت بیان کر گئے ہیں وہ پاک پروردگار کی ہی شریعت ہے۔ عبادت کے طریقات کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں مقصد سبھوں کا ایک ہی ہے۔

پاک پروردگار کو نہ بانٹ کر نیکی، پرہیزگاری، محبت، انسانیت، امن وامان اور حق کو سماج میں قائم رکھنا ہی حق الٰہی ہے۔

گیتا 7/7 ادھیائے ساتواں اور شلوک 7:

کوئی سچ مجھ سے عظیم نہیں جس طرح دھاگے میں موتی پروئے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح سب کچھ مجھ پر ٹکا ہوا ہے۔

☆☆☆

اشرف المخلوقات

آیت 21/30 سورہ انبیاء:

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر شئے کو زندہ کیا پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے۔

آیت 24/45 سورہ نور:

اور اللہ نے ہر جانور پانی سے پیدا کیا پس ان میں سے کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی چار پر چلتا ہے۔ اللہ پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے بے شک اللہ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

گیتا شلوک 20 ادھیائے 10:

میں سب جانداروں کے دلوں میں پرآتما کی حیثیت سے موجود ہوں میں

تمام جانداروں کی شروعات، درمیان اور انت (آخرت) ہوں۔

سورج سے دنیا پیدا ہوئی اور دھیرے دھیرے دنیا کی حرارت کم ہوتی گئی اور الگ الگ قسم کی گیسیں وجود میں آئیں۔ ان گیسوں میں سے ہائیڈروجن اور آکسیجن 2:1 تناسب میں ملکر پانی کی تخلیق ہوئی۔ اس پانی سے دنیا کی سب سے پہلی ایک خلیہ والی جان وجود میں آئی۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ہائیڈروجن یعنی آدم اور آکسیجن یعنی اماں حوا ہے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان دونوں کے ملاپ کے بعد ہی جان پیدا ہوئی ۔ حضرت آدم اور حضرت اماں حوا کے تصورات ایک علامت ہیں۔ (اس کی مزید تفصیل مذہب اور سائنس والے مضمون میں ملے گی۔)

آیت 80/19-20 سورہ عبس:

اس کو ایک نطفے سے پیدا کیا پھر اسے اندازے پر رکھا پھر اس کی راہ آسان کردی۔

نوٹ: انسانی کلون کے دریافت کے ذریعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش پانی کے بوند سے ہی ہوئی ہے اور اس پانی کی بنیاد ہے حضرت آدم اور حضرت اماں حوا۔ وہی ایک خلیہ والی جان ہزاروں قسم کی شکلیں اور مختلف نشیب وفراز سے گذرتے ہوئے اور لاکھوں سالوں کی مدت پار کر کے انسانی شکل اختیار کی۔ اسی طرح ہر جان کی بنیاد پانی ہے۔ انسان کی طرح ہر جاندار کو بھی مختلف شکلوں سے گزر کر موجودہ شکل میں آنا پڑا۔

قرآن شریف کی مختلف آیتوں میں انسانوں کی موجودہ حالت سے پہلے رکھی گئی الگ الگ حالتوں کا اشارہ ملتا ہے اب رہی انسان کی پیدائش، تو سائنسدانوں کے مطابق انسان ایک مرکب (Compound) ہے جس میں الگ الگ قسم کے عنصر (Elements) اور کیمیاوی (Chemical) موجود ہیں۔ یہ سارے عناصر (Elements) اور کیمیاوی (Chemical) کے بارے میں مذہبی کتابوں میں مختلف انداز میں بیان کیا گیا۔

گیتا شلوک 8 ادھیائے 9:

تمام قدرت میرے اختیار میں ہے یہ خود بخود میری مرضی سے بار بار پیدا ہوتی ہے اور میری ہی مرضی پر آخر میں ختم ہو جاتی ہے۔

آیت 35/11 سورہ فاطر:

اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے جوڑے سے بنایا اور نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم میں ہے اور کوئی بڑی عمر والا عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر سے کمی کی جاتی ہے یہ سب ایک کتاب میں ہے بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

آیت 6/2 سورہ انعام:

وہ جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت معین کیا اور اسکے یہاں ایک وقت معین ہے۔ پھر تم شک کرتے ہو۔

آیت 15/26 سورہ الحجر:

اور ہم نے انسانوں کو پیدا کیا ایک کھنکھناتے ہوئے سیاہ بودار ہوئے گارے سے۔

ایک جوان انسان کے جسمانی وزن میں تقریباً 18% پروٹین (Protein)، 7% معدنیات (Mineral)، 15% چربی (Fat) اور باقی 60% پانی ہوتا ہے۔ ہر مخلوق کا جسم پروٹین (Protein)، چربی (Fat)، کاربوہائیڈریٹ (Crbohydrate) پانی (Water)

اور معدنیات (Mineral) سے بنتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں مختلف عناصر سے بنی ہیں جو قدرت سے مخلوق کو حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ سارے عناصر مختلف مقدار میں انسان کے جسم میں پائے جاتے ہیں۔

1	کاربن	Carbon	50%
2	آکسیجن	Oxygen	20%
3	ہائیڈروجن	Hydrogen	10%
4	کیلشیم	Calcium	4%
5	فاسفورس	Phosphorus	2.5%
6	پوٹاشیم	Potassium	1%
7	سلفر	Sulphur	0.8%
8	سوڈیم	Sodium	0.4%
9	کلورین	Chlorine	0.4%
10	میگنیشیم	Magnesium	0.1%
11	لوہا	Iron	0.01%
12	میگنیز	Manganese	0.001%
13	آیوڈین	Iodine	0.00005%

From Harpers Bio-Chemistry by Robert K. Murray
(Rproduced with permission from West E.S. Todd WR. text book Bio-chemistry third CD.Macmillan 1961.)

قرآن شریف میں ان سارے عناصر کو کھنکھناتی مٹی کہہ کر پکارا گیا اور واقعی یہ سوکھی اور کھنکھناتی حالت میں قدرت میں پائی جاتی ہیں اور ان سارے عناصر میں ایک قسم کی بو بھی پائی جاتی ہے اور یہی بو کسی کو اچھی اور کسی کو ناگوار لگتی ہے اور یہ سارے عناصر خوراک کے ذریعہ انسان کے جسم

میں مختلف انداز اور طریقوں سے پہنچتے ہیں۔

کائنات کی شروعات میں پانی کی پیدائش ہوئی اور اس پانی سے ایک خلیہ والی جان اور اس کے بعد مسلسل خلیہ والی جان کی پیدائش جاری رہی۔ پھر مختلف قسم کی جان ایک مقررہ وقت تک دنیا میں رہیں۔

سورج سے نکلی ہوئی دنیا میں موجود یہ سارے عناصر ایک گہرے معنی کے حقدار ہیں اور اس سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ان الفاظ (پانی کی بوند، خون کی پھٹک اور کھنکھناتی مٹی) کے ساتھ جڑی ہوئی کہانیوں کو سائنسدانوں کی تحقیقات غلط ثابت کر چکی۔

پاک پروردگار عالم کی مرضی سے ابھی بھی دنیا میں ایسے بھی انسان موجود ہیں جو جنگلی زندگی جیتے ہیں۔ نہ ہی وہ لوگ کپڑوں کا استعمال جانتے ہیں اور نہ آگ کا اور ابھی تک دنیا کی تہذیب سے وہ نا آشنا ہیں۔ ایسی ہی قوم ہندستان کے انڈمان کے کچھ جزیروں میں بھی ملتی ہے، افریقہ کے جنگلوں اور دنیا کے کچھ حصوں میں غیر مہذب انسانوں کی موجودگی انسان کی پرانی حالت کو ثابت کرتی ہے۔

آیت 30/22 سورہ روم:

اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ہے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دانشمندوں کے لئے۔

دنیا کے مختلف حصوں کے مختلف موسمی حالات، مختلف معدنیات اور نباتات ہونے کی وجہ سے انسانوں کی جسمانی ساخت، رنگ وروپ، شکل وصورت اور زبان الگ الگ ہوتی ہیں۔ پاک پروردگار کے چنے ہوئے خاص عناصر سے ہی سارے انسانوں کی پیدائش ہوئی۔
صرف باہر کا چہرہ یعنی چمڑا، شکل، ذہن اور بناوٹ الگ الگ ہیں۔ یہ کیوں؟

انسانی وجود کو تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

(۱)...... جسم

حق الٰہی

(۲)...... جسم کے اندر پاک پروردگار کی روح

(۳)...... آتما یعنی ذہن

ان تین حصوں کو وضاحت سے الگ الگ بیان کر رہے ہیں جو پاک پروردگار کی مہربانی سے مجھے نصیب ہوا۔

(۱)... جسم: جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ انسان کی جسمانی تخلیق مختلف عناصر کا مرکب ہے اور وہ مختلف عناصر زمین میں کھنکھناتی یعنی سوکھی حالت میں پائے جاتے ہیں جس طرح زمین کی مٹی سے انسان کا جسم بنتا ہے اسی طرح انسان کا جسم زمین میں ہی فنا ہو جاتا ہے چاہے جس طرح اس کی تجہیز وتکفین کی جائے۔

انسانی سماج میں خاص کر ہندستان میں زیادہ تر دو ہی قسم کے تجہیز وتکفین کی رسمیں ہیں ''جلانا اور دفنانا''۔

موت کے بعد جسم کا کوئی وجود نہیں ہوتا چاہے جلائیں یا دفنائیں۔ مٹی کے بنے ہوئے جسم کو مٹی ہی ہو جانا ہے جلانے سے جسم کے پانی کا حصہ بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے اور جو راکھ پڑی رہ جاتی ہے وہ زمین میں سما جاتی ہے اور دفنانے سے جسم کے پانی کا حصہ زمین میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے۔ جلانے اور دفنانے کی رسموں میں بھی انسانوں کا ذہنی اختلاف پوری طرح برقرار ہے۔ اس اختلاف کو مٹانے کے لئے فسادی اور ناسمجھ انسانوں کو اس کے بارے میں جانکاری دینا ضروری ہے۔

جلانے کی رسم خاص طور پر ہندستان میں پائی جاتی ہے اور یہ رسم ویدک سماج سے آئی۔ اس کی وجہ ہے ہندستان کی نرم زمین، ندیوں کی کثرت، لکڑیوں کی فراوانی اور بکثرت سیلاب۔ ندیوں کے کنارے نرم زمین ہونے کی وجہ سے جسم کو دفنانے کے بعد اگر بارش یا سیلاب آئے تو مٹی ہٹ سکتی ہے اور مردہ جسم باہر آ سکتا ہے لیکن لکڑیوں کا اضافہ مردہ جلانے

میں کوئی کمی نہیں کرتی۔ دینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موت کے بعد جسم کا کوئی وجود نہ ہونے کی وجہ سے اس زمانے کے رشی منی لوگ مردہ جسم کو جلا کر ختم کرنا مناسب سمجھتے تھے تا کہ قبر پرستی جیسا شرک نہ ہو اور انسان کے آگ کا استعمال سیکھنے کے پہلے سے ہی دنیا میں دفنانے کی رسم موجود تھی۔ یہ انسان کا ایک قدرتی کردار ہے۔ رسول پاک حضرت محمدؐ اور حضرت عیسیٰ کے امتی دفنانے کی رسم ادا کرتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان کی پیدائش کے بہت پہلے ہی سے دفنانے کی رسم ان جگہوں پر موجود تھی۔ رسول پاک حضرت محمدؐ سے پہلے ان کے آبا و اجداد بت پرست ہوتے ہوئے بھی دفنانے کی رسم ادا کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ کی قوم کے لوگ پہلے سے ہی دفناتے تھے۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ دفنانا یا جلانا پوری طرح سے موسم یا حالات پر منحصر ہے۔ فسادی اور نا سمجھ لوگ اس بات پر جھگڑتے ہوئے آپس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ وہ لوگ یہ جان لیں کہ ساری رسمیں پاک پروردگار کی مرضی سے دنیا میں قائم ہیں۔ کوئی بھی تجہیز و تکفین کی رسم غلط نہیں۔ ساری رسموں کا مقصد مردے اور لا وجود جسم کو مٹانا یعنی ختم کرنا ہے۔ دفنانے کی رسم انسانوں کے قدرتی خیالات تھے اور جلانے کی رسم حالات کے مطابق انسانوں نے اختیار کی۔

مردہ جسم کا کوئی وجود نہ ہونے کی وجہ سے گیتا، قرآن شریف، توریت یا انجیل میں مردوں پر کوئی خاص رسم و رواج کی ہدایت نہیں فرمائی گئی۔ لیکن مردہ انسانوں کی یاد میں انسانوں کو کھلانا، غریبوں کو روزمرہ کی استعمال والی چیزیں بانٹنا یہ سب رسمیں نیکی میں شمار ہیں اور ہر مذہب نے اسے اختیار کر رکھا ہے۔ مردوں کے نام پر چادر چڑھانا، پنڈی بنا کر اناج ضائع کرنا (کتابوں کے مطابق یہ رسم پرندوں یا جانوروں کو کھلانے کی ہے اور کہیں کہیں اگر دانی برہمنوں کو پنڈی کھلائی جاتی ہے) یہ سب گناہ میں شامل ہیں اور غیر منطقی رسمیں ہیں۔

نوٹ: پنڈی:- تل، چاول اور گھی سے پیڑا بنا کر مردوں کے نام پر پھینک دیا جاتا ہے۔

(۲)......جسم میں پاک پروردگار کی روح کی موجودگی:

کائنات کی ساری چیزیں ذرے (یعنی ایٹم) سے بنتی ہیں۔ اس لحاظ سے انسان کا وجود بھی ایٹم (یعنی ذرے) سے قائم ہے۔ وہی ذرے ایک دوسرے سے جڑ کر مختلف شکل اختیار کرتے ہیں۔ ذروں کے اندر الیکٹرون (Electron)، پروٹون (Proton) اور نیوٹرون (Neutron) ایک عظیم طاقت کے ذریعہ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ اور یہ ایک طاقت ہے (Nagative-، +Positive) اور اس طاقت کے ذریعہ سارے ذرّے ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں اور یہی طاقت پاک پروردگار کا نور ہے۔ اور وہ لامتناہی شعاعیں لازوال طاقت اور لافانی ہر جان میں موجود ہے۔

آیت 32/9 سورہ سجدہ:

پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو۔

آیت 15/29 سورہ الحجر:

تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔

گیتا شلوک 17 ادھیائے 2:

وہ جو سارے جسم میں سمایا ہوا ہے، اس کو نہ مٹنے والا سمجھو، اس نہ مٹنے والی

آتما کو ختم کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں ہے۔

نوٹ: نور سے مراد وہ ایٹمی طاقت جو تمام ذرّوں کی بنیاد ہے۔

گیتا شلوک 4 ادھیائے 9:

یہ سارا جگت میرے آویکت (غیر ظاہر) روپ سے بھرا ہوا ہے سب جاندار مجھ میں ہیں لیکن میں ان میں نہیں ہوں۔

گیتا شلوک 5 ادھیائے 9:

پھر بھی یہ ساری سرشٹی (مخلوق) مجھ میں نہیں ہے زرا میری یوگ شکتی کو دیکھو اگر چہ میں تمام جانداروں کا پالن کرنے والا ہوں اور ہر جگہ موجود ہوں پھر بھی میں اس تخلیق کا حصہ نہیں ہوں کیونکہ میری ذات ہی اس وجود کا سرچشمہ ہے۔

گیتا شلوک 8 ادھیائے 9:

تمام قدرت میرے اختیار میں ہے، یہ خود بخود میری مرضی سے بار بار پیدا ہوتی رہتی ہے، اور میری ہی مرضی پر آخر میں ختم ہوجاتی ہے۔

پاک پروردگار نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنا کر اس کے اندر اپنی روح ڈالی۔ جس طرح مشین کے لئے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح انسان کے جسم میں پاک پروردگار اپنی روح سے جان پیدا کرتے ہیں اور جب دنیا میں انسان کا کام ختم ہوجاتا ہے تو وہ اپنی روح کو نکال کر جسم کی موت مقرر کرتے ہیں۔

قرآن شریف کی سورہ الحجر آیت نمبر 29 میں پاک پروردگار نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ مٹی

حق الٰهی

سے بنے ہوئے انسان کو سجدہ کریں جب کہ قرآن شریف میں یہ بھی فرمایا گیا کہ پاک پروردگار کو اپنے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا ناپسند تھا تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ فرشتوں کو کیوں فرمایا ''کہ انسان کو سجدہ کرے؟'' اس کی دو وجوہات ہیں۔

(۱)...... پاک پروردگار نے اپنی روح انسان کے اندر ڈالی اور فرشتوں کو بلاواسطہ اپنے ہی روح کو سجدہ کروا کر انہیں انسان کی خدمت پر مقرر کیا۔

(۲)...... فرشتوں سے انسان کو سجدہ کروانے والی بات کتابوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچا کر پاک پروردگار نے انسانوں کو یہ پیغام دیا کہ مخلوق کی خدمت ہی اللہ کی خدمت ہے۔ جس طرح فرشتے مخلوق کی خدمت پر مقرر ہیں۔

پاک پروردگار نے پیدائش اور موت اپنے ذمے رکھی سائنسداں لاکھ کوششوں کے باوجود بھی موت کو روک نہ سکے اور رہی پیدائش کی بات سائنسدانوں نے ٹسٹ ٹیوب بے بی تو ضرور بنائی لیکن صرف زائیگوٹس (Zygotes) تک ہی محدود رہے۔ نطفے کا کوئی بھی حصہ وہ لوگ اپنے طریقے سے نہیں نکال پائے۔ زائیگوٹس کو ایک مقررہ وقت کے بعد ماں کے پیٹ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں ڈالنے سے پہلے مصنوعی طریقے سے مرد اور عورت کی منی ملکر زائیگوٹ بناتے ہیں اور اسے کچھ گھنٹے ٹیسٹ ٹیوب میں رکھنے کے بعد اسے عورت کی بچہ دانی میں ڈال دیا جاتا ہے۔

آیت 10/4 سورہ یونس:

تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے۔ بے شک وہ پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا تا کہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ جزاء

دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے۔

گیتا شلوک 22 ادھیائے 2:

جس طرح انسان پرانا لباس چھوڑ کر نیا لباس پہنتا ہے اسی طرح آتما پرانے اور ناکارہ اجسام چھوڑ کر نئے اجسام حاصل کرتی ہے۔

گیتا شلوک 27 ادھیائے 2:

جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا اور جو مر گیا ہے وہ دوبارہ پیدا ضرور ہوگا چنانچہ تمہیں اپنے فرض کی اٹل ادائیگی پر غمزدہ نہیں ہونا چاہئے۔

مذہبی کتابوں کے مطابق آتما اور روح کی موت نہیں ہوتی۔ پاک پروردگار کی مرضی سے وہ صرف ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم کو اپناتی ہے۔ ان باتوں پر الگ الگ کتابوں میں پاک پروردگار نے الگ الگ بیان فرما کر دوسرے جنم (پیدائش) کا راز اپنے تک ہی محدود رکھا لیکن میرا ذہن دوسرے جنم کے وجود کی پوری طرح تائید کرتا ہے حالانکہ کوئی بھی آج تک اسکا ٹھوس ثبوت پیش نہ کر سکا۔

آج کے دور میں انسان کو اپنی زندگی سکون سے جینے کا اور اپنی صحت کا خیال رکھنے کا پورے کا پورا حق ہے، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔ اس لحاظ سے ناحق قتل کئے بغیر پرہیز کے ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے طریقوں کے ذریعہ انسان اپنی حیثیت کے مطابق بچہ پیدا کرے اور اس کی اچھی پرورش کر کے نسل اور سماج کو اچھا بنائیں۔

(۳)......آتما، ذہن:

پاک پروردگار نے انسانوں کو اعلیٰ قسم کا ذہن عطا فرما کر دوسری مخلوقات سے افضل بنایا اور اس ذہن سے انسان دینی اور دنیاوی فیصلے کر سکتے ہیں۔

حیاتیاتی طور پر یہ ذہن انسان کے دماغ کے الگ الگ حصوں میں الگ الگ طریقے کی سوچ پیدا کرتا ہے اور اسی کے مطابق انسان کام کرتا ہے اور جو سوچ ذہن سے پیدا ہوتی ہے وہ نفس کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں میں پہنچتی ہے اور اس افضل اور اعلیٰ دماغی سوچ کے لئے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا۔

انسانی دماغ کی جسامت $1500cm^3$ اور اس کا وزن 1.36Kg. ہے۔ سائنسدانوں نے اسے کام اور ترتیب کے مطابق تین حصوں میں بانٹا :

(۱)...... سیری برم (Cerebrum)

(۲)......سیری بیلم (Cerebellum)

(۳)......میڈولا (Medulla)

(۱)... سیری برم کا کام ہے

آگاہی کرنا یا شعور کا جگانا، یادداشت، عقل اور فہم، تخیل اور وجہ ڈھونڈنا، جذبہ یہی حصہ جسم کے الگ الگ جذبات کو محسوس کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ہنسنا، دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، بولنا اور اس کے نیچے والے حصے سے بھوک، پیاس، جنسی جذبات اور جسمانی حرارت محسوس کرتے ہیں دماغ کا یہ حصہ خلیہ والی نفس سے بنتا ہے اور اس کے اندر جیلی یعنی لعاب کی طرح شئے موجود ہے اور اس لعابی شئے کا کام ہے مختلف ادراک (احساس) کو وجود میں لانا۔

(۲)... سیری بیلم:

سیری بیلم کا کام ہے پٹھوں کو کام میں لانا چلنے پھرنے اور دوڑنے میں پٹھوں کا توازن برقرار رکھنا۔

(۳)...میڈولا:

اس کا کام ہے دل کے کاموں کا توازن رکھنا اور جسم کے اندرونی اعضاء (Organs) کے کام کو آگے بڑھانا۔

یہ سب سائنسدانوں کی برسوں کی محنت کا نتیجہ ہے لیکن پھر بھی ایک سوال رہ جاتا ہے کہ انسان کی مختلف سوچ کا حصہ تو سائنسدانوں نے نکالا لیکن یہ سوچ کس طرح پیدا ہوتی ہے؟

دماغ کے اندر کا لعابی حصہ ایک کیمیاوی مرکب ہے اور یہاں پر بھی ذروں کا ری ایکشن (رد عمل) مختلف انداز میں ہوتا ہے اور یہی ردعمل انسان کی سوچ کو عمل میں لاتی ہے۔ پاک پروردگار نے کچھ حد تک صرف انسانی ذہن کو ہی انسان کے اختیار میں رکھا۔ قسمت، پیدائش، موت کے علاوہ باقی تمام فیصلے انسان کے اپنے اختیار میں ہیں اور کچھ حد تک پیدائش کا سلسلہ بھی پاک پروردگار نے انسان کے ذمے چھوڑا۔ انسان کو سکون کی زندگی بخشنے کے لئے کتابوں کے ذریعہ ہدایت بھیجی تا کہ ان کو سکون کا راستہ چننے میں آسانی ہو۔

جسمانی اور جنسی ساخت کے مطابق انسان کو تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں مرد، عورت اور مخنث۔

جسمانی طور پر مرد عورت سے طاقتور ہوتا ہے اس لئے طاقت اور خوراک کی بنیاد پر قرآن شریف میں مرد کو عورت پر فضیلت کی بات کی۔ مرد عورت یا مخنث کوئی بھی ہو عذاب اور ثواب میں پاک پروردگار کا عدل وانصاف یکساں ہوگا۔

آیت 195/3 سورہ عمران:

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی، میں کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا، تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو، سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے شہروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں

حق الٰہی

ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے، میں ان کی برائیاں ان سے دور کردوں گا۔ اور انہیں باغات میں داخل کردوں گا۔ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں اللہ کی طرف سے ثواب ہے اور اللہ کے پاس اچھا ثواب ہے۔

آیت 4/124 سورہ نساء:

اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔

وراثت سے ملے حصوں میں ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاک پروردگار نے عورت کو مرد سے کم حصہ عطا فرمایا۔

قرآن شریف میں پاک پروردگار نے مخنث کے بارے میں کوئی ذکر نہیں فرمایا لیکن قرآن شریف سے پہلے کی کچھ کچھ کتابوں میں مخنث کا ذکر ہے۔ تواریخوں میں مخنث بادشاہوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مرد عورت کے ساتھ ساتھ مخنث کو بھی معاشی حقوق ملنے چاہئے۔

سائنسدانوں نے ثابت کر دیا مرد یا عورت کی طرح مخنث بھی جنسی خلیہ کے اندر کے ردوبدل سے پیدا ہوتا ہے۔ جنسی خلیہ میں کروموزوم (Chromosome) نام کا ایک حصہ ہوتا ہے جسکے اندر توارثی نطفہ (Gene) ہوتا ہے مرد اور عورت کا نطفہ ملکر جب زائیگوٹس پیدا ہوتا ہے اس میں 23 جوڑے کرموزومس موجود ہوتے ہیں اور یہی کروموزومس کا کام ہے بچوں کے جسمانی وجود کو آگے بڑھانا۔ ان 23 جوڑے کروموزومس میں 22 جوڑوں کا کام ہے انسانی ساخت، جسمانی رنگ، بالوں کا رنگ، انسانی کردار اور بھی بہت سارے اعمال ماں باپ سے بچوں تک پہنچانا اور 23 ویں جوڑے کا کام ہے بچوں کی جنسی پہچان دینا۔ مرد، عورت اور مخنث کا فیصلہ یہی 23 ویں جوڑی سے ہوتا ہے۔ زائیگوٹس میں عورت کی طرف سے کروموزومس (xx) اور مرد کی طرف سے

یعنی 23ویں کروموزومس (xy) ہوتا ہے اس طرح سے جب زائیگوٹس بنتا ہے تو عورت صرف (xx) قسم کا کروموزومس زائیگوٹ کو دے سکتی ہے اور مرد (xy) قسم کا کروموزوم دیتا ہے۔ جب مرد کا x اور عورت کا x ملتا ہے تو "xx" یعنی عورت بچہ اور جب مرد کا y اور عورت کا x ملتا ہے تو "xy" یعنی مرد بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح قدرت کی مرضی سے جب عورت کے دونوں x اور مردوں کا صرف y یا نہیں تو عورتوں کے دونوں x اور مردوں کا xy دونوں مل جاتے ہیں تو مخنث پیدا ہوتا ہے۔

زائیگوٹ کے اندر ٹسٹوسٹیرون (Testosteron) اور آسٹروجنس (Estrogens) نام کے دو جنسی ہارمونس (Harmones) موجود رہتے ہیں اور ان کا کام ہے انسان کی جنسی پہچان کا فیصلہ کرنا۔ اس کے ہیر پھیر کی وجہ سے مخنث کی پیدائش ہوتی ہے اور یہ بات سائنسدانوں نے ثبوت کے ساتھ ثابت کی ہے۔

انسانی معاشرے میں مخنث کی موجودگی پاک پروردگار کا فیصلہ ہے۔ مخنث سے نفرت کرنا یا ان کو دل بہلانے کی چیز سمجھنا پاک پروردگار کے فیصلے کی توہین کرنا ہے۔

مخنث کو معاشرتی حقوق (یعنی علم، نوکری، کاروبار) دینے کے ساتھ ساتھ انسان سمجھ کر انہیں اپنا لینا ہی انسانیت ہے۔ اور میں سدھارت چڑجی اس کتاب کے ذریعہ معاشرے سے ان کے جائز حقوق کی درخواست کرتا ہوں۔

☆☆☆

حق الٰہی

شیطان

پاک پروردگار نے نیکی کے ساتھ بدی مقرر کر کے گناہ یعنی شیطان کو انسانوں کے بیچ پنپنے کا موقع فراہم کیا انسانوں کے لئے شیطان کی موجودگی ضروری تھی تا کہ انسان کی زندگی بدمزہ اور ویران نہ ہو۔

پاک پروردگار نے انسانی زندگی کو خوبصورت اور پر رونق بنانے کے لئے شیطان کو مقرر کیا اور پاک پروردگار ہی انسان کو اس سے بچنے کی ہدایت بخشتے ہیں۔ لیکن انسان کی تمام کوششوں کے باوجود انسانی سماج اس سے آزاد نہیں۔ پاک پروردگار نے اپنی طاقت کے ذریعہ پوری طرح اسے نہ مٹا کر شیطان کے وجود کو دنیا میں برقرار رکھا۔ ''یہ پاک پروردگار کی بلاواسطہ انسان کو خوش رکھنے کی ترکیب ہے۔''

پاک پروردگار کے وعدے کے مطابق شیطان ہر جگہ موجود ہے اور اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ شیطان کی موجودگی بھی بلاواسطہ انسان کے فائدے کے لئے ہے۔

اس موضوع پر قرآن شریف کی آیت نمبر 2/34، کا تفصیلی جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آیت 2/34 سورہ البقر:

اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوائے
سبھوں نے سجدہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں سے ہو گیا۔

آیت کے مطابق کچھ سوالات جو صدیوں سے انسانی ذہن میں گونج رہے ہیں ان سوالوں کے جواب دینا میں مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ ان سارے سوالوں پر علمائے دین نے جواب کے بدلے فتویٰ دیا ان علماؤں اور تمام انسانوں کو اس کی تفصیلات اور سچائی سے روشن کرانا ضروری ہے۔

سوال (الف) : فرشتہ ابلیس کی نافرمانی پاک پروردگار کی توہین ہے اور جہاں پر پاک پروردگار کا کوئی کام ادھورا نہیں ہوتا اس لحاظ سے (الف) کیا فرشتوں کی پیدائش یا پرورش میں کوئی کمی رہ گئی تھی جو انہوں نے نافرمانی کی۔ یہ کیوں؟

سوال (ب) : پاک پروردگار کی حیثیت کو جاننے کے باوجود بھی فرشتوں کے ذہن میں پاک پروردگار کے سامنے مغروریت کیوں پیدا ہوئی؟

سوال (ج) : سارے فرشتوں سے انسان کو کیوں سجدہ کروایا گیا جبکہ پاک پروردگار کو اپنے سجدے کے علاوہ اور کسی کا سجدہ منظور نہیں۔ وہاں پر اس سجدے کا کیا مطلب؟

سوال (د) : فرشتوں کی باتیں کتابوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچانے کا پاک پروردگار کا کیا مقصد ہے۔

جواب : (الف)......انسانی زندگی کو ویرانیت سے نجات بخشنے کے لئے ہی پاک پروردگار نے فرشتے ابلیس سے نافرمانی کروائی۔

(ب)......فرشتوں کا سارا وجود اور حیثیت پاک پروردگار کے اختیار میں ہے اور پاک پروردگار کے بغیر ان کا اپنا ذاتی کوئی وجود نہیں اس لحاظ سے فرشتے ابلیس کی نافرمانی پاک پروردگار کی مرضی تھی۔

(ج)......ساری مخلوق پاک پروردگار کے نور سے پیدا ہوئی ہے اور اس لحاظ سے مخلوق کی خدمت ہی پاک پروردگار کی اصل خدمت ہے۔ پاک پروردگار انسان کے ذریعہ ہی دنیا میں موجود ہیں اور وہ اپنا ہر کام انسان کے ذریعہ ہی کرواتے ہیں اور اس لحاظ سے انسان کو سجدہ (یعنی اس کی خدمت) بلاواسطہ طور پر پاک پروردگار کی خدمت ہی ہے اور یہ پیغام انسانوں تک پہنچا کر انسان پر انسان کی خدمت کا حکم نافذ کیا۔

(د)......ان ساری باتوں کو کتابوں کے ذریعہ انسان کو واقف کروانے کا مقصد انسان کو کفریت کی مثال بیان فرمانا۔ جب فرشتے انسان کو سجدہ (یعنی خدمت پر مقرر ہیں) کر سکتے ہیں تو انسان کو اس سے سبق لیتے ہوئے مخلوق کی خدمت کے ذریعہ پاک پروردگار کے آگے سجدہ کرنا چاہیئے اور یہی پاک پروردگار کا حکم اور ان کا منشا ہے اور اس سے نافرمانی کرنے والا ہی کافر ہے۔

انسانوں کے ہر قدم پر شیطان کو مقرر کر کے جیسے پاک پروردگار نے انسان کو ویرانیت سے نجات بخشی اسی طرح کتابوں اور رسولوں کے معرفت اس سے بچنے کا طریقہ بھی عطا فرمایا تا کہ انسانوں کو سکون حاصل ہو۔

☆☆☆

ایمان

آیت 3/84 سورہ العمران:

کہہ دیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو نازل کیا گیا ابراہیم اسمٰعیل، اسحاق، یعقوب پر اور ان کی اولاد پر اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ ''اور نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے''، ہم فرق نہیں کرتے ان میں سے کسی ایک کے درمیان اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

آیت 3/86 سورہ العمران:

اللہ ایسے لوگوں کو کیوں کر ہدایت دیگا جو کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد اور گواہی دے چکے کہ یہ رسول سچے ہیں اور ان کے بعد کھلی نشانیاں آ گئیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

حق الٰهی

ایمان کا لفظی مطلب ہے اعتقاد، یقین، دھرم یعنی مذہب، نیشتھا، عقیدت، امان اور اس کی بنیاد ہے نیکی، پرہیزگاری، انسانیت، محبت اور امن و امان۔ ایمان کا ایک پہلو انسان کا مذہب یعنی دھرم۔ سنسکریت کا دھری دھاتو سے عمل میں آتا ہے۔

دھرم یا مذہب کا لفظی مطلب ہے جو ہم دھارن کرتے ہیں یعنی اپناتے ہیں اس لحاظ سے جو انسان نیکی، پرہیزگاری اور ایک پروردگار کو اپناتے ہیں وہی انسان دھارمک یعنی ایمان والے ہوتے ہیں۔

ایمان کی بنیاد پاک پروردگار کے آگے گردن جھکا کر اس کے سارے حکموں کو پوری طرح سے مان کر امن وسکون کی زندگی قائم کرنا اور پاک پروردگار کو نہ بانٹ کر انسانوں کے درمیان بھائی چارگی اور سکون کی بنیاد ڈالنا ہے، اس لحاظ سے جس کا ذہن اس بات سے خارج ہے وہ ایمان سے بھی خارج ہے۔

پاک پروردگار نے ایمان کے لباس میں انسانوں کو سکون والا راستہ دکھایا، ایمان کسی مذہب قوم یا زبان کے دائرے میں مقید نہیں۔ یہ ایک نا ختم ہونے والی روشنی ہے جسے شیطانی طوفان بھی ہلا نہیں سکتا۔

ایمان کا ایک اور نام ہے محبت۔ اس کا مطلب پاک پروردگار اور اس کی بنائی ہوئی تمام قدرت سے محبت۔ نتیجہ کی لالچ کے بغیر کام بھی ایمان ہے وہی نتیجہ کی سوچ انسانوں کے ذہنی سکون کو بگاڑتی ہے اور ان کے کام میں رکاوٹ ڈالتی ہے جائز طریقے سے جنسی تعلقات بھی ایمان ہے۔ ہر انسان ایمان کے دھاگے سے ہی ایک دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے ایمان وہ دھاگا ہے جو ہر رسول کو اور ان کے خیالات کو عزت بخشنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ایمان پاک پروردگار اور انسانوں کے درمیان کا رشتہ ہے۔ ایمان وقت ہے جسے ضائع نہیں کیا جاتا۔ ایمان محنت کی کمائی ہے۔ حال، ماضی اور مستقبل کی بنیاد ہے ایمان۔ ایمان اللہ ہے، ایمان ایشور ہے۔ ایمان

وہ احساس ہے جو انسان کو برائی سے روکتا ہے، خواہشات ، لالچ اور گناہ کو چھوڑ کر نیکی اور پرہیزگاری کو اپنانا ہی ایمان لانا ہے۔ جو انسان اپنے مکمل ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور اعمال اس کے شیطانی ہیں ان کا ایمان کبھی بھی مکمل نہیں اور وہ کبھی بھی سکون والی زندگی کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ انسان کے نیک اعمال ہی ایمان کی بنیاد ہے۔ ایک پروردگار پر یقین لا کر اور انہیں اور ان کی ہدایت کو نہ بانٹ کر ایک ہی راہ پر چلنے کی ہدایت رسولوں اور کتابوں سے انسان کو ملی لیکن ان کے اس حکم کی نافرمانی کر کے انسان الگ الگ گروہ میں بٹ کر پاک پروردگار کو باٹنے کی جرأت کی اور آپس میں فساد ڈال کر بدسکونی کی بنیاد ڈالی۔

آیت 69/5 سورہ المائدہ:

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صاوی (ستارہ پرست) اور نصاریٰ جو بھی ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھے عمل کرے تو کوئی خوف نہیں ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

آیت 82/6 سورہ انعام:

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا انہی لوگوں کے لئے دل جمعی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہے۔

دنیا میں انسانوں کے صرف دو ہی گروہ ہیں:

(۱)...... نیک اور پرہیزگار انسان جسے ہم ایمان والا کہتے ہیں اور عربی زبان کے مطابق مسلمان کہتے ہیں۔

(۲)...... گنہگار انسان اور بے ایمان انسان یعنی کافر۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی امتی یا گروہ جائز نہیں۔ آج انسان کتابوں اور رسولوں کا نام استعمال کر کے اپنے طرز کے خیالات اپنا کر فرقہ،

گروہ یا امتی میں بٹ گئے۔

حق تو یہ ہے کہ پاک پروردگار کی دی ہوئی ہر کتاب میں اور ہر رسول نے دنیا میں ایک ہی ہدایت کو پھیلایا یا اس لحاظ سے میں اعلان کرتا ہوں نیک اور پرہیزگار پاک پروردگار کے نیک بندے (ایمان والا گروہ) دوسرے شیطان کے بندے گنہگار انسان (بے ایمان گروہ) ان دو گروہوں کے علاوہ دنیا میں اور کوئی گروہ، امتی، فرقہ یا قبیلہ نہیں۔ انسانوں کی پہچان اس کے کاموں سے ہے۔ نیکی بدی سے جہاد کرے اور اس کے بیچ لباس، نام، انسانی چہرہ یا علاقہ نہ لایا جائے۔

آیت 159/6 سورہ انعام:

بے شک جن لوگوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور گروہ در گروہ ہو گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا معاملہ فقط اللہ کے حوالے ہے پھر وہ انہیں جتلا دیگا وہ جو کچھ کرتے تھے۔

الگ الگ فرقوں میں بٹ کر اپنے خیالات میں اختلاف پیدا کیا اور بے بنیاد فساد کے ذمہ دار ٹھہرے۔ اس گناہ سے آزادی پانے کے لئے اور شیطان سے بچنے کے لئے انسان کو خود فرقہ پرستی چھوڑ کر نیکی، پرہیزگاری، محبت اور انسانیت والے فرقے میں آنا چاہئے اور یہی پاک پروردگار کا حق ہے جو ساری مذہبی کتابوں کے ذریعہ پاک پروردگار نے انسانوں تک پہنچائی۔

آیت 82/2 سورہ البقر:

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے یہی لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

کتابوں میں اختلاف نہ کرتے ہوئے ایک پروردگار اور ان کی ساری کتابوں پر ایمان لانا

ہی ایمان والے کا فرض ہے کیونکہ ایک ہی ہدایت مختلف انداز اور طریقوں سے کتابوں میں بیان کی گئی۔

آیت 29/46 سورہ العنکبوت:

تم اہل کتاب سے نہ جھگڑو مگر اس طریقے سے جو بہتر ہو بجز ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا اور تم کہو ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

آیت 29/47 سورہ العنکبوت:

اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ایمان لاتے ہیں اس پر اور ان میں سے بعض اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے انکار صرف کافر کرتے ہیں۔

ایمان کا اہم ستون ہے پاک پروردگار کے بھیجے ہوئے ہر رسول پر ایمان لانا اور ان کی بھیجی ہوئی کوئی بھی ہدایت والی کتاب کو مان کر نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی اپنانا۔ عبادت کا رخ مغرب ہو یا مشرق اور طریقۂ عبادت کیسا ہی کیوں نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حق تو یہ ہے کہ انسانی سماج میں کوئی بھی کتاب یا رسول باطل نہیں بلکہ حالات اور وقت کی گردش میں کچھ خیالات باطل ہو جاتے ہیں۔ ایمان والے انسان کسی بھی رسول یا ان پر بھیجی ہوئی کتاب کو انکار نہیں کرتے۔ لیکن کچھ شیطانی بندے دنیا میں موجود رہ کر رسولوں اور کتابوں میں اختلاف ڈالتے رہتے ہیں فساد کے مقصد سے تاکہ انسانوں کو فساد میں الجھا کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرسکیں۔ طریقہ کار کچھ بھی ہو ساری عبادت ایک ہی پاک پروردگار کو پہنچتی ہے۔ کائنات

کے ذرے ذرے میں وہ موجود ہے کوئی سیدھے طریقے سے عقائد و اعمال کی ترغیب دیتے ہیں کوئی کسی اور طریقوں سے۔

ایمان کی راہ میں۔

1. پہلا قدم: اپنے آپ کو اور اپنی غلطیوں کو پہچاننا۔
2. دوسرا قدم: اپنی نفسیانی کمزوری سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور اس کے بعد ثابت قدم رہنا۔
3. تیسرا قدم: مخلوق سے محبت اور ان کی خدمت۔
4. چوتھا قدم: اپنے حالات کو اللہ کی دی ہوئی دین سمجھ کر ذہنی طور پر اسے اپنا لینا۔
5. پانچواں قدم: اپنے اعمال سے کسی کو نقصان نہ پہنچانا اور اپنے اعمال کے ذریعہ دوسروں کے لئے مثال قائم کرنا۔
6. چھٹا قدم : حق کو قبول کرتے ہوئے اوہام پرستانہ کردار سے جہاد کرنا۔
7. ساتواں قدم: ذہنی چاہت کو اتنا نہ طول دینا جو کہ نقصان دہ ہو۔
8. آٹھواں قدم: سارے انسانی رشتوں کو مکمل طور پر نبھانا۔
9. نواں قدم: نتیجے کے خواہشات میں اپنے کام کو نہ بگاڑنا۔
10. دسواں قدم: پاک پروردگار کو نہ بانٹنا اور انسانوں میں تفرقہ پیدا نہ کرنا۔
11. گیارہواں قدم: تعلیم۔
12. بارہواں قدم: فیصلہ کے دوران طرفداری نہ کرنا اور امانت میں خیانت نہ کرنا۔

ایمان سے متعلق کچھ آیتیں گیتا اور قرآن سے:

آیت 177/2 سورہ البقر:

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو مگر نیکی یہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں اور کتابوں پر اور نبیوں پر اور اس کی محبت پر مال دے رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے آزاد کرانے میں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب وعدہ کریں تو اسے پورا کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

آیت 150-151-152/4 سوری نساء:

بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کا اور اسکے رسولوں کا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق نکالیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور وہ چاہتے کہ اس کے درمیان نکالیں ایک راہ یہی لوگ اصل کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کرر کھا ہے اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں عنقریب اللہ انہیں ان کے اجر دے گا اور اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

گیتا شلوک 23 ادھیائے 9:

جو لوگ دوسرے دیوتاؤں کے بھگت ہیں اور پوری عقیدت سے ان کی

حق الٰہی

پوجا کرتے ہیں حقیقت میں وہ بھی میری ہی پوجا کرتے ہیں لیکن وہ یہ غلط طریقے سے کرتے ہیں۔

گیتا شلوک 30 ادھیائے 6:

جو یوگی مجھے ہر جگہ دیکھتا ہے اور ہر چیز مجھ میں دیکھتا ہے میں کبھی اس سے دور نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ مجھ سے دور ہوتا ہے۔

مصیبت کی گھڑیوں میں صبر کرنا پاک پروردگار کی سنت ہے۔ اپنی خواہشات یا اپنی چاہت یا اپنے اعمال کو قابو میں رکھنے کے لئے نماز یعنی عبادت کو اپنا کر پاک پروردگار کے دیئے ہوئے حال پر صبر کرنا ہی ایمان والے کا فرض ہے۔ خیرات، قربانی، زکوٰۃ (دان) اور کوئی بھی نیکی کے واپسی کا نتیجہ سوچنا، احسان جتانا، طعنہ دینا ان سبھوں سے نیک کاموں کی بربادی ہوتی ہے اور یہ گناہ ہے۔

آیت 153/2 سورہ البقر:

اے ایمان والوں تم صبر اور نماز سے مدد مانگو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت 112/2 سورہ البقر:

جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیکو کار ہے تو اس کے لئے اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پاک پروردگار کے حکموں کو مانتے ہوئے جو نیکی اور پرہیزگاری کو اپنائے ان کو مرنے کے

بعد کوئی خوف نہیں اور نہ ہی جیتے جی۔ یہاں پر سجدے سے مراد ان کی ہدایت کو پوری طرح سے مان کر امن وامان قائم کرنا ہے۔

ایمان والے انسان یا رسول یا بزرگ نے کبھی بھی اپنی پرستش کی اجازت نہیں دی انہوں نے ہمیشہ ایک پروردگار کی طرف بلا کر اپنے ایمان کا فرض ادا کیا اور یقینا کبھی بھی اپنی طرف سے کوئی بھی بات پاک پروردگار کے کلام کے ساتھ نہیں جوڑی۔ ہزاروں اختلافات اور نہ سمجھ آنے والی آیتوں کے ہونے کے باوجود ایمان والے انسان پاک پروردگار کے کلام پر ہی یقین رکھتے ہیں۔شیطان کے بندے پاک پروردگار کے کلام کے ساتھ اپنی طرف کا مطلب جوڑ کر یا نہ سمجھ کر آیت کا غلط مطلب نکالتے ہیں جو بعد میں تحقیقات کے دوران ثبوت کے ساتھ باطل ہو جاتا ہے۔

آیت 3/80-79 سورہ العمرن:

کسی آدمی کے لئے یہ حق کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کرے
پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم اللہ کے بجائے میرے بندے ہو جاؤ۔لیکن چاہیئے
کہ کہے تم اللہ والے ہو جاؤ اس لئے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور تم خود بھی
پڑھتے ہو اور نہ وہ تمہیں حکم دیگا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو پروردگار ٹھہراؤ۔
کیا وہ تمہیں حکم دیگا کفر کا؟ اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے۔

کوئی بھی ہدایت والی پاک پروردگار کی کتاب میں سمجھنے والا حصہ ایمان کے لئے کافی ہے۔اور وہی سمجھنے والا حصہ اتنا صاف اور سیدھا ہے کہ اس کے لئے نہ تو کسی ساتھ والی کتاب نہ زیادہ علم اور نہ ہی کسی مولانا یا پنڈت کی ضرورت ہے۔ضرورت ہے تو صرف نیک اور محبت والے ذہن کی۔ جسے پاک پروردگار نے ہر انسان کے اندر موجود رکھا۔ دنیا کے موجودہ حال

پر نظر دوڑا کر اور اسے پاک پروردگار کا مقرر شدہ حال سمجھ کر ہی ہدایت کو صاف اور سیدھے طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ پاک پروردگار نے انسان کو کتاب کے ساتھ ساتھ ذہن بھی عطا فرمایا اور اس ذہن کو استعمال کرنا بھی انسان کا فرض ہے۔اس فرض کے مطابق ایمان والے انسان کتاب کے ذریعہ یا کتاب کے بغیر نیکی، پرہیز گاری اور اچھے اعمال والی زندگی گزار کر سکون اور جنت حاصل کر سکتے ہیں۔آج کے موجودہ دور میں تمام دنیا کے موجودہ حال پر نظر رکھنا پاک پروردگار نے انسانوں کیلئے آسان فرمایا تا کہ انسان آسانی سے اپنے اعمال کو جانچ سکے۔ پاک پروردگار کی دی ہوئی ہر سہولت کے باوجود بھی کوئی حق تلاش کئے بغیر ضعیف الاعتقادی اور غیر منطقی باتوں میں ڈوبے رہیں تو وہ کبھی بھی ایمان والے گروہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ پاک پروردگار کی ہدایت کو جاننے کے لئے حرف تہجی کی تعلیم ضروری ہے اور گہرائی سے آیتوں کو جاننے اور سمجھنے کے لئے پختہ دنیاوی علم انسانوں کی مدد فرماتے ہیں۔ پاک پروردگار نے انسانوں کیلئے ان کا ہر راستہ آسان فرمایا اس لئے تعلیم سارے انسانوں پر فرض ہے چاہے وہ کتابی ہو یا دنیاوی۔تا کہ اس کی مدد سے حق کی پہچان ہو اور زندگی کی راہ آسان ہو۔

انسانوں کیلئے میرا یہ پیغام ہے کہ کسی مولانا یا پنڈت کا محتاج نہ ہو کر خود ہی ہدایت اور پاک پروردگار کی دی ہوئی موجودہ دنیا کے حال کو سمجھ کر اور ماضی دنیا سے سبق حاصل کر کے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔

آیت 3/7 سورہ العمران:

وہی تو ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی اس میں محکم (پختہ) آیتیں ہیں
وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ (کئی معنی دینے والی) پس جن
لوگوں کے دلوں میں کجی ہے سو وہ اس سے متشابہات کی پیروی کرتے فساد
کی غرض سے اور اس کا غلط مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے اور اس کا مطلب

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مضبوط (پختہ) علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں سمجھتے مگر عقل والے (صرف عقل والے سمجھتے ہیں)

آیت 2/62 سورہ البقر:

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور نصرانی صابی جو ایمان لائے اللہ پر اور روز آخرت پر اور نیک عمل کرے تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غمگین ہونگے۔

آیت 2/63 سورہ البقر:

اور جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور اٹھایا جو ہم نے تمہیں دیا ہے وہ مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں ہے اسے یاد رکھو تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

آیت 2/64 سورہ البقر:

پھر اس کے بعد تم پھر گئے پس اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تم پر اور اس کی رحمت تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔

آیت 2/65 سورہ البقر:

اور البتہ تم نے جان لیا کہ جنہوں نے تم میں سے ہفتے کے دن میں زیادتی

حق الٰھی

کی تب ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔

آیت 3/76 سورہ عمران:

کیوں نہیں؟ جو کوئی اپنا اقرار پورا کرے اور پرہیزگار رہے تو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

آیت 3/77 سورہ عمران:

بے شک جو لوگ اللہ کے اقرار اور اپنی قسموں سے حاصل کرتے ہیں تھوڑی قیمت یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ اللہ ان سے کلام کرے گا۔ اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت 3/78 سورہ عمران:

اور بے شک ان میں ایک فریق ہے جو کتاب پڑھتے وقت اپنی زبانیں مروڑتے ہیں تا کہ تم سمجھو کہ وہ کتاب سے ہے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ نہیں اللہ کی طرف سے اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں۔

آیت 7/35 سورہ العراف:

اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس تم ہی سے رسول آئیں سنائیں تمہیں میری آیات تو جو ڈرا اس نے اصلاح کر لی ان پر نا کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین

ہوں گے۔

آیت 3/199 سورہ عمران:

اور بے شک اہل کتاب میں سے بعض وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو ان کی طرف نازل کیا گیا اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کے آگے تھوڑی قیمت نہیں لیتے یہی لوگ ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے بے شک اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

نتیجہ کی خواہشات انسان کو بے چینی کی طرف دھکیل دیتی ہے اور یہی بے چینی اس کے کاموں کو خراب کرتی ہے۔ نیک کاموں کا نتیجہ نیک ہوتا ہے اور برے کاموں کا نتیجہ برا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہر کام کا نتیجہ پاک پروردگار کے ہاتھوں ہوتا ہے پھر بھی انسان نتیجے کی چاہت میں کھو کر اپنا کام بگاڑتا ہے۔

اس کے متعلق گیتا کی کچھ آیتیں:

گیتا شلوک 13-14 ادھیائے 12:

جو کسی سے حسد نہیں کرتا لیکن تمام جاندار ہستیوں کا رحم دل دوست ہے جو اپنے آپ کو ایشور (مالک) نہیں مانتا اور غرور سے آزاد ہے۔ جو سکھ اور دکھ میں یکساں ہے، شانت ہے، ہمیشہ مطمئن خود پر قابو رکھنے والا (خواہشات اور لالچ سے) اور یقین کے ساتھ مجھ میں من اور عقل کو جما کر

بھگتی (عبادت) میں لگا رہتا ہے ایسا بھگت مجھے بہت پیارا ہے۔

گیتا شلوک 15 ادھیائے 12:

جو کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ ہی کسی کے ذریعہ پریشان کرتا ہے جو سکھ دکھ میں خوف اور فکر میں یکساں ہے مجھے بہت پیارا ہے۔

گیتا شلوک 1 ادھیائے 6:

جو شخص اپنے کرم کے پھل سے تعلق نہیں رکھتا اور کرم کو دھرم سمجھ کر کرتا ہے وہ سچا سنیاسی اور یوگی ہے نہ کہ وہ جو آگ کو تیاگتا ہے اور کوئی کرم نہیں کرتا۔ (آگ سے مراد انسان کی وہ چاہت جسکا نتیجہ خود انسان کو اور سماج کو گرماتے ہیں یعنی بگاڑتے ہیں۔)

ایمان والے انسان ہمیشہ اپنی طرف کی مذہبی کتاب اور تہذیب کے ساتھ ساتھ دوسروں کی مذہبی کتاب اور تہذیب کی عزت کرتے ہیں یہی ساری کتابوں کا حکم ہے۔ جسکا مقصد ہے انسانوں میں نفرت ہٹا کر بھائی چارگی، پیار محبت اور انسانیت پیدا کرنا اور انسانوں کو یہ سمجھانا کہ پاک پروردگار کی دی ہوئی ہر ہدایت والی کتاب میں ایک ہی بات مختلف انداز اور زبان میں دی گئی ہے۔ کوئی بھی کتاب نہ تو کسی سے چھوٹی ہے اور نہ بڑی اور نہ ہی باطل۔ جس کا ثبوت دنیا میں موجودہ مذہبی کتابیں اور ان کے ماننے والوں کی موجودگی اور پاک پروردگار کی جو کتاب اور قانون باطل ہے اسے پاک پروردگار نے خود دنیا سے مٹا دیا۔

☆☆☆

بے ایمان انسان (یعنی کافر)

حق تو یہ ہے کہ ہر دائرے کے اندر نیکی بدی، یعنی اچھا برا موجود ہے اور اس کا مقصد ہے مخلوق کو مختلف طرح کی زندگی عطا فرمانا۔ جس طرح خوشبو کے ساتھ بد بو، کالا کے ساتھ گورا، رات دن، سردی گرمی، دنیا میں موجود ہیں اسی طرح انسانی کردار میں بھی ایمان بے ایمان یعنی اچھے برے میں انسانی سماج بٹا ہوا ہے۔ بد بو اگر نہ ہوتو خوشبو کی پہچان کس طرح ہوگی اسی طرح خراب یعنی گنہگار انسان نہ ہوں تو نیک یعنی پرہیزگار انسان کی پہچان کیسے ہوگی۔ ایک طرح سے دیکھا جائے تو ہر دائرے کے برخلاف دائرے کی موجودگی پاک پروردگار کی مرضی سے ہے۔

مذہبی کتابوں کے مطابق پاک پروردگار نے شیطان کو قیامت تک کی منظوری دی اور اس منظوری کے تحت (وجہ) مخلوق کو رنگ برنگی زندگی نصیب ہوئی۔ اسی لئے انسانی سماج میں نیکی اور بدی موجود ہے اور انسانی کردار میں ایمان کے ساتھ بے ایمان والا کردار بھی موجود ہے اور رہے کافر یعنی پاک پروردگار کو نہ ماننے والے اگر کوئی انسان پاک پروردگار کے وجود کو انکار کرتے ہوئے برے کام کرے تو یقیناً وہ کافر ہے اور کوئی انسان پاک پروردگار کے وجود کو انکار کرتے ہوئے نیکی، پرہیزگاری، انسانیت اور محبت والی زندگی کو اپناتے ہیں تو بلا واسطہ وہ پاک پروردگار کے حکم کو ہی اپناتے ہیں ایسی صورت میں ہم اسے کافر کا درجہ نہیں دے سکتے اور جو انسان زبان سے ایک پاک پروردگار کا یقین اور گواہی دینے کے باوجود ان کے حکموں کو ٹھکرا کر گناہ کرتے ہیں وہ مکمل طور پر کافر ہیں۔ کیونکہ پاک پروردگار کسی کی عبادت کا محتاج نہیں اور انسان اپنے اچھے اور نیک اعمال کے ذریعہ ایمان کی بنیاد کو قائم کرتے ہوئے جنت کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

آیت 6/1 سورہ الانعام:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور اندھیروں اور روشنی کو بنایا پھر کافر اپنے رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں (اوروں کو برابر ٹھہراتے ہیں)۔

آیت 30/44 سورہ روم:

جس نے کفر کیا تو اس پر پڑیگا اس کے کفر کا وبال اور جس نے اچھے عمل کئے تو وہ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں۔

آیت 34/2 سورہ البقر:

اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوائے
سبھوں نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا اور تکبّر کیا اور وہ کافروں سے ہو گیا۔

پاک پروردگار نے قرآن شریف کی اس آیت میں کافر کے اہم کردار کی پہچان دی ہے۔ یہاں پر کہا گیا کہ ابلیس ''منکر ہوا غرور کیا اور کافر ہو گیا'' اس لحاظ سے مغرور ہو کر پاک پروردگار کے حکم کو نہ ماننا کفریت ہے۔

اس آیت میں اور بھی کچھ باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جیسے کے پاک پروردگار کو اپنے علاوہ دوسرے کو سجدہ کرنا ناپسند ہے تو کیوں فرشتوں سے انسان کو سجدہ کروایا ؟ ۔ کیونکہ پاک پروردگار نے انسان کے اندر اپنی طرح کی روح پھونکی اور بلا واسطہ فرشتوں سے اپنا ہی سجدہ کروایا۔ فرشتوں سے سجدہ کروا کر یہ پیغام دیا کہ فرشتے انسان کی خدمت پر مقرر ہیں۔ اس پیغام کے مطابق مخلوق کی خدمت ہی انسان کا طریقۂ عبادت ہے۔

پاک پروردگار کے فرمانبردار ہوتے ہوئے بھی فرشتے ابلیس نے پاک پروردگار کا حکم کیوں ٹھکرایا؟ کائنات کی تخلیق کے وقت پاک پروردگار نے ہر اچھائی کے ساتھ برائی مقرر کی تاکہ انسان کی زندگی ایک جیسی نہ ہو اور وہ یکساں زندگی سے اکتا نہ جائے۔ چنانچہ فرشتے ابلیس کو مغروریت اور منکریت کا رنگ دیکر انسان کے لئے رنگ برنگی دنیا بسائی۔

اس آیت کے ذریعہ جنت کی باتیں لوگوں تک پہنچانے کا پاک پروردگار کا کیا مقصد ہے؟ اس آیت کو کتاب کے ذریعہ انسان تک پہنچا کر انسان کو انسانیت اور مخلوق سے محبت کا پیغام پہنچایا۔ پاک پروردگار کے حکم سے نافرمانی کر کے بے ایمانی کی زندگی اپنانا اور جہنم کو قبول فرمانا برابر ہے۔

پاک پروردگار نے انسان کو اچھے برے کی پہچان دیتے ہوئے فیصلہ اپنے اختیار میں رکھ کر اسے سوچنے کی صلاحیت دیکر اس کو اپنا راستہ چننے کا حق دیا۔

کچھ انسانوں کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ہر چیز کا مالک پاک پروردگار ہے تو برائی کا مالک بھی پاک پروردگار ہی ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ برائی کا مالک بھی پاک پروردگار ہے پھر بھی اچھا برا چننے کا حق انسان کو دیا گیا۔ آتما یعنی روح کی موت نہیں ہوتی اس آتما کو (یعنی روحانی ذہن) ایمان اور بے ایمانوں میں بانٹتے ہوئے آتما کو موقع دیتے ہیں نیکی اور بدی چننے کی۔ پاک پروردگار کا یہ کھیل کائنات کی شروعات سے ہی قائم ہوا اور اس کا کوئی خاتمہ نہیں۔ اس لحاظ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاک پروردگار کے پاس اس دنیا کی طرح اور بھی بہت ساری دنیائیں ہو سکتی ہیں جن کی موجودگی کی جانکاری دنیا کے انسانوں تک نہیں پہنچی اور اس سلسلے کے خاتمے کی جانکاری کسی بھی انسان کو نصیب نہیں ہوئی۔

گیتا شلوک 40 ادھیائے 10:

میری روحانی خصوصیات کا کوئی انت (آخرت) نہیں ہے میں نے تم سے
جو کچھ کہا وہ تو میری لامحدود خوبیوں کی صرف ایک جھلک ہے۔

اور کچھ انسان حضرت آدم اور حضرت اماں حوا کی باتوں کو کہانیاں سمجھتے ہیں، کہانی ہو یا حقیقت اس کی تفصیل میں جانے کے بجائے ان باتوں سے ملے ہوئے سبق کو اپنانا ہی بہتر ہے اور سائنس کی تحقیقات سے اگر ان باتوں کو تولا جائے تو اس کہانی کا بھی ''سائنس کے اصولوں کے مطابق'' وجوہات ہیں۔

آیت 16/83 سورہ ال نحل:

وہ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس کے منکر ہو جاتے ہیں اور ان میں
اکثر کافر ہیں۔

کفریت کی ایک اور اہم نشانی ہے پاک پروردگار کی قدرت کو انکار کرنا جیسے کچھ سائنسدانوں نے انسان اور دنیا کی پیدائش کو اپنے آپ ہونے والا ردعمل (Reaction) سمجھتے

ہیں۔ میرا سوال ان کو ہے کہ سائنسدانوں کی تحقیقات بغیر ان کی محنت کے مکمل کیسے ہوسکتیں؟ جس طرح تحقیقات کے نتیجے کے لئے سائنسدانوں کی محنت اور لگن ہوتی ہے اسی طرح کسی بھی سشٹی کے لئے کسی نہ کسی کی محنت ضروری ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ کائنات کی سشٹی میں یقینا کوئی اعلیٰ اور عظیم طاقت موجود ہے اور یہی اعلیٰ اور عظیم طاقت پاک پروردگار ہے پھر بھی پاک پروردگار کو نہ ماننے والے سائنسدانوں کے اعمال انسانیت کے فائدے کے لئے ہو تو اسے بے ایمان کا درجہ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بھی بلاواسطہ پاک پروردگار کے حکم کو مان کر چلتے ہیں۔

آیت 34/31 سورہ سبا:

اب کافر کہتے ہیں ہم ہرگز اس قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور نہ ان پر جو اس سے پہلے تھے اور کاش تم دیکھو جب یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے رد کردیگا ان میں سے ایک دوسرے کی بات ناتواں لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔

گنہگار انسانوں کو کوئی بھی ہدایت والی کتاب مکمل طور پر ہدایت نہیں بخش سکتی جب تک وہ خود نہ ہدایت کی طرف قدم بڑھائیں۔ بے ایمان انسان اپنے اندھے پن سے گناہ کرتے ہیں اور کتابوں کی ہدایت پر عمل نہ کرتے ہوئے کفریت کا عذاب کماتے ہیں۔

مثال کے طور پر کچھ ہندؤں نے بھگوت گیتا کی ہدایت کو ٹھکرا کر یا بھگوت گیتا کی آیتوں کے ساتھ اپنے مطلب کا ترجمہ جوڑ کر انسانوں کے ساتھ بے ایمانی کرتے ہوئے گناہ کماتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں نے قرآن شریف کی آیتوں کے سیدھے سادے مطلب کو گھما کر انسانوں کو گمراہ کردیا۔ انسان اندھی عقیدت میں بہہ کر غلط راستہ اختیار کیا۔ شری کرشن جی کا ''وشوروپ درشن''۔ ایک ذہنی تصور تھا اور اسے کتاب میں بیان کرکے پاک پروردگار نے انسانوں کو بتایا کہ وہ سب کچھ دیکھ سکتے ہیں، سن سکتے ہیں، کرسکتے ہیں اور ہر جگہ پہنچ سکتے ہیں اور

وہ کائنات کے ذرے ذرے میں سمائے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ انسانوں نے ان کی مورتی بنا کر اسے چار ہاتھ پاؤں کی شکل دیدی۔

بے ایمان انسان جو کتاب کی ہدایت کو اپنے مطلب سے پیش کرتے ہیں اور اسے گھما پھرا کر اپنے والے مطلب کی نمائش کرتے ہیں وہی اللہ کے حکموں کو ٹھکرا کر گناہ کمانے والے کافر ہیں اور وہی کتابوں کے منکر ہیں۔

پاک پروردگار کی کتاب کے ساتھ دوسری کوئی اپنے مطلب والی جھوٹی کہانی والی کتاب کو جوڑ کر پاک پروردگار کی کتاب کو اپاہج بنانے کی کوشش اور حق چھپانا سب سے بڑا گناہ اور کفریت ہے۔

آیت 2/170 سورہ البقر:

اور جب انہیں کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں۔

ایسے بھی انسان دنیا میں موجود ہیں جو نیک ہدایت کو ٹھکرا کر گمراہی پر چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ باپ دادا کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اس لحاظ سے سماج کی رفتار کے ساتھ نہ چلنے والا ، پرانی اور غیر منطقی اور ضعیف الاعتقادی کی باتوں کو پکڑ کر چلنے والا بھی کافر ہے۔ یقینا سماج کی رفتار کا تناسب بھی پاک پروردگار کی مرضی سے قائم ہے۔

حق تو یہ ہے کہ مذہبی کتابوں کی آیتوں کا ترجمہ یا تصدیق جو مولانو ں ، پنڈتوں اور پادریوں نے کر رکھا ہے وہ ترجمہ ان لوگوں نے اپنے اپنے وقت حالات اور اپنی الگ الگ تحقیقات کے مطابق کیئے تھے لیکن دنیا کی ترقی کے ساتھ ساتھ جب سائنسدانوں نے اپنی تحقیقات ثبوت کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھی اور حق پیش کیا تو زیادہ سے زیادہ انسانوں نے اسے اپنایا اور ناحق کو باطل کیا تو ضروری ہے ہر مذہبی کتاب کی آیات کو حالات اور تحقیق کے

مطابق نئے طریقے سے تصدیق کی جائے اور اس سلسلے میں اگر کوئی یہ کہے کہ ''میرے باپ دادا جو کرتے چلے آئے'' اس پر عمل کرتے رہنا چاہئے تو یقیناوہ انسان غیر منطقی اور ضعیف الاعتقادی میں بھٹکتے ہوئے کفریت کا حقدار بنے گا۔ اس لحاظ سے ہر مذہبی کتاب کی صرف آیتوں کو مان کر چلے اور اس کی گہرائی تلاش کرے۔

آیت 171/2 سورہ البقر:

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کی مثال اس شخص کی حالت کی مانند ہے جو اسکو پکارتا ہے جو نہیں سنتا سوائے پکارنے اور چلانے وہ بہرے گونگے اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں سمجھتے۔

پاک پروردگار کسی کی عبادت کا محتاج نہیں قسمت کا مالک پاک پروردگار رہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی موجودگی کا گواہ ہے اس لحاظ سے نتیجے کی سوچ رکھ کر عبادت کا طریقہ یا طریقۂ عبادت پر فساد کھڑا کرنا بھی کفریت ہے۔ ساری نیتوں کا فیصلہ پاک پروردگار کے اختیار میں ہے۔ وہاں پر دیکھی یا ان دیکھی عبادت کا فیصلہ بھی وہی کرتے ہیں۔ اور ان کے وجود کو مان کر نیک اعمال کے ساتھ چلنا انسان کا فرض ہے اور جو اس قانون کو نہیں مانتے وہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر۔ پاک پروردگار کی خدمت کا اصل طریقہ ہے اسکی مخلوق کی خدمت تو انسان کسی بھی طرح وقتی طور پر پاک پروردگار کو پکار کر وقتی سکون حاصل کر سکتے ہیں۔

پاک پروردگار کے ہر قانون پر غور فرمانے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سارے قانون کی بنیاد مخلوق کی خدمت اور انسانیت پر ہی مکمل ہوتی ہے۔ اور جو اس کے علاوہ عبادت کے طریقات پر بحث کرتے ہیں وہی بے ایمان ہیں۔

نیک اعمال، انسانیت اور محبت کے بغیر کوئی بھی عبادت بے ایمانی اور کفریت کی نشانی ہے کیونکہ بغیر اس کے کوئی بھی عبادت صرف ایک دکھاوا یا ڈھونگ ہے۔

آیت 21/3 سورہ العمران:

بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور نبیوں کو قتل کرتے ہیں ناحق، اور انہیں قتل کرتے ہیں جو لوگ انصاف کا حکم کرتے ہیں ،سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دیں۔

ایسے بھی بہت سے انسان ہیں جو اپنے رسولوں کے علاوہ دوسروں کے رسولوں اور ان کی کتابوں کو منسوخ کرتے ہیں اور جنت کا لالچ دیکر اپنے گروہ میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں، وہ لوگ بھی بے ایمان ہیں رسولوں کو باطل ٹھہرا کر ناحق قتل کرنا بھی کفریت ہے۔

آیت 22/67-68-69 سورہ الحج:

ہم نے ہر امت کے لئے ایک طریقۂ عبادت مقرر کیا ہے کہ وہ اس پر (اسی کے مطابق) بندگی کرتے ہیں سو چاہئے کہ اس معاملے میں نہ جھگڑیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم ہو سیدھی راہ پر۔ اور اگر وہ تم سے جھگڑے تو آپ کہہ دیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اللہ روز قیامت تمہارے درمیان اس بات کا فیصلہ کرے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے۔

آیت 48/5 سورہ الماعدہ:

اور ہم نے آپ کی طرف کتاب سچائی کے ساتھ نازل کی اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور اس پر نگہبان ومحافظ سو ان کے درمیان فیصلہ کرے اس سے جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ

کرے اس کے بعد جبکہ تمہارے پاس حق آ گیا ہم نے مقرر کیا ہے تم میں سے ہر ایک کے لئے الگ دستور اور جدا راستہ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں امت واحدہ (ایک امت) کر دیتا۔ لیکن وہ چاہتا ہے تا کہ وہ تمہیں آزمائے جو اس نے تمہیں دیا پس نیکیوں میں سبقت کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہ تمہیں بتلا دیگا جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے۔

کافر اور بے ایمان انسان ہی امت، کتاب اور رسولوں کو لیکر ایک دوسرے میں اختلاف پیدا کرتے ہیں اور یہی اختلافات بعد میں فساد کی شکل اختیار کر کے سماج میں نفرت اور بدسکونی پیدا کرتے ہیں اور پاک پروردگار فساد سے راضی نہیں۔ دنیا میں الگ الگ امتی اور ان کی عبادت کے طریقات پاک پروردگار کی مرضی سے قائم ہیں اور فیصلہ بھی ان کے اختیار میں ہے اور وہ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں۔ اور اس حق پر کسی کی عبادت کا طریقہ کچھ بھی ہو انسان کے نیک اعمال، نیکی، پرہیزگاری اور سکون والی زندگی، انسانیت کے لئے قربانی، مخلوق سے محبت ہی انسان کے ایمان کا ترازو ہے اور جو انسان اس قانون کے خلاف جاتے ہوئے مغرور ہو کر اپنے آپ کو اچھا سمجھتے ہوئے دوسروں کو برا کہتے ہیں وہی بے ایمان کافر ہیں۔

آیت 2/11-12-13 سورہ البقر:

اور جب انہیں کہا جاتا کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں ہم صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ سن رکھو بے شک وہی لوگ فساد کرنے والے ہیں اور لیکن نہیں سمجھتے۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے تم ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے تو وہ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بے وقوف ایمان

لائے؟ سن رکھو خود وہی بے وقوف ہیں لیکن وہ جانتے نہیں۔

آیت 2/27 سورہ البقر:

جو لوگ اللہ کا وعدہ توڑتے ہیں اس سے پختہ اقرار کرنے کے بعد اور اس کو کاٹتے ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا تھا کہ وہ اسے جوڑے رکھیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

پاک پروردگار کے کلام میں جھوٹ لگا کر انسانیت کو قتل کرنے والے زبان سے نیکی اور پرہیزگاری کی بولی بولنے والے سماج کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں وہی اصل میں فسادی اور بے ایمان ہیں۔ ان کی باتوں میں آ کر اپنے ایمان کو گنوا کر (ذہنی طور سے، جسمانی طور سے) جو ان کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔

آیت 31/23 سورہ لقمان:

اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کر دے انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے پھر ہم انہیں ضرور جتلائیں گے جو وہ کرتے تھے۔ بے شک اللہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔

انسان کو موقع دینے کے بعد کفریت میں ڈھکیل دینا پاک پروردگار کی مرضی ہے جو انسان حق کو سمجھ کر بھی نہ سمجھنے کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور پاک پروردگار کے دئے ہوئے موجودہ حالات کو انکار کرتے ہوئے تہذیب وتمدن کی ترقی کے راستے پر جھوٹ باندھ کر رکاوٹ کھڑی کرتے ہیں وہی کافر ہیں۔

آیت 2/98 سورہ البقر:

جو دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا تو بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

آیت 98/6 سورہ البنۃ:

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اہل کتاب اور مشرکوں میں سے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

پاک پروردگار کے ساتھ کافر کا رشتہ دشمن کا ہے۔ گنہگار انسان کے ذہن سے سکون چھین کر اس کی زندگی کو جیتے جی ہی جہنم کی تکلیف عطا فرماتے ہیں۔ پاک پروردگار کو جو انسانی کردار ناپسند ہوتا ہے وہ اسے ثبوت کے طور پر ظاہر بھی کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر گناہ سے کمائی ہوئی دولت کو دولتمند انسان کے ذہن میں مزید دولت کی خواہش ڈال کر سکون چھین لیتے ہیں اور بدکار بیوی یا بچوں سے اسے پریشان کر کے دنیا کی زندگی میں دوزخ کی سزا چکھاتے ہیں۔

آیت 98/2 میں پاک پروردگار نے ''فرشتوں اور رسولوں'' کہہ کر سارے رسولوں اور فرشتوں کو لیکر انسانی جھگڑا ختم کرتے ہوئے رسولوں اور فرشتوں کو انکار کرنے والوں کو اپنا دشمن ٹھہرایا۔

دوسری آیت 98/6 میں پاک پروردگار نے کتابی کافر کا ذکر فرمایا۔ جو انسان پاک پروردگار کی بھیجی ہوئی کسی بھی کتاب کو پڑھنے کے بعد دوسرے رسولوں کو اور ان کی کتابوں کو بھلا برا کہتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں وہی ہیں کتابی کافر۔ اس کا صاف مطلب کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد گناہ کرنے والے انسان چاہے وہ کسی بھی امتی یا رسول کو ماننے والے کیوں نہ ہوں۔

آیت 2/19 سورہ البقر:

یا جیسے آسمان سے بارش ہو اس میں اندھیرے ہوں اور گرج اور بجلی کی

حق الٰهی

چمک وہ اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

آیت 48/26 سورہ الفتح:

جب کافروں نے اپنے دلوں میں ضد کی ضد زمانہ جاہلیت کی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی تسلی اتاری اور انہیں لازم فرمایا تقوے کی بات پر اور وہی اس کے زیادہ حقدار اس کے اہل تھے اور اللہ ہر شہ کو جاننے والا ہے۔

(۱)...... یا جیسے آسمان سے بارش ہو:- پاک پروردگار کی ہدایت

(۲)...... کہ اس میں اندھیریاں:- جو کافروں کے لئے اندھیرا لاتے ہیں یعنی عذاب

(۳)...... اور گرج اور چمک:- کافروں کو ڈرانا، دھمکانہ اور عذاب فرمانا۔

(۴)...... اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے:-
عذاب کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ڈالتے ہوئے کافروں کے دلوں میں موت کا ڈر۔

(۵)...... اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس طرح کافروں کے کاموں کو ایک مقررہ وقت تک پاک پروردگار نے مہلت دے رکھی ہے۔

غیر منطقی اور تہمات والی باتوں کو پکڑ کر جو انسان حق کو انکار کرتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ پاک پروردگار سماج کی صورتحال میں تبدیلیاں لاتے رہے اور اس حق کو مان کر نیکی اور پرہیز گاری کی بنیاد پر رہتے ہوئے انسان کو اپنی خیالات بدلنے چاہئیں۔ اور جو انسان پرانی اور غیر منطقی باتوں کو پکڑ کر حق کو انکار کرتے ہیں وہ پاک پرودگار کی قدرت سے محروم ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر ٹیلی ویژن پاک پروردگار کی قدرت ہے اس میں اچھائی کے ساتھ برائی

بھی موجود ہے۔انسان کو چاہئے کہ برائی کو چھوڑ کر اچھائی کو اپنائے لیکن کچھ انسان ٹیلی ویژن کو انکار کر کے پاک پروردگار کی قدرت کو ٹھکراتے ہیں اور اس سے محروم رہ جاتے ہیں

بے حیائی کے بغیر خوشی منانا بری بات نہیں پاک پروردگار انسان کو خوشحال اور امن وسکون والی زندگی میں ہی دیکھنا پسند کرتے ہیں اس لئے انہوں نے انسان کو طرح طرح کی سہولت اور نعمتوں سے نوازا۔

آیت 2/126 سورہ البقر:

اور جب ابرہیم نے کہا اے میرے رب اس شہر کو بنا امن والا اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں کی روزی دے جو ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر فرمایا جس نے کفر کیا اس کو تھوڑا سا نفع دوں گا۔ پھر اس کو مجبور کروں گا دوزخ کے عذاب کے طرف اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔

آیت 3/56 سورہ العمران:

پس جن لوگوں نے کفر کیا سو انہیں سخت عذاب دوں گا دنیا اور آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

آیت 30/16 سورہ الروم:

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو پس یہی لوگ عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔

پاک پروردگار کے حکموں کو نہ مان کر انسان خود ہی اپنے سکون کو برباد کرتے ہیں اور یہ بھی ان کے لئے سزا ہے کہ بدسکونی کی زندگی جینا۔ جو گناہ کرے گا اسے اسکے کئے کی سزا ضرور ملے

گی۔اور وہ دنیا میں جیتے جی ہی اسے ملتی ہے۔جسمانی گناہ کی سزا جسمانی طور پر اور روحانی گناہ کی سزا روحانی طور پر۔مثال کے طور پر کوئی انسان اگر کسی سے بے ایمانی کرتا ہے تو آگے چل کر اسی انسان کو یقینا کسی نہ کسی انسان سے بے ایمانی ملے گی۔

جنت یا دوزخ انسان کی نظروں کے سامنے نہیں ہوتی پھر بھی نیک اعمال والی زندگی اور خواہشات کے بغیر زندگی جی کر دنیا میں جیتے جی ہی جنت حاصل کر سکتے ہیں یعنی سکون والی زندگی اور سماج۔

انسان کی جسمانی موت کے بعد روح کو جنت یا جہنم دیا جاتا ہے جو انسان کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔اور اس لحاظ سے کوئی کوئی انسان جنت یا دوزخ کے وجود کو انکار کرتا ہے اور اس انکار سے اس کے دل سے پاک پروردگار کے عذاب کا ڈر نکل جاتا ہے۔ اور وہ انسان گناہ کر بیٹھتا ہے۔

آیت 109/1-6 سورہ الکافرون:

کہہ دیجئے اے کافروں میں عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو۔اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

''کافر'' کا لفظی مطلب ہے غیر، منکر، بے گانہ، پاک پروردگار کو نہ ماننے والا، بے دین، افریقہ کے حبشیوں کا ایک فرقہ ''ایسی ایک قوم جو افغانستان کی سرحد پر رہتی ہے''۔

گناہوں سے آزاد رہ کر دوسروں کے خیالات کو اہمیت دیکر سکون کی زندگی جینا ہی پاک پروردگار کا حکم ہے اور یہی اصل دین ہے۔ ہر امتی کے لئے پاک پروردگار کی عبادت کا طریقہ الگ الگ (مختلف) ہے۔ ہر انسان اپنے خیالات اور اعمال کا مالک ہے۔کسی کو کوئی حق نہیں کہ کسی کے دین یا خیالات میں دخل اندازی کرے۔

آیت 64/2 سورہ التغابن:

وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا سو تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے۔ اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

گیتا شلوک 6 ادھیائے 16:

اے پرتھا کے بیٹے اس دنیا میں دو اقسام کی مخلوق ہیں ایک کو روحانی (ایمان والا) اور دوسرے کو اسوری (شیطانی) کہتے ہیں۔ میں پہلے ہی تفصیل سے تمہیں روحانی گن بتا چکا ہوں اب مجھ سے آسوری گنوں کے بارے میں سنو!

آیت 66/10-11-12 سورہ التحریم:

اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت وار لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانیوالوں کے ساتھ اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بیوی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے، اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش، اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں ہوئی۔

دوسری تصدیق

بیان کی اللہ نے کافروں کیلئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال وہ دونوں

دو بندوں کے گھروں میں تھیں ہمارے صالح بندوں میں سو انہوں نے ان دونوں کی خیانت کی تو اللہ کے آگے ان دونوں کے کچھ کام نہ آیا اور کہا گیا تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ داخل ہونے والوں کے ساتھ اور اللہ نے مومنوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی جب اسنے کہا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے بچالے اور مجھے ظالموں کی قوم سے بچالے۔ اور دوسری مثال عمران کی بیٹی مریم کی جس نے حفاظت کی اپنی شرم گاہ کی سو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ فرمانبرداری کرنے والیوں میں سے تھی۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کا دائرہ ناموں یا خاندان یا حسب نسب تک محدود نہیں ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ عربی نام ہونے سے ہی ایمان والے ہوں گے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ باپ دادا اگر ایمان والے ہوں تو بچے بھی ایمان والے ہوں گے۔ ایمان کا فیصلہ انسان کے اعمال پر منحصر ہے۔ جیسے فرعون کی بیوی کے نیک اعمال کے بدولت پاک پروردگار نے ان کو ایمان والے کا درجہ بخشا۔ اسی طرح اس کے برعکس پیغمبروں کی بیویوں کو ان کے اعمال کی بدولت کافر کا درجہ دیا گیا۔

گناہ اور غلطی میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر غلط کام کرنے کو گناہ کہتے ہیں اور انجانے میں کئے گئے غلط کام کو غلطی۔ جان بوجھ کر اور سمجھ کر برا کام کرنے والے کافر ہیں۔

☆☆☆

عبادت کا طریقہ اور دین

پاک پروردگار انسان کی عبادت کا محتاج نہیں۔ جیسا کہ بھگوت گیتا میں کہا گیا ہے کہ انسان

کسی نہ کسی ضرورت یا خواہش کے تحت چاہے وہ جنت ہی کیوں نہ ہو عبادت کرتے ہیں پھر بھی جو گیانی (یعنی علم) اور ایمان والے انسان جنہیں حق کی پہچان ہے وہ اپنے اعمال کے ذریعہ عبادت قائم کرتے ہیں اور ایسے انسان کسی طور طریقے کی بندش کے محتاج نہیں۔

گیتا ادھیائے 7 شلوک 15,16,17:

جو پوری طرح بے وقوف ہیں، جو انسان میں کمتر ہے، جن کا گیان مایا کا شکار ہو گیا ہے اور جو اسوروں (گنہگار) کی ناستک پرکرتی کو اپنانے والے ہیں، ایسے پاپی میرے شرن (پناہ) نہیں لیتے ہیں۔((15

چار طرح کے نیک انسان میری بھگتی کرتے ہیں یعنی مصیبت زدہ، دولت کے خواہشمند، جگ یاسی (گیان کی کھوج لگانے والا) اور گیانی (عالم) ((16

ان میں سے جو پرم گیانی ہے اور شدھ بھگتی میں لگا رہتا ہے وہ سب سے سریشٹھ (افضل) ہے کیونکہ میں اسے پیارا ہوں اور وہ مجھے پیارا ہے۔((17

گناہ گار انسان یعنی اسور (شیطان) جو پاک پروردگار کے وجود کو ٹھکرا کر اور خواہشمند ہو کر انسان اور انسانیت کو نقصان پہنچا کر سماج میں بدسکونی پھیلاتے ہیں اس قسم کا انسان کسی بھی صورت میں نیک (اللہ والا) نہیں ہو سکتا چاہے وہ کتنا ہی عبادت کا ڈھونگ کیوں نہ رچائے۔

جو انسان گیانی یعنی پاک پروردگار کے حق کو پہچان لیتے ہیں ان کے لئے عبادت کا طریقہ کچھ معنی نہیں رکھتا اور حق تو یہ ہے کہ عبادت کے لئے کوئی بھی مخصوص طریقہ نہیں ہے مقررہ شدہ کوئی بھی طریقہ نیک اعمال کے بغیر جیسے کیچڑ میں عمارت کھڑی کرنے کے برابر۔ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ کسی بھی مذہبی کتاب نے عبادت کا طریقہ نہیں بتایا۔ ہر مذہبی کتابوں نے عبادت

کے لئے نیکی، پرہیزگاری اور امن کا طریقہ ہی چنا۔ اس کے باوجود انسانوں کے درمیان کچھ عبادت کے طریقے رائج ہیں اور انسان عبادت کی بنیاد کو چھوڑ کر ان طریقات کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ ان سارے طریقات عبادت کے اوپر رسولوں کے نام ڈال کر ان کے اصول عمل کو بھلا کر انہیں تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان تنقید کرنے والوں سے میرا سوال یہ ہے کہ جس طریقے سے بھی وہ عبادت کرتے ہیں کیا واقعی ان طریقوں کے ذریعہ وہ پاک پروردگار کو یاد کر سکتے ہیں؟ اور ان طریقات سے انسانی سماج اور انسانوں کو آج تک کیا فائدہ پہنچا؟ کیا صرف طریقہ عبادت کے ذریعہ جنت کی پاک راہیں حاصل ہو سکتی ہیں۔؟

عبادت کا طریقہ جو آج کی دنیا میں رائج ہے وہ انسان اور انسانیت کے خلاف نفرت پھیلانے کا موجب ہے۔ عبادت کا طریقہ اور مذہبی رسم و رواج صرف انسانوں کی ذہنی تسلی ہے اور یہ انسانوں کے ہی بنائے ہوئے طریقات ہیں! پاک پروردگار کا حق نہیں۔ پاک پروردگار کا حق تو یہ ہے کہ وہ انسان سے صرف اتنا چاہتا ہے کہ انسان اپنے نیک اعمال کے ذریعہ امن و امان کی زندگی اور سماج قائم کرے اور پاک پروردگار کی عطا کی ہوئی خوبصورت دنیا سے لطف اندوز ہو۔

آیت 2/139 سورہ البقر:

کیا تم ہم سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے بارے میں حالانکہ وہی ہے ہمارا رب اور تمہارا رب اور ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل اور ہم خالص اسی کے ہیں۔

آیت 2/177 سورہ البقر:

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو مگر نیکی یہ ہے کہ جو

ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں اور کتابوں پر اور نبیوں پر اور اس کی محبت پر مال دے رشتے داروں کو اور یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کو آزاد کرانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جب وہ وعدہ کرے تو اسے پورا کرے اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے وقت یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

آیت 2/148 سورہ البقر:

اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس طرف وہ رخ کرتا ہے پس تم نیکیوں میں سبقت لے جاؤ جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر لیگا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

آیت 22/67 سورہ الحج:

ہم نے ہر امت کے لئے ایک طریقۂ عبادت مقرر کیا ہے وہ اس پر اسی کے مطابق بندگی کرتے ہیں سو چاہئے کے اس معاملے میں نہ جھگڑیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

آیت 5/48 سورہ المائدہ:

ہم نے آپ کی طرف کتاب سچائی کے ساتھ نازل کی اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور اس پر نگہبان ومحافظ، سو ان کے درمیان فیصلہ کریں اس سے جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اس کے بعد جب تمہارے پاس حق آ گیا ہم نے مقرر کیا ہے تم میں ہر ایک کے لئے الگ الگ دستور اور جدا جدا راستے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں امت

واحدہ (ایک امت) کر دیتا لیکن وہ چاہتا ہے کہ وہ تمہیں اس میں آزمائے جو اس نے تمہیں دیا ہے۔ پس نیکیوں میں سبقت کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ تمہیں بتلا دے گا جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے۔

1. آیت نمبر 2/139، میں پاک پروردگار نے اعلان کیا ہے کہ وہ سب کا مالک ہے اور ان کے معاملے میں کسی بھی قسم کا فتنہ فساد جائز نہیں۔

2. آیت نمبر 22/67، میں پاک پروردگار نے فرمایا طریقات عبادت کیسے بھی ہوں پاک پروردگار کو کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ دنیا کے ذرے ذرے میں موجود ہے۔

3. آیت نمبر 2 / 177، کے مطابق نیکی کی بنیاد اللہ اور قیامت اور فرشتے اور کتابیں اور رسولوں پر ایمان لانے پر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے.

الف......اللہ اور قیامت: پاک پروردگار اپنے آپ کو ظاہری طور پر کبھی بھی پیش نہیں کیا صرف عام انسانوں کے لئے ان کی موجودگی کا احساس ہی کافی ہے اور یہ احساس ہی اسے گناہوں سے روک کر سماج کو پاک وصاف بناتے ہیں۔ اسلئے ان کے غائبانہ وجود پر ایمان لانا انسان کا پہلا فرض ہے۔ دنیا اور دنیا کے مقرر شدہ ہر چیز فانی ہے اس حق پر ایمان لانے کا مقصد انسان اپنی خواہشات، لالچ، حسد، مغروریت اور غصے پر قابو پائے۔

قرآنی حکم کے مطابق ہر کوئی اپنے اپنے طریقات اور رسولوں کو مان کر چلے ایک دوسرے کے رسولوں کو بڑا یا چھوٹا ٹھہرانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ حق پاک پروردگار نے انسانوں کو نہیں بخشا۔ کوئی بھی کتاب یا رسول اور ان کے طریقات کو بُرا بھلا کہنے کا حق یا ضرورت انسانوں کو نہیں۔ تمام انسانوں سے میری گذارش ہے کہ قرآنی آیات 2/177 پر ٹھیک طور پر غور فرمائیں اور اسے اپنے عملی زندگی میں شامل کریں۔

ب......کتابیں اور رسول: انسانوں کے درمیان اختلافات اور نفرت مٹانے کے لئے ہی پاک پروردگار نے سب رسولوں اور ساری کتابوں پر ایمان لانے کے لئے کہا اور اس سلسلے میں

قرآن شریف کی آیت نمبر 5/8 [redacted] طور پر اعلان کیا کہ دنیا میں سارے منظور شدہ طریقات [redacted] انسانوں کو کسی بھی طریقہ عبادت یا کسی بھی رسول یا کسی بھی [redacted] کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پاک پروردگار کے سارے طریقات عبادت کا تجزیہ کرنا انسان کے بس میں نہیں اور جو یہ کام کرتے ہیں وہ یقینا پاک پروردگار کے حکم کے خلاف کرتے ہیں اور سماج میں فساد اور نفرت کی بنیاد ڈالتے ہیں اور پاک پروردگار فساد اور نفرت سے راضی نہیں۔

قرآن شریف کی آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بھی طریقہ عبادت نیکی سے بڑھ کر نہیں اور سب سے عمدہ طریقہ عبادت ہے مخلوق کی خدمت اور ہر مرحلے پر امن وامان۔

انسان عبادت کے ایسے طریقے کو اپنائے جس سے کسی بھی مخلوق کو تکلیف نہ ہو اور تہذیب کی رفتار کو رکاوٹ نہ پہنچے۔

گیتا: ادھیائے 6 شلوک 7:

جس نے من کو جیت لیا ہے اس نے پہلے ہی پرماتما کو پالیا ہے کیونکہ اس نے شانتی کو پالیا ہے ایسے شخص کے لئے سکھ، دکھ، گرمی، سردی، عزت، ذلت، سب برابر ہے۔

سب سے بہترین عبادت کے وہ طریقے ہیں کہ من کو قابو میں رکھ کر اپنے آپ کو گناہوں سے آزاد رکھنا اور امن وسکون قائم کرنا اور اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہر نیک انسان کا فرض ہے۔

☆☆☆

سماج کی پاکیزگی اور انسانی سکون کی بنیاد ہے انسان کے نیک اعمال جس کی شروعات اپنے آپ سے اور اپنے گھروں سے ہی شروع کرنی چاہئے۔ اس کے تحت بچوں کی اچھی پرورش ماں، باپ اور بھائی بہنوں سے اچھا سلوک اس کے علاوہ اونچی غلط خواہشات، غصہ، لالچ، حسد، ان ساری باتوں پر قابو پانے کی تعلیم بھی شامل ہے۔ بچوں کو اچھی تہذیب نیک اعمال اور تعلیم دینا ماں باپ کے فرائض ہیں اس لحاظ سے ماں باپ بھی اپنی حیثیت کے مطابق نسل کو بڑھائے جس کی سہولت پاک پروردگار نے موجودہ دنیا میں انسان کو دی۔ انسانی فرض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ پہلے اپنے آپ کو گناہ سے آزاد کرائے اور علم حاصل کرے۔ پھر یہی سلسلہ در سلسلہ اپنے خاندان سے شروع کرتے ہوئے سماج میں نافذ کرے۔

سماج کے لئے انسان کے کچھ خاص فرائض کے تحت رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا دکھ مصیبت میں ان کا ساتھ دینا اور انسانیت، نیکی اور پرہیزگاری کی تعلیم دینا۔

ہر انسان کی زندگی کے ساتھ دکھ، مصیبت، لڑائی جھگڑا جڑا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے ہر انسان ایک دوسرے کے دکھ مصیبت میں ہر ممکن طریقے سے مدد فرمائے اور اس قانون پر عمل کرنے کے لئے پاک پروردگار نے ہدایت فرمائی۔ خودغرض انسانوں کو کبھی بھی سکون کی زندگی حاصل نہیں ہوتی اور سکون کی زندگی کے لئے پاک پروردگار کی ہدایت پر عمل کرنا ایمان والے انسانوں کا فرض ہے۔ اپنے یا دوسروں کے جھگڑوں کو بڑھانے کے بجائے اسے ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ملنا بچھڑنا سب پاک پروردگار کی مرضی، اور ان کے فیصلے کو دل وجان سے قبول کرنا ہی حق ہے۔

مغروریت اور گھمنڈ سے انسانوں کے درمیان فاصلے پیدا ہوتے ہیں اچھائی یہی ہے کہ انسان ایک دوسرے کا احترام کرے اور جھک کر ملے۔ دولت، شہرت، عزت اور حکمت پاک پروردگار کے رحم سے انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے انسان کا گھمنڈ مغروریت صرف

اس کے ذہنی تصورات ہیں، حقیقت نہیں! اور جس کی کوئی حقیقت نہیں اسے پکڑ کر بیٹھنا بھی شرک میں شامل ہے اور یہ سخت گناہ ہے۔

مہذب سماج میں ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردے کے دائرے میں رکھے اور اس پردے کا دائرہ اس کے ہر عمل میں آنا چاہئے۔ پردے کا مقصد قید نہیں، اس کا مقصد انسان کے اعمال کو نیکی اور پرہیزگاری بخشنا اور اس کے تحت زبان آنکھ، جسم اور ذہن کا پردہ شامل ہے۔ پردے کو برقرار رکھنا یہ انسان کا ذاتی فیصلہ ہے اور اس کا حق بھی جس کی حفاظت انسان خود کرتا ہے۔ پردے کے تحت زبان سے ایسی کوئی بات نہ نکالے جو کسی کے دل کو ٹھیس پہنچائے، اپنے ذہن کو گندی سوچ سے آزاد رکھنے کی کوشش کرے، نگاہیں نیچی رکھے اور کپڑوں سے اپنے جسم کی حفاظت کرے۔

انسان کے جسم کو حفاظت دینے کے لئے پاک پروردگار نے انسانوں کو طرح طرح کے ملبوسات سے نوازا اور یقیناً اسے بڑھا کر یا گھٹا کر پہننا گناہ ہے اور ایسا لباس قطعاً نہیں پہننا چاہئے جس کی وجہ سے شیطان کو پنپنے کا موقع ملے۔ انسان کو اپنی ضرورت کے مطابق ہی اپنے کپڑوں کو چننے کا حق ہے۔ اور اس حق کو موسم اور سماج کی پاکیزگی کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کرے۔

ماں باپ، بھائی بہنوں کے گناہوں میں شامل ہوئے بغیر ان کی حفاظت کرنا ہر انسان کا فرض ہے اور یہ پاک پروردگار کے سخت قوانین میں ہے۔ جو انسان ماں باپ کی حفاظت نہیں کرتا اسے سماج کی طرف سے سخت سزا دی جائے اور اسے اس کی دولت سے محروم کر کے اس کے ماں باپ کو دیدی جائے اگر وہ مظلوم ہوں۔

آیت 31/14,15 سورہ لقمان:

اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں حسن سلوک

حق الٰھی

کی اس کی ماں نے کمزوری پہ کمزوری جھیلتے ہوئے اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا اور میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہانہ مان اور دنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بسر کر اور اس راستے کی پیروی کر جو رجوع کرے میری طرف پھر تمہیں میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ سو میں تمہیں آگاہ کروں گا جو تم کرتے تھے۔

آیت 46/15 سورہ الحقاف:

اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اس کی ماں اسے تکلیف کے ساتھ اسے پیٹ میں اٹھائے رہی اور اس نے اسے تکلیف کے ساتھ جنا اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوا یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور ہوا چالیس سال کا تو اس نے عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر انعام فرمائی اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح کر دے۔ بیشک میں نے تیری طرف توبہ کی اور بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

قرآن شریف کی ان آیتوں میں پاک پروردگار نے ماں باپ کی حفاظت کے لئے سخت حکم فرمایا اور اسے اپنے قانون کے دائرے میں رکھا کیونکہ انسانی فطرت کی ایک اہم پہچان کو مدنظر

رکھتے ہوئے اسے حکم، فرض اور قانون کی شکل دی۔

پیدائش کے بعد انسان کو سب سے زیادہ لگاؤ اپنی ماں سے ہوتا ہے۔ پھر اپنے باپ سے جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی جاتی ہے تو ماں باپ سے لگاؤ کم ہونے لگتا ہے شادی کے بعد میاں بیوی کو ایک دوسرے سے لگاؤ ہوتا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو پوری طرح سے اپنے بچوں سے لگاؤ ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ عورت اپنے شوہر سے بھی دوری اختیار کرتی ہے اور مرد کے لئے اپنے باپ بننے کے بعد اولاد سے لگاؤ سب سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت مرد اور عورت کے لئے ماں باپ، بھائی بہن صرف ایک رشتہ بن کر رہ جاتے ہیں اور ان کے درمیان صرف فرض موجود رہتا ہے اور اس فرض کو پاک پروردگار اپنی قانون کی بندش میں نہیں رکھتے تو انسان کبھی بھی اس کو دل سے اختیار نہیں کرتا۔ حکومت والوں کا فرض ہے قانون کے ذریعہ تمام انسانوں کی حفاظت بخشنا۔ دنیاوی حکومت والے وہ ہوں گے جسے انسان اپنی مرضی سے حاکم چنے اور جو قانون کے ذریعہ انسانی تہذیب کی رفتار کو برقرار رکھے اور پاک پروردگار کے قانون کو پوری طرح لاگو کرے۔

☆☆☆

قانون

پاک پروردگار نے انسانوں کو اشرف المخلوقات کا درجہ بخشا اور اس حیثیت سے انسان کو رشتہ اور سماج نصیب ہوا۔ ہر کوئی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ سماج اور انسانیت کے وجود کو پاک وصاف اور برقرار رکھنے کے لئے پاک پروردگار نے ہر تہذیب کو قانون کے دائرے میں رکھا۔

آیت 4/59 سورہ نساء:

اے ایمان والوں اطاعت کرو اللہ اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں صاحب حکومت ہیں پھر اگر تم جھگڑ پڑو کسی بات میں تو اس کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔

انسانی سماج کے فائدے کے لئے سارے قانون مقرر ہوئے اس لحاظ سے پاک پروردگار، رسول اور حکومت والوں کے قانون ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔ پاک پروردگار کے بتائے ہوئے قانون کتابی شکل میں رسولوں کی معرفت انسانی سماج میں مقرر ہوئے۔ حکومت والوں کا فرض ہے کہ وہ اسے سماج میں ٹھیک ٹھیک نافذ کریں۔ جو بات سماج اور انسانیت کے فائدے کے لئے نہیں ہوتی وہ کسی بھی صورت میں ان تینوں کے بتائے ہوئے قانون کی طرفداری نہیں کرتے۔

رسول اور حکومت والوں کا کام ہے کہ پاک پروردگار کے بنائے ہوئے قانون کی نگہبانی کرنا اور اسے سماج میں لاگو کرتے ہوئے انسان کو سکون والی زندگی بخشنا۔ ہر قانون کا اعلیٰ مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کے آپسی اختلافات دور کرنا انسانی زندگی کی ناجائز خواہشات کو قابو میں رکھنا۔ جو قانون انسانیت یا سماج کے امن وسکون کی خلاف ہوا سے نہ مان کر سماج سے اکھاڑ پھینکنا ہی انسانی فرض ہے۔

پاک پروردگار نے اشرف المخلوقات یعنی انسان کو سماج کے دائرے میں رکھ کر اپنے

قانون کو ماننے پر مجبور کیا اور ''قانون الٰہی'' رسولوں اور حکومت کے ذریعہ ہی سماج میں لاگو ہوا۔

حکومت والوں کا خاص فرض ہے کہ وہ سماج میں پھیلی ہوئی غیر منطقی اور ضعیف الاعتقادی والی باتوں کو مٹانے کے لئے سخت سے سخت قانون نافذ کریں اور خصوصاً قانون نافذ کرتے وقت کسی کی بھی طرفداری نہ کریں۔

سماج میں مذہب کے نام پر ہزاروں قسم کے غیر منطقی خیالات پھیلے ہوئے ہیں اور اسی کی بدولت ہی انسانوں کے درمیان نفرت کی بنیاد پیدا ہوئی۔ قانون کے ذریعہ ان ساری باتوں کو خارج کر دینا چاہئے جو غیر منطقی ہوں اور سماج کے لئے نقصان دہ ہوں۔ سب سے پہلے ان ساری مذہبی باتوں کو مٹانا ضروری ہے جن کی کوئی مذہبی بنیاد نہیں اور سائنسدانوں نے اپنی تحقیقات کے ذریعہ اسے غلط قرار دیا۔ صرف سائنسدانوں ہی نے نہیں بلکہ پاک پروردگار بھی انسانوں کے بیچ سے ان ساری باتوں کو دھیرے دھیرے مٹا رہے ہیں اور دنیا کے زیادہ سے زیادہ سمجھدار اور باشعور انسانوں نے اسے رد کر دیا۔

انسان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے دوسرے انسان یا دوسری مخلوق کو تکلیف ہو اور کسی کا ناحق☆ دل دکھانا سب سے بڑا گناہ ہے اور اس فرض کے دائرے میں ایک نیک انسان کے واسطے بنیادی تعلیم ہے صبر اور معافی۔ کسی انسان کے لئے اسکے پاس پڑوس قرابت والے اور ملنے جلنے والے ہی اس کیلئے سماجک دائرہ ہے اور یہ دائرہ ہی اسکے پہلے فرض کی شروعات۔

ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا، بچوں کی اچھی طرح سے پرورش کرنا اور ان کو اچھی تعلیم دینا، محنت سے حلال کی روزی کمانا، پڑوس اور رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، ان کے دکھ مصیبت میں کام آنا، ہر جاندار کی خدمت کرنا، اپنی ناجائز خواہشات کو قابو میں رکھنا، عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر قانون لاگو کیا گیا اور غیب

پر انسانی یقین کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے حکومت والوں پر کچھ سزا دینے کا حق مقرر کیا گیا۔ حکومت والے طرح طرح کے قانون لاگو کر کے سماج کو پاک وصاف یعنی گناہوں سے آزاد رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاک پروردگار، رسول اور حکومت والوں کے مطابق ہر انسانی فطرت کے لئے قانون مقرر ہے اور بدلتے وقت اور حالات کے موافق قانون کی سچائی اور گہرائی تلاش کریں۔

★ناحق:- گناہ گار انسان کو گناہ کرنے سے روکنے پر اس کا دل دکھتا ہے ایسا دل دکھانا گناہ میں شامل نہیں ہوتا۔

شادی کا قانون

مرد اور عورت کے درمیان کم سے کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ چھ سال کا فاصلہ ہونا چاہئے کیونکہ شادی صرف جسمانی میل جول یا نسل بڑھانے کے ہی نہیں بلکہ جسم اور نسل کے ساتھ ساتھ یہ ایک دل کا بندھن بھی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جب جسم سے بڑھ کر دلی تعلقات زیادہ قائم رہتے ہیں اور دلی تعلقات سے ہی انسان کو زیادہ ذہنی سکون ملتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان بھروسہ، عزت، قربانی،، محبت، پرہیزگاری اور ایمانداری ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اس کے بغیر دلی تعلقات ناممکن ہے اور یہ سارے کردار میاں بیوی سے بچوں کو منتقل ہوتے ہیں۔ ذہنی اختلافات ہونے سے اسے بند کمرے میں سلجھالیں تاکہ اس کا اثر بچوں پر نہ پڑے اس کے باوجود بھی اگر میاں بیوی کے درمیان کسی قسم کی رنجش بڑھ گئی ہوں جو سلجھانے کے قابل نہیں ہیں تو بھلائی سے ایک دوسرے کے بیچ طلاق یعنی Divorce ہو جانی چاہئے۔ اس دوران ایک دوسرے کی جائداد کو آپس میں سمجھداری کے ساتھ بانٹ لینا چاہئے۔ کمانے والی عورت ہو یا مرد ایک دوسرے کی محنت کی کمائی میں طلاق کے

بعد کسی کا کوئی بھی حق نہیں رہتا۔ بچوں کی ذمہ داری طلاق کے بعد یا پہلے میاں بیوی پر ہی فرض ہے اور اسے نہ نبھانے سے سماجی قانون کے ذریعہ دونوں کو ہی سزا ہونی چاہئے اور جو اس فرض سے انکار کرے یا منکر ہو اس سے اس کی جائداد یا کمائی پوری طرح چھین کر بچوں کی تعلیم وتربیت پر خرچ کی جائے۔ ماں باپ کے اوپر بچوں کو صحیح تعلیم دینا اور اچھی پرورش کرنا فرض ہے اور اس لحاظ سے اپنی حیثیت کے مطابق بچوں کی خواہش رکھنا مناسب ہے۔ دھیان رہے ناحق قتل کرنا گناہ ہے لیکن پاک پروردگار کی قدرت کے مطابق پرہیز کے ذریعہ یا میڈیکل سائنس کے ذریعہ ناحق قتل کی نوبت آنے سے پہلے ہی بچے کی پیدائش پر روک لگ سکتی ہے پیدا کر کے بچوں کو صحیح پرورش اور تعلیم سے نابلد رکھنا سخت گناہ میں شامل ہے اس صورت میں اس ماں باپ کی اولاد کو جوان کی پرورش کی حیثیت سے باہر ہے ان سے لیکر قانوناً جن کی اولاد نہیں ہے انہیں سونپ دی جائے اور اس صورت پر پیدا کرنے والے ماں باپ کا کوئی حق بچوں پر نہیں ہوگا لیکن بچوں کا ان کی جائداد میں پورا حق ہوگا۔

آج کے زمانے کے مطابق شادی سے پہلے مرد اور عورت دونوں کے خون کی جانچ ہونی چاہئے اور اپنے خاندان میں شادی ناجائز ہے۔ پاک پروردگار نے جہاں پر انسان کو تمام مخلوقات کے بیچ حاکم مقرر کیا اور اس انسانی حکومت کے درمیان انسانوں کو سماجک بندھن میں باندھا۔ اس لحاظ سے کچھ رشتوں میں شادی ناجائز ہے۔

(۱)...... ماں باپ کے رتبے کے برابر:- نانا، نانی، دادا، دادی، چاچا، چاچی، ماما، مامی،

خالہ، خالو، پھوپھا، پھوپھی، ساس، سسر، ماں باپ کے ہم عمر دوست۔

(۲)...... بھائی بہنوں کے رتبے کے برابر:- سگی بہن، بھابھی، سالی، سگے چاچا کی بیٹی،

سگے ماموں کی بیٹی، سگے خالہ کی بیٹی، سگے پھوپھی کی بیٹی، سوتیلے بھائی بہن۔

(۳)......اولاد کے رتبے کے برابر:- پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی، بیٹا، بیٹی، بھتیجا، بھتیجی، بھانجہ، بھانجی۔

دنیا کے کچھ لوگ کہتے ہیں کے سگے چاچا، سگے ماموں، سگے خالو اور سگے پھوپھا کے بچوں کے درمیان شادی جائز ہے لیکن سائنسدانوں کی تحقیقات اور قرآنی آیات کے مطابق پہلی نسل یعنی سگے چاچا، ماموں، خالو اور پھوپھا کے بچوں کے درمیان شادی ناجائز ہے۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں۔

(۱)......خاندانی بیماریاں نسل در نسل برقرار رہتی ہیں (۲)......آپس میں زنا کی نوبت پیدا ہوتی ہے اور گھر میں ناجائز جنسی خیالات کی گندگی پھیلتی ہے جس سے گھر کا امن وسکون بگڑتا ہے۔ (۳)......کمزور ذہن کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ (۴)......تہذیب کا پھیلاؤ نہیں ہوسکتا۔ (۵)...... طلاق کے دوران گھر کے رشتوں میں دراڑ پیدا ہوجاتی ہے۔ (۶)...... کچھ لوگ یہ بھی سوچتے ہیں کہ آپس میں شادی کرنے سے گھر کی دولت باہر نہیں جائے گی لیکن یہ سوچ سراسر بے بنیاد ہے کیونکہ دولت اور شہرت کا مالک پاک پروردگار ہے اور شادی میں لین دین بالکل ناجائز ہے۔ اگر کوئی خوشی سے کچھ دے تو یہ جائز ہوگا۔

اس کی مثال میں قرآن شریف کی آیت سے دے رہا ہوں جو مختلف علماؤں کے ترجموں کے ساتھ کہ بھائی بہنوں کی شادی کے خلاف ہے۔

آیت 23/4 سورہ نساء:

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں

ہیں۔ ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹیوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت 33/50 سورہ الحزاب:

اے غیب بتانے والے نبی ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیویاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چاچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نظر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے ''یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں''، ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں یہ خصوصیت تمہاری اسلئے کے تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان۔ (اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب)

آیت 23/4 سورہ نساء:

تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تماری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ ہیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں ان بیویوں سے جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے

ان بیٹوں کی بیویاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو لیکن جو پہلے ہو چکا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں۔

آیت 33/50 سورہ الحزاب:

اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیویاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں آپ کو دلوائیں ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہیں ''یہ سب آپ کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں نہ اور مومن کے لئے''، ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کئے ہیں تا کہ آپ پر کسی قسم کی تنگی واقعہ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)

آیت 4/23 سورہ نساء:

مسلمانوں عورتیں تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں (دادی، نانی وغیرہ سب) اور تمہاری بیٹیاں، (پوتیاں، نواسیاں وغیرہ) اور تمہاری بہنیں اور رتمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضائی (دودھ شریک بہنیں) اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں پرورش

پا چکی ہیں اور ان عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں جن سے تم ہمبستری کر چکے ہو ہاں اگر تم نے ان بیویوں سے صرف نکاح کیا ہو ہمبستری نہ کی تو البتہ ان اور لڑکیوں سے نکاح کرنے پر تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اور تمہاری سلبی لڑکوں (پوتوں، نواسوں وغیرہ) کی بیویاں (بہوئیں) اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو ہو چکا (وہ معاف ہے)۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت 33/50 سورہ الحزاب:

اے نبی ہم نے تمہارے واسطے تمہاری ان بیویوں کو حلال کر دیا ہے جن کو تم مہر دے چکے ہو اور تمہاری ان لونڈیوں کو بھی خدا نے تم کو (بغیر لڑے بھڑے) مال غنیمت میں عطا کی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہارے پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور رتمہارے خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ ہجرت کر کے آئیں ہیں حلال کر دیں اور ہر ایماندار عورت بھی حلال کر دی اگر وہ اپنے کو بغیر مہر نبی کو دیدے اور نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہتے ہوں ''مگر اے رسول یہ حکم صرف تمہارے واسطے خاص ہے اور مومنین کے لئے نہیں'' اور ہم نے جو کچھ مہر یا قیمت عام مومنین پر ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے بارے میں مقرر کر دیا ہے ہم خوب جانتے ہیں اور تمہارے لئے رعایت اس لئے ہے تا کہ تم کو (بیویوں کی طرف سے) کوئی دقت نہ ہو اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (عالم حافظ مولانا سید فرمان علی صاحب)

آیت 4/23 سورہ نساء:

اور حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیا ں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے سلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جماع کرنا ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا۔ یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت 33/50 سورہ الحزاب:

اے بنی ہم نے تیرے لئے تیری وہ بیویاں حلال کر دیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں اور تیرے چچا کی لڑکیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ با ایمان عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے ''یہ خاص طور پر صرف تیرے لئے ہی ہے اور مومنوں کے لئے نہیں ہم اسے بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں کے بارے میں (احکام) مقرر کر رکھے ہیں یہ اسلئے کہ تجھ پر حرج واقع نہ ہو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے اور بڑے رحم والا ہے۔ (مکہ کا قرآن شریف)

آیت 23/4 سورہ نساء:

تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری رضائی مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضائی بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری وہ سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم خلوت کر چکے ہو اور وہ تمہارے گھروں میں پلتی ہوں تم پر حرام کی گئی ہیں لیکن اگر تم نے ان بیویوں سے خلوت نہ کی ہو تو ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اس طرح تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت سے ہوں تم پر حرام ہیں اور یہ بھی کہ تم دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کرو ہاں جو گزر گیا سو گزر گیا اللہ تعالیٰ یقینا بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آیت 33/51 سورہ الحزاب:

اے نبی تیری موجودہ بیویوں میں سے وہ جن کو تو نے ان کے حق مہر ادا کر دیا ہے ہم نے تیرے لئے حلال کر دی ہیں۔ اسی طرح آئندہ کے لئے وہ عورتیں جن کے مالک تیرے داہنے ہاتھ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تیرے قبضے میں جنگ کے بعد لایا ہے اور اس طرح تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیرے پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیرے خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور ایسی مومن عورت جس نے اپنی جان نبی کیلئے ہبہ کر دیا بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کا ارادہ کرے ''یہ حکم خاص تیرے لئے ہے باقی مومنوں کے لئے نہیں'' ہم نے ان

مسلمانوں پر ان کی بیویوں کے متعلق اور ان کی لونڈیوں کے متعلق فرض کیا ہے۔ تا کہ تجھ پر کوئی ناواجب قید نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب)

ان ساری قرآنی آیتوں اور مولاناؤں کی تصدیق کے مطابق کسی بھی صورت میں ان آیتوں کو توڑنے یا گھمانے کی کوشش بیکار ہے۔ اور سگے چاچا، ماموں، خالہ اور پھوپھی کی اولادوں کے درمیان شادی نہیں ہوسکتی، کیونکہ اس میں صرف نبی کو ہی مخاطب کیا گیا۔ اس آیت میں صاف طور پر کہا گیا کہ یہ قانون صرف ''رسول کے لئے ہے امت کے لئے نہیں''۔ کچھ لوگوں نے اس حکم کو صرف نبی کے لئے جان ہبہ کرنے والی عورت پر لاگو کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کی سوچ پوری طرح سے غلط ہے کیونکہ عربی گرامر کے مطابق اس آیت میں کہیں بھی ''اوقاف ورموز'' نہیں ہے جس سے اس کے مطلب کو توڑ کر الگ الگ پیش کیا جائے۔ اس آیت کے ہر حکم کے ساتھ ''اور'' لگا کر اس آیت کے تسلسل کو برقرار رکھا تا کہ اس کے مطلب و معنی میں خلل واقع نہ ہو۔ ''اے نبی'' سے شروعات کر کے اس آیت میں صرف نبی کو ہی مخاطب کیا گیا۔ رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پھوپی زاد بہن حضرت زینب سے نکاح کیا تھا۔ یہ قانون صرف رسول پر ہی لاگو ہوتا ہے اور حضرت بی بی فاطمہ کی شادی انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ کی تھی یہ اسلئے کہ حضرت علی اور بیوی فاطمہ کا رشتہ دوسری نسل میں شمار ہوتا ہے۔ اور حضرت علی رسول پاک کے سگے بھائی نہیں تھے۔ حساب سے دیکھا جائے تو حضرت علی حضرت فاطمہ کے رشتے میں چچا لگتے تھے اور پہلی نسل کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ شادی جائز تھی۔

آیت 4/23 میں بہنیں کہہ کر پاک پروردگار نے تمام بہنیں جو پہلی نسل میں شامل ہیں یعنی چاچا، ماموں، پھوپھی اور خالہ کے بچوں کے درمیان شادی کو ناجائز قرار دیا اور اس آیت میں کہیں بھی صرف ''سگی'' بہن کو مخاطب نہیں کیا گیا اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ پوری دنیا کے ہر سماج

میں چاچا، مامو، خالہ اور پھوپھی کے بچوں کے درمیان بھائی بہن کا ہی رشتہ مقرر ہے۔

منہ بولا رشتہ

منہ بولا رشتہ قطعی جائز نہیں ہے جب تک اسے دل سے قبول نہ کیا جائے اور کچھ سماجک رشتے ہیں جو عمر کے تقاضے سے قابل احترام ہوتے ہیں اسے عملی طور پر نبھا کر سماج کو ستھرا رکھنا انسان کا فرض ہے اور اس لحاظ سے وہ سارے رشتے انسان کے فرضی رشتے کہلائے جائیں گے۔ مثال کے طور پر اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کو احتراماً بڑے کا درجہ دیا جانا چاہئے اور اپنے سے چھوٹے عمر کے لوگوں کو بھی اپنے سے چھوٹے رشتے کی اہمیت دینی چاہئے جس طرح انسان اپنے اپنے گھروں میں رشتوں کے دائرے سے بندھا ہوا ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہر رشتوں کے رتبے کا لحاظ رکھنا چاہئے تا کہ سماج کی پاکیزگی برقرار رہے۔

☆☆☆

وصیت کا قانون

جس طرح پاک پروردگار نے انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر معاشرتی بندھن میں باندھا ہے اسی طرح انسانوں کے درمیان کچھ فرائض بھی مقرر کئے حالانکہ دنیا میں ہر مقرر شدہ چیز پاک پروردگار کی ہوتی ہے پھر بھی انسانوں کو اس کا اختیار دیا گیا اور اس اختیار کو قانونی شکل میں باندھ دیا۔

پاک پروردگار نے ہر انسان کے لئے ایک دائرہ مقرر کر رکھا ہے اور اس دائرے کے مطابق وصیت کے کچھ فرائض نافذ کئے گئے ہیں انسان کی اپنی کمائی ہوئی یا وراثت میں ملی ہوئی دولت چاہے جیسی بھی ہو کچھ بھی اس کے ساتھ نہیں جاتا، ضروریات کے مطابق اس دولت کو اپنی زندگی میں قانون کے مطابق ہی بانٹ دینا چاہئے اور جیتے جی سماجی اصولوں کے مطابق استعمال

حق الٰہی

میں لانا چاہئے۔

میاں بیوی کے درمیان وراثت کے حقوق:

میاں یا بیوی کسی کا بھی انتقال ہو جائے تو ایک دوسرے کی ساری دولت جو زندہ ہے اس کو ملے گی پھر ان دونوں کے انتقال کے بعد اولادوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اولادوں میں بیٹا یا بیٹی سب کو برابر کا حق ہوگا۔ اولادوں میں اگر کوئی معذور اولاد ہو تو اسے حصے کے وقت اس معذور اولاد کی ضرورت کو پہلے مدنظر رکھتے ہوئے اسے فوقیت دی جائے۔ اس کے بعد باقی بچوں میں مساوی تقسیم کر دی جائے۔ بٹوارے کے وقت مرنے والے کی خواہش یعنی وصیت کا احترام کیا جائے اگر وصیت نہ چھوڑ جائے تو مندرجہ بالا طریقے کو اپنائے۔ مرنے والے مرد کے مجبور ماں باپ، بھائی، بہن جو مرنے والے پر انحصار کرتے ہیں بٹوارے کا ایک حصہ انکے نام کیا جائے۔ مرنے والا اگر کوئی عورت یا مرد قرض چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ قرض ان کے کماؤ یعنی قابل بچوں میں لاگو ہوگا۔ اگر بچے کماؤ یا قابل نہ ہوں تو قرضے والے سے قرض معاف کروانے کی گذارش کرنی ہوگی اور قرض دینے والے کا یہ فرض ہوگا کہ اس کی مجبوری کی اہمیت کو سمجھ کر اسے معاف کر دے۔ متوفی مرد ہو یا عورت اپنے جیتے جی جو کوئی اثاثہ یا دولت اپنے بچوں کو دی تھی بٹوارے کے وقت اسے بھی گنتی میں لانا ضروری ہے۔ جمع ہوئی دولت میں زیورات، مکان، دکان، مشنری یا کاروبار کی پونجی، زمینیں، فرنیچر اور گھریلو قیمتی سامان وغیرہ بھی گنتی کیا جائے گا۔

ایک بات کو ضرور دھیان دیں کرائے کا مکان، دکان اور زمین اور کرائے کی ہر اشیاء جو مرنے والے کے نام ہے وہ مرنے والے کی دولت میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ اس جائداد میں پوری طرح سے اس کے اصل مالک کا حق ہے۔ کیونکہ اس نے متوفی کو کرایہ لیکر استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ اس لحاظ سے اس کرائے کی دولت کو کون استعمال کرے گا اس میں اس

کے اصلی مالک کی اجازت ضروری ہے۔

آیت 2/180 سورہ البقر:

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ مال چھوڑے تو وصیت کرے ماں باپ کے لئے اور رشتے داروں کے لئے دستور کے مطابق یہ لازم ہے پرہیزگاروں پر

آیت 4/7 سورہ نساء:

مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو ماں باپ نے اور قرابت داروں نے چھوڑا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا ماں باپ نے اور قرابت داروں نے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔

پاک پروردگار نے انسانی ضروریات کے مطابق دولت کے استعمال کا حق انسان کو بخشا اس لحاظ سے دولت کے بٹوارے کے وقت ایکدوسرے کی ضرورتوں کو اہمیت دینا ثواب کا کام ہے اور یہ نیکی میں شمار ہوتا ہے۔

آیت 2/188 سورہ البقر:

اور اپنے مال آپس میں نہ کھاؤ ناحق اور اس سے حاکموں تک (رشوت) نہ پہنچاؤ تاکہ تم لوگوں کے مال سے کوئی حصہ کھاؤ گناہ سے ناجائز طور پر اور تم جانتے ہو۔

مہابھارت میں کرشن جی کا مشہور مقولہ ''تم کیا لیکر آئے ہو تمہارے پاس کیا ہے اور تم کیا لیکر جاؤ گے''، تمام انسانیت کے لئے ایک اہم مشورہ ہے اور یہ ایک تلخ حقیقت بھی ہے جو انسان سمجھ کر بھی سمجھنا نہیں چاہتا فنا کے بعد انسان کے ساتھ اس کے اعمال کے علاوہ اور کچھ نہیں

رہتا یہ جاننے کے باوجود انسان دنیاوی چیزوں کے ہیرا پھیری سے بعض نہیں آتا۔

☆☆☆

خوردونوش کا قانون

پاک پروردگار نے انسان کو مختلف انواع و اقسام کے لوازمات سے نوازہ اور انسان کو پوری طرح سے ان کے دیئے ہوئے رزق کا مزہ اٹھانے کا حق ہے اور اس کے تحت پاک پروردگار کے دیئے ہوئے رزق کو ضائع کئے بغیر استعمال کرنا بھی ضروری ہے۔ ان کے دیئے ہوئے رزق کو استعمال کرتے وقت موسم اور اپنے حالات کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

اپنی صحت کے مطابق خوراک کی عادت ڈالنا عقل مندی کی نشانی ہے اور اچھی صحت پاک پروردگار کی رحمت ہے۔ ایسی خوراک کبھی نہیں لینی چاہیئے جو انسان کی صحت کو نقصان پہنچائے اور اسے ہوش و ہواس سے بیگانہ کردے۔ کسی بھی چیز کا نشہ پوری طرح سے ناجائز ہے اگر کوئی نشیلی چیز صحت کیلئے استعمال ہوتی ہو تو وہ جائز ہوگی۔ اور اسکی بھی ایک مقرر شدہ مقدار ہوگی تاکہ صرف انسان کو جسمانی فائدہ ہی پہنچے۔

انسان کا ہاضمہ (Digestive System) پوری طرح سے سبزی خوری کی اجازت دیتا ہے۔ پھر بھی پاک پروردگار نے انسان کو جانوروں کا گوشت اور مچھلیاں کھانے کی اجازت دی اور ہمارے جسمانی نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے گوشت اور مچھلی کو پکا کر کھانے کی سہولت عطا فرمائی اور یہ سہولت کسی دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ہوئی چنانچہ لال گوشت جتنا بھی کم استعمال کیا جائے اتنا ہی انسانی جسم کے لئے فائدہ مند ہے۔

دنیا میں مختلف موسم ہونے کی وجہ سے پاک پروردگار نے مختلف اقسام کے جاندار اور نباتات دنیا میں مقرر کئے۔ انسانی ضروریات پوری طرح موسم پر انحصار کرتی ہیں۔

جانوروں کا گوشت جسم کو گرمی پہنچاتے ہیں اور ان کا استعمال گرم موسم میں کم ہونا چاہیئے۔ مچھلی اور سبزیاں انسان کو ہر موسم میں فائدہ پہنچاتی ہیں۔

(۱)...... ضرورت سے زیادہ نہیں کھانا چاہیئے۔

(۲)...... کھانے سے پہلے تھوڑا سا پانی پی کر گلے کو تر کر کے کھانا چاہیئے۔

(۳)......صبح کا ناشتہ جو چھوڑتے ہیں وہ اپنی صحت کے دشمن ہیں۔ اسلیئے صبح کا ناشتہ ضروری ہے۔ رات میں ہلکا کھانا استعمال کرنا چاہیئے۔

(۴)......ضرورت کے مطابق لال گوشت استعمال کرنا چاہیئے۔

گائے، سور، گھوڑا، اونٹ، دنبہ، بھیڑ، بکری ان سارے جانوروں کا گوشت اچھی طرح سے پکا کر استعمال کریں اور ان سارے جانوروں کو مارنے سے پہلے ان کی تندرستی کا پوری طرح سے جائزہ لے لیں۔ کسی بھی جانور کا گوشت جسے کھانے سے بیماری ہو اسکا گوشت کم سے کم استعمال کرنا چاہیئے۔ سور کا گوشت زیادہ استعمال کرنے سے ٹیپ ورم (Tape Worm) پیدا ہوتا ہے جو انسان کے پیٹ کے لئے نقصاندہ ہے۔ اس لحاظ سے سور کا گوشت کم سے کم استعمال کرنا ہی بہتر ہے۔

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہے۔ جو لوگ چھری کانٹے کا استعمال کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ کھانے سے پہلے چھری کانٹے کی صفائی کا پورا خیال رکھیں۔

کھانا ضائع کرنا سخت گناہ ہے۔ پاک پروردگار کی رحمت سے انسان کو کھانا محفوظ رکھنے کے بہت سے طریقے نصیب ہوئے اور جن کے پاس یہ سہولت موجود نہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اتنا ہی کھانا استعمال کریں تا کہ کھانا ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

رزق کا مالک پاک پروردگار ہے اور اس رزق کو ضائع کرنا یا کسی کو کھلا کر احسان جتانا کسی سے کھانا چھین لینا سخت گناہ ہے۔

☆☆☆

جہاد کا قانون

ہر انسان کے لئے جہاد فرض ہے۔ جہاد کا مطلب پاک پروردگار کے بتائے ہوئے حق کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرنا اور اس کا صاف مقصد ہے ''گناہ کو روکنے کی ہر ممکن کوشش''

آیت 22/78 سورہ الحج:

اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسے کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں چنا اور اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے قبل بھی اور اس قرآن میں بھی تا کہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہوں اور تم نگران و گواہ ہو لوگوں پر پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو مضبوطی سے تھام لو وہ تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا ہے کارساز اور کیا ہی اچھا ہے مددگار۔

آیت 5/35 سورہ امائدہ:

اے ایمان والوں ڈرو اللہ سے اور اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

قرآن شریف کی سورہ الحج کی آیت نمبر 78 میں یہ کہا گیا ہے کہ ''اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں'' اور اس ہدایت سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''مسلمان'' لفظ پاک پروردگار کی بھیجی ہوئی کسی بھی کتاب میں نہیں ہے سوائے قرآن شریف کے۔ اس صورت میں ''مسلمان'' لفظ کے مطابق پاک پروردگار کی ہر کتاب میں نیک، پرہیزگار اور ایک اللہ کے

مانے والوں کو ہی کہا گیا۔ مسلمان کسی خاص نام زبان یا لباس کے دائرے میں سمٹا ہوا نہیں۔ مسلمان لفظ پوری طرح سے نیک پرہیزگار اور ایک پروردگار پر ایمان رکھنے والوں کو کہا گیا۔ اور یہ لفظ صرف اس پر استعمال کیا جا سکتا ہے جس شخص میں اپنے اعمال کی بنیاد پر یہ ساری خوبیاں موجود ہوں۔

پاک پروردگار کی کتابوں میں الگ الگ زبان میں مسلمان لفظ کی پہچان دی گئی۔ لیکن خاص طور پر قرآن شریف کے علاوہ مسلمان لفظ کہیں بھی استعمال نہیں کیا گیا اور پاک پروردگار کی کتابوں میں نیک پرہیزگار انسان کو گناہ گار اور سماج کو نقصان پہنچانے والے انسانوں کے خلاف جہاد کا حکم فرمایا گیا۔ پاک پروردگار کے قانون کو حق مان کر سماج میں اسے نافذ کرنے کا حکم فرمایا اور وہی حکم حکومت والوں کے ذریعہ سماج میں قائم کیا جاتا ہے۔ تا کہ سماج میں سکون قائم ہو اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ مسلمان لفظ کسی خاص گروہ کے لئے مخصوص ہے دنیا کے کسی بھی کونے کے نیک اور پرہیزگار انسان محبت اور انسانیت قائم کرنے والے کو مسلمان کا خطاب دیا جا سکتا ہے۔ عربی زبان کے مطابق نیک، پرہیزگار اور ایمان والے انسانوں کو مسلمان کا خطاب بخشا گیا۔

آیت 2/216 سورہ البقر:

تم پر جنگ فرض کی گئی اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

انسان کے سامنے اس بات کا صاف ہونا ضروری ہے کہ کون سا راستہ پاک پروردگار کا ہے؟ پاک پروردگار نے قرآن شریف میں ہر رسول اور ان کی کتابوں کی منظوری دی (آیت 2/136, 3/84,) اور یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا جو انسان پاک پروردگار کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے ''وہی ہیں ٹھیک کافر'' (آیت 4/150,151,152) تو اس

لحاظ سے کسی بھی خاص امتی یا کسی خاص رسول کو ماننے والے لوگوں کے خلاف لڑائی کرنا یا قتل کرنا یا بلا وجہ ان کا نقصان کرنا کبھی بھی جہاد نہیں ہو سکتا۔ پاک پروردگار نے قرآن شریف اور دوسری کتابوں میں صرف چند رسولوں کا ذکر فرمایا اور ان کے تجربات کا تذکرہ فرمایا۔ اور یہ اسلئے کہ انسانوں کو اس سے سبق حاصل ہو۔ پاک پروردگار نے قرآن شریف میں جن رسولوں کا ذکر فرمایا اس پر اور ان کے علاوہ جن کا ذکر نہیں فرمایا ان پر اور ان کے بلائے ہوئے پاک پروردگار کے سارے ناموں پر ایمان لانے کا حکم فرمایا تا کہ انسانوں کے درمیان جو دینی خیالات کے اختلافات موجود ہیں وہ مٹ جائیں اور اسلئے قرآن شریف کو انسانوں کے درمیان فیصلہ اور تمام مخلوق کے لئے رحمت کہا گیا۔

آیت 5/32 سورہ المائدہ:

اس وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا جس نے کسی جان کے بدلے یا ملک میں فساد کرنے کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے قتل کیا تمام لوگوں کو اور جس نے کسی ایک کو زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ رکھا اور ان کے پاس آچکے ہمارے رسول روشن دلائل کے ساتھ پھر اس کے بعد اکثر ملک میں حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔

آیت 5/33 سورہ المائدہ:

یہی سزا ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور سعی کرتے ہیں ملک میں فساد برپا کرنے کی کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں مخالف جانب سے یا ملک بدر کئے جائیں یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت

میں بڑا عذاب ہے۔

ان آیتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسولوں کے نام پر یا ان کے ماننے والوں کے ساتھ فساد کرنا یا جہاد کے نام پر بے گناہوں کو قتل کرنا سخت سے سخت گناہ ہے اور اس کی سزا ہے کہ ان لوگوں کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا انہیں قتل کر دیا جائے۔(قرآن کے مطابق)

جہاد صرف پاک پروردگار کے قانون کو توڑنے والوں کے خلاف ہی جائز ہے اور یہ قانون صاف طور پر محبت، انسانیت، نیکی، پرہیزگاری اور امن وسکون بگاڑنے والوں کے خلاف نافذ کیا جانا چاہئے۔انسان کے ذاتی گندے نفسیاتی خیالات کو قابو میں رکھنا بھی جہاد ہے۔

چنانچہ پاک پروردگار کے اس قانون (جہاد) کو پوری طرح سے اپنا کر اسے اپنے آپ سے شروع کرتے ہوئے سماج اور ساری دنیا میں قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔

قرآن شریف کے مطابق دنیا کو صرف دو ہی گروہ میں بانٹا جا سکتا ہے۔اچھے اور برے، اور اس لئے سورہ البقر کی آیت 216 میں پاک پروردگار نے حق کی پہچان کا حکم فرمایا اور انسانوں کو سوچنے کی صلاحیت عطا فرما کر انسان کے سامنے دو راہیں مقرر کر دیں۔اور جہاد صرف برائی کے خلاف ہی جائز ہے۔

آیت 90/10 سورہ البلد:

اور ہم نے اسے دو راستے دکھائے

☆☆☆

حق الٰہی

سائنس اور مذہب

پاک پروردگار کی کتابوں کی طرح سائنس بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے انسانوں نے اپنی سالوں کی محنت، مشقت اور تحقیقات اور پاک پروردگار کی مرضی سے سائنسی علم حاصل کیا اور بلاواسطہ طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاک پروردگار انسانوں کو آہستہ آہستہ سچائی کی تلاش میں کامیابی عطا فرما رہے ہیں تاکہ انسانوں کو حقیقت سے جانکاری ملے اور پاک پروردگار کی دی ہوئی ہر نعمت کا فائدہ اور لطف اٹھائے اور اپنی سہولت کیلئے اسے استعمال کرے۔

پاک پروردگار کی رحمت اور سائنسدانوں کی کڑی محنت کا نتیجہ انسانوں کی نظروں کے سامنے ہے۔

پاک پروردگار نسل در نسل سے انسانوں کو ہر قسم کے آسائش کا ساز وسامان مہیا کرواتے رہیں۔مذہبی کتابوں کا ہر پہلو حق کی تلاش کے بغیر ادھورا ہے جو انسان کتابوں کی حقانیت سے انکار کرتے ہیں اور طرح طرح کی باتوں اور کہانیوں کے ذریعہ کتابوں کے رتبے کو تولتے ہیں وہ بے بنیاد غیر منطقی اور پوری طرح سے ضعیف الاعتقادی میں شمار ہوتے ہیں۔سائنس بھی حق کی تلاش اور ثبوت کے بغیر ادھوری ہے۔میں نے بھی اسی طرح حق کو تلاش کرتے ہوئے مذہبی کتابوں کی کچھ باتیں جن کی گہرائی سائنس کی حقیقت کو تسلیم کرتی ہیں اسے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

آیت 2/29 سورہ البقر:

وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو زمین میں ہے سب کا سب پھر
اس نے آسمان کی طرف قصد کیا پھر ان کو ٹھیک بنا دیا سات آسمان اور وہ ہر

چیز کو جاننے والا ہے۔

سطح زمین سے آسمان کی خالی جگہ تک پاک پروردگار نے مختلف اقسام کی گیسوں کے ذریعہ انسانوں کو طرح طرح سے حفاظت اور سہولت عطا فرمائی۔ سائنسدانوں نے اسے پانچ حصوں میں بانٹا ہے۔ (۱) ایک سے دس کیلومیٹر تک ٹروپوسفیئر (Tropo sphere) (۲) 32 سے 80 کیلومیٹر تک

اسٹراٹو اسفیئر (Strato sphere) (۳) 80 سے 640 تک ازونو اسفیئر (Ozono Sphere) اور (۴) 640-1000 آیونوز اسفیئر (Ionos Sphere) (۵) 1000 سے زیادہ کیلومیٹر ایکسو اسفیئر (Exosphere)

ان پانچ فضائی حصوں کو ان کی علامت کی بنیاد پر اور بھی دو حصوں میں تقسیم سکتے ہیں۔ جہاں پر زمین کی کشش (Gravitational Pull) ختم ہوتی ہے وہاں پر حرارت کا عملی تغیر ہے اور اسکے ذریعہ دم دار ستارے دنیا کی زمین سے دوری کا فاصلہ برقرار رکھتے ہیں اور اس حرارت کے مطابق فضائے تحتی کو تولنے سے سات آسمان ملیں گے۔ اس حساب سے سات قسم کی تہوں کا ذکر قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے اور ہر تہہ کے ذریعہ مختلف طریقوں سے دنیا کی حفاظت فرمائی۔

آیت 18/17 سورہ الکھف:

اور تم دیکھو کے جب دھوپ نکلتی ہے وہ ان کے غار سے دائیں طرف بچ کر جاتی ہے اور جب وہ ڈھلتی ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتی ہے اور وہ غار کی کھلی جگہ میں ہیں۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جسے ہدایت دے اللہ سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے ہر گز کوئی رفیق سیدھی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

قرآن کریم کی اس آیت میں غور فرمائیں: دنیا کی شکل جو تھوڑی سی انڈے کی طرح ہے

اور دنیا اپنے مدار (Orbit) پر سورج کے گرد گھوم رہی ہے اور اپنے محور پر بھی گھوم رہی ہے اور یہی دن اور رات کی بنیاد ہے۔ دنیا کی بناوٹ انڈے جیسی ہونے کی وجہ سے سورج کے ڈوبتے اور نکلتے وقت سورج کے مقام کا ہیر پھیر ہوتا ہے اور اس آیت میں غار کو مدار (Orbit) کے طور پر پیش کیا اور کشادہ جگہ کا مطلب (Solar System) سورج اور سیاروں کے بیچ کی خالی جگہ اور اس خالی جگہ کی بدولت سورج میں پیدا ہونے والے ایٹومک ری ایکشن (Atomic Reaction) کی آواز دنیا تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ آواز کو چلنے کے لئے ذریعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ سورج اور دنیا کے درمیان کی خالی جگہ میں کوئی بھی ذریعہ آواز کو نہیں ملتا اور روشنی کو چلنے کے لئے کسی ذریعہ کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے سورج میں لگاتار چلنے والے ایٹومک ایکسپلوشن (Atomic Explosion) کی روشنی تو دنیا تک پہنچتی ہے لیکن آواز نہیں اور یہی پاک پروردگار کی قدرت ہے کہ دنیا کو حفاظت بخشنے کے لئے سورج اور سیاروں کے درمیان خالی جگہ مقرر رکھی۔

آیت 21/33 سورہ الانبیا:

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

سارے سیارے اپنے اپنے مدار میں (نظام شمسی کے تحت) سورج کے گرد گھوم رہے ہیں اور چاند اپنے مدار پر دنیا کے ساتھ شامل ہے۔ کوئی ایک دوسرے سے ٹکراتا نہیں یہی قدرتی رد عمل کا سلسلہ کائنات کی ابتدا سے چلتا آرہا ہے اور یہی قدرت پاک پروردگار کی بنائی ہوئی بے مثال نشانیوں میں سے ہے۔

اس آیت کے مطابق جس گھیرے کا ذکر کیا گیا ہے سائنسی زبان میں اسے Orbit کہتے ہیں۔ ہر سیارہ اپنے اپنے Orbit میں رہ کر سورج کے گرد گھوم رہا ہے اور دنیا بھی اپنے آپ پر

گھومتے ہوئے اپنے Orbit کے تحت سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔رات اور دن کی وجہ ہے دنیا کا اپنے آپ پر گھومنا۔یعنی دنیا کا جو حصہ سورج کے سامنے ہوتا ہے وہ دن ہوتا ہے اور جو حصہ سامنے نہیں ہوتا وہاں پر اندھیرا یعنی رات ہوتی ہے اس طرح گردش میں رہتے ہوئے دنیا ایک سال میں سورج کا پورا چکر لگا لیتی ہے۔جس کی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کے موسم کا لطف انسان اٹھاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ وہ کون سے طاقت ہے جو بھاری بھرکم دنیا کو یا سارے سیاروں کو اس طرز سے مقرر کر رکھا ہے اور کیوں؟ سورج کے خاندان میں ابھی تک صرف دنیا میں ہی جانداروں کا وجود انسانی تحقیقات کے دائرے میں آیا ہے۔اور ان جانداروں میں سب سے عمدہ جاندار ہے انسان۔اس انسان کی زندگی کو مختلف رنگ وروپ سے سجانے کے لئے پاک پروردگار نے ساری قدرت کو استعمال کیا تا کہ انسانی زندگی ویران نہ ہو۔

دنیا کے ساتھ ماہتاب (چاند) مقرر کر کے دنیا کے کمیتی توازن کو برقرار کیا گیا اور یہ اس لئے کہ دنیا کی بناوٹ پوری طرح سے گول نہیں ہے۔

آیت 21/44 سورہ الانبیاء:

بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو ساز وسامان دیا یہاں تک کہ ان کی عمر دراز ہوگئی پس کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں پھر کیا وہ غالب آنے والے ہیں۔

آلودگی کے ذریعہ نارتھ پول اور ساؤتھ پول کی برف آہستہ آہستہ پگھل رہی ہے اور سمندر کا پانی بڑھ رہا ہے نتیجتاً زمین کے کنارے گھٹ رہے ہیں۔اوزون لیر کے پھٹنے کی وجہ سے دنیا کی حرارت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور یہی وجہ ہے نارتھ پول اور ساؤتھ پول کے برف کی پگھلنے کی۔اس آیت کے مطابق پاک پروردگار دنیا کے کنارے گھٹاتے جارہے ہیں۔

حق الھی

آیت 6/96,97 سورہ الانعام:

رات کی تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو سکون بنایا اور سورج اور چاند کو حساب، یہ اندازہ ہے غالب علم والے کا۔وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کرو بے شک ہم نے آیتیں کھول کھول کر بیان کردی ہیں ان لوگوں کے لئے جو لوگ علم رکھتے ہیں۔

چاند سورج ستارے اور سیارے کسی نہ کسی طریقے سے انسان کی مدد کرتے ہیں اور ان سیاروں کے ذریعہ انسانوں کو راہ نشان نصیب ہوا۔تمام مخلوق رات میں آرام فرماتی ہے (سوائے کچھ مخلوق کے) اور دن میں جاگتی ہے ایسی بھی کچھ مخلوق ہے جو رات کو جاگتی ہے لیکن ان کی تعداد کم ہے۔رات کو آسمان کی خوبصورتی انسان کی نظروں کو لبھاتی ہے چاند اور ستاروں سے آراستہ کیا گیا آسمان پاک پروردگار کی موجودگی کا یقین دلاتی ہے۔

اس آیت میں پاک پروردگار نے سورج اور چاند کو حساب سے رکھنے کی بات فرمائی دنیا کی شکل گول نہ ہونے کے سبب چاند کو دنیا کے بغل میں مقرر کیا اور سورج کو اس حساب سے رکھا کہ اس کی تپش سے دنیا کو فائدہ پہنچے۔دنیا سورج سے زیادہ دور بھی نہیں اور نہ زیادہ قریب۔

اس سلسلے کی اور بھی کچھ آیتیں جو پاک پروردگار کے وجود کو سمجھنے کے لئے ہیں۔

آیت 16/12 سورہ النحل:

اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیا رات اور دن کو سورج اور چاند کو اور ستارے مسخر ہیں اس کے حکم سے بے شک اس میں عقل سے کام لینے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

آیت 36/37,38.39.40 سورہ یٰسین:

اور ان کے لئے رات ایک نشانی ہے ہم دن کو اس سے کھینچ لیتے ہیں تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج اپنے مقررہ راستے پر چلتا رہتا ہے یہ اللہ غالب و دانا کا اندازہ ہے اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کی یہاں تک کے وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہوجاتا ہے نہ سورج کی مجال کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات پہلے آسکے دن سے اور سب اپنے دائرے میں گردش کرتے ہیں۔

دنیا کی شکل کردی (Spherical) ہے اور سائنسدانوں نے اسے ثابت کردیا۔ان کی تحقیقات کے مطابق الگ الگ طول (Dimension) کا پتہ چلا جیسے دنیا کا استوائی گھیرا (Equatorial Circumference) 24897Miles ہے اور پولر گھیرا (Polar Circumference) اس سے 83Miles کم ہے اس کا استوائی قطر (Equatoriol Diamater) ، 7926Miles ہے اور پولر گھیرا (Polar diameter) اس سے 26Miles کم ہے اور اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ دنیا پوری طرح سے گول نہیں۔اور دنیا کی اس شکل کو Geoid کہتے ہیں۔

دنیا کے اندر کی کمیت (Mass) کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے چاند مقرر کیا گیا اور چاند اپنے محور (Axis) پر دنیا کے گرد گھوم رہا ہے۔

سورج سے دنیا کا فاصلہ 93,000000 Miles ہے دنیا کے فضائی استر (پرت) کی وجہ سے سورج کی گرمی زمین کے لئے جتنی ضرورت ہے اتنی ہی اسے ملتی ہے۔

سورج کی باہری حرارت $6000^{o}C$ ہے اور اندر کی طرف $20Million^{o}C$ ہے اور سورج دنیا سے تین لاکھ گنا بڑا ہے۔ پاک پروردگار کی قدرت سے دنیا اور سورج کے درمیان اتنا ہی فاصلہ مقرر ہے کہ تمام مخلوقات سورج کی تپش سے مستفید ہوں۔قرآن کے آیتوں کے مطابق چاند اور سورج کسی نہ کسی حساب سے جڑے ہوئے ہیں۔

حق الٰھی

آیت 55/35,37 سورہ الرحمن:

تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے۔(35)

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری۔(37)

قرآن شریف کی ان آیتوں سے اوزون لیئر (Ozone Layer) کی صاف تصدیق ہوتی ہے اور آلودگی (Pollution) کی وجہ سے اوزون لیئر کے دراڑ کے بعد کیا نتیجہ ہونے والا ہے اس کا اشارہ بھی ہم لوگوں کو ملتا ہے۔اس آلودگی کی وجہ ہے کلوروفلوروکاربن (Chloro floro carbons) اور فری اونس ۱۲ (Freons 12) کیمیکل کا زیادہ استعمال۔یہ کیمیکل ٹھنڈا کرنے والی مشین اور ایروکرافٹ انڈسٹریز وغیرہ میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔اوزون لیئر زمین سے ۲۰ کیلومیٹر (20Km.) سے لیکر 250km. کی اونچائی تک پھیلا ہوا ایک استر ہے جو کمبل کی طرح دنیا کو سورج سے نکلی ہوئی الٹراوائلٹ ریز (Ultraviolet Rays) والی تیز روشنی کو زمین تک پہنچنے نہیں دیتی اور دنیا کے اندر کی گیس کی مقدار کو برقرار رکھتی ہے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں قیامت کے وقت آسمان کے پھٹنے کا ذکر اوزون لیئر میں دراڑ کی طرف اشارہ ہے اور اوزون لیئر میں دراڑ کے بعد سورج کی تیز روشنی زمین پر پہنچ کر ساری چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیگی۔یہاں تک کہ چیزیں جلنے کے بعد جو دھواں نکلتا ہے اس کو بھی جلا دیگی اور بے دھویں کی کالی آگ نظر آئے گی اور گیس جلنے کی وجہ سے آسمان کا رنگ سرخ گلاب کی طرح ہوجائے گا۔

سائنسدانوں نے بھی اسے ثابت کر دیا کہ دنیا کی اندرونی آلودگی کی وجہ سے اوزون لیئر آہستہ آہستہ پھٹ رہی ہے اور دنیا کی حرارت دھیرے دھیرے بڑھ رہی ہے۔

آیت 54/1 سورہ القمر:

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

آیت 75/9 سورہ قیامت:

سورج اور چاند جمع کر دئے جائیں گے۔

اوزون لیئر کے دراڑ کی وجہ سے قیامت کے وقت دنیا کی حرارت اس حد تک بڑھ جائی گی کے اس کا اثر چاند پر بھی پڑے گا اور ردعمل کی وجہ سے چاند ٹکڑوں میں بٹ جائیگا۔

قابل غور باتیں: اس آیت میں قیامت کا ذکر فرما کر پاک پروردگار نے قیامت کے وقت چاند کے حالت کی نشاندہی کی ہے۔ اس آیت کے ساتھ جو کہانی جڑی ہوئی ہے یقینا اس وقت قیامت قریب نہیں تھی اور موجودہ چاند کے شق ہونے کا کوئی ثبوت بھی نہیں ملتا۔ انسان کے قدم چاند پر پہنچ گئے ہیں اور انسان کا تحقیقی علم یہ ثابت کرتا ہے کہ اس آیت کے ساتھ جڑی ہوئی کہانی غیر منطقی اور غیر ثابت شدہ ہے۔

آیت 71/14-18 سورہ نوح:

اور یقینا اس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے۔ (14)
کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان کیسے اوپر تلے بنائے۔ (15)
اور اس نے ان میں چاند کو ایک نور بنایا اور اس نے سورج کو چراغ بنایا۔ (16)
اور اللہ نے تمہیں زمین سے سبزے کی طرح اگایا۔ (17)
پھر وہ تمہیں اس میں لوٹائیگا اور تمہیں دوبارہ نکالے گا۔ (18)

آیت 20/55 سورہ طٰہٰ:

ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے ہم تمہیں

دوسری بار نکالیں گے۔

چاند کی اپنی کوئی روشنی نہیں وہ سورج کی روشنی کے ذریعہ روشن ہے اور قرآن کریم کی اس آیت میں سورج کو چراغ اور اس چراغ کی روشنی سے چاند کے روشن ہونے کی تفصیل بیان کی گئی۔

انسان اس دنیا کے مرکبات سے ہی پیدا ہوتا ہے جس طرح الگ الگ قسم کے پیڑ پودے زمینی جز نکال کر جیتے ہیں اسی طرح انسان بھی بلا واسطہ طور پر زمینی جز کا ہی نتیجہ ہے۔

جس طرح دنیا کی ہر مخلوق کی پیدائش زمینی اجزاء سے ہوتی ہے اسی طرح موت کے بعد ہر مخلوق زمین میں ہی سما جاتی ہے۔ دنیا کے زیادہ تر انسان موت کے بعد جسم کو جلاتے یا دفناتے ہیں دونوں صورتوں میں انسانی جسم کو مٹی ہی ہو جانا ہوتا ہے۔

آیت 21/30 سورہ الانبیا:

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر شئے کو زندہ کیا تو کیا وہ ایمان نہیں لاتے۔

آیت 24/45 سورہ النور:

اور اللہ نے ہر جانور پانی سے پیدا کیا پس ان میں سے کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے اللہ پیدا کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

آیت 1/4 سورہ نساء:

اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور ان دونوں سے پھیلائے بہت سے مرد اور عورتیں اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم آپس میں مانگتے ہو اور خیال رکھو رشتوں کا بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

آیت 11/7 سورہ العراف :

اور البتہ ہم نے تمہیں پیدا کیا اور پھر ہم نے تمہاری شکل وصورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں نہ تھا۔

آیت 80/19,20 سورہ عبس :

اس کو ایک نطفے سے پیدا کیا پھر اسے اندازے پر رکھا (19)

پھر اس کی راہ آسان کردی (20)

پاک پروردگار نے صاف اور سیدھے طور پر انسان کو پانی کی بوند سے پیدا فرمانے کا ذکر کیا اور سائنسدانوں کی تحقیقات بھی یہ ثابت کرتی ہے کہ ساری مخلوق پانی سے پیدا ہوئی ۔قرآن شریف میں آدم اور حوا کو جنت سے اتارنے کا ذکر ہے تو یقینا دنیا میں آنے سے پہلے وہ لوگ جنت میں تھے، تو جنت میں انکا وجود کیا تھا؟ انسانی یا فرشتوں کا! پاک پروردگار کے قانون کے مطابق انسان کا جسمانی وجود جنت کا حق نہیں رکھتا۔ انسان کا جسم دنیا میں ہی بنتا ہے اور دنیا میں ہی فنا ہوجاتا ہے۔اس لئے حضرت آدم اور اماں حوا کا جسمانی وجود دنیا میں ہی قائم ہوا تھا اور ان دونوں کے ملنے سے کائنات کی ساری مخلوق کی پیدائش ہوئی۔

کائنات کی ساری مخلوق کی بنیاد ہے پانی اور یہ پانی دو گیسوں ہائڈروجن اور آکسیجن (Hydrogen, Oxygen) سے ملکر بنتے ہیں اور پاک پروردگار نے ان دو گیسوں کے فرشتوں کو آدم اور حوا کے نام سے جنت سے دنیا میں اتارا تا کہ مخلوق کی پیدائش ہو۔

یہ ناممکن ہے کہ انسان کی کوکھ سے دوسری مخلوق اور دوسری مخلوق کی کوکھ سے انسان پیدا ہو اور یہ اس لئے کہ ہر مخلوق کا Genetic Character مختلف ہوتا ہے اور افزائش کے لئے عضویاتی تبدیلیاں بھی مختلف ہیں۔

بنیادی طور پر ہر مخلوق پانی سے ہی پیدا ہوئی ہے۔لاکھوں کروڑوسالوں کے ردوبدل، موسم کے تغیر اور قدرتی گردش کے دوران ہر مخلوق کے خدوخال اور بناوٹ مختلف جغرافیائی حالت کے تحت ہوتی ہے۔تو اس لحاظ سے یقینا آدم اور اما حوا کا جسمانی وجود انسانی نہیں تھا۔

دنیا میں سب سے پہلے ایک خلیہ والی جان وجود میں آئی اور اس کی بنیاد ہے پانی ۔جس طرح اینٹ پر اینٹ جمکر عمارت کی شکل اختیار کرتی ہے اسی طرح ایک کے ساتھ ایک خلیہ مل کر مخلوق کی شکل اختیار کرتی ہے اور اس ردِ عمل کے دوران مختلف جغرافیائی حالت کے تحت الگ الگ قسم کی مخلوق وجود میں آئی۔

ایک خلیہ والی جان مائکرواسکوپ سے دیکھی جاسکتی ہے۔وہی ایک خلیہ والی جان کو مختلف مراحل سے گذار کر مخلوق کی شکل وجود میں آئی اور اسی بدلاؤ کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

مثال کے طور پر جس طرح انسان کی لمبائی چھوٹی ہوتی جارہی ہے اور عمر بھی دن بدن کم ہوتی جارہی ہے بدلاؤ کے دوران انسان کا سر بڑا اور جسم چھوٹا ہوتا جارہا ہے۔

آیت 15/26 سورہ الحجر:

اور تحقیق ہم نے انسانوں کو پیدا کیا ایک کھنکھناتے ہوئے سیاہ سڑے ہوئے بودار گارے سے۔

آیت 22/5 سورہ الحجز:

اے لوگوں اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہوتو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی تا کہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہی ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ

پھر اس لئے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مرجاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اگالائی۔

آیت 40/67 سورہ المومن:

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو پھر اسلئے کے بوڑھے ہو اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھالیا جاتا ہے اور اس لئے کہ تم ایک مقررہ وعدہ تک پہنچو اور اس لئے کہ سمجھو۔

ان آیتوں میں پاک پروردگار نے انسانوں کو کھنکھناتی مٹی، پانی کی بوند، خون کی پھٹک، اور بودار گارے سے بنانے کا ذکر فرمایا۔ آج کی سائنس نے انسانوں کے جسم میں کیلشیم، فاسفورس، پوٹاشیم، آئرن اور بھی بہت سارے عنصر (Elements) کا پتہ لگایا ہے اور یہ سارے عناصر (Elements) مٹی میں کھنکھناتی (سوکھی) حالت میں ملتے ہیں اور خوراک کے ذریعہ انسان کے جسم میں پہنچتے ہیں۔ انسان کے جسم کا تقریباً ایک تہائی حصہ پانی سے بھرا ہوا ہے وہ پانی خون اور خلیہ میں زیادہ تر موجود ہوتا ہے اسکے ساتھ کچھ عناصر بھی پانی کے حصے میں موجود ہیں۔ سیل کے اندر سائیٹو پلازم (Cytoplasm) نیوکلیو پلازم (Nucleoplasm) کی شکل میں پانی کے حصے موجود ہیں ویسے ہی خون کے اندر کیلشیم، فاسفورس، میگنیشیم، یوریا، آئرن اور بھی کچھ عناصر الگ الگ

مقدار میں موجود ہیں اور باقی ہڈیاں اور جسم کا جو سخت حصہ ہے وہ بھی ان سارے Elements سے ہی بنتے ہیں اور یہ سارے Elements اگر مٹی سے نکالیں جائیں تو ان میں بو ملتی ہے (صرف آئرن چھوڑ کر) یہ ساری باتیں جیسے کھنکھناتی مٹی، پانی کی بوند، بودار گارا جو پاک پروردگار نے قرآن شریف میں بیان فرمایا وہ سائنس کی باتیں ہیں کہانیوں کا ڈھیر نہیں ان ساری باتوں کا سائنٹیفک مطلب ہے۔

موت کے بعد کے حالات

انسان کے پاس موت کے بعد کے حالات کے بارے میں کوئی بھی تحقیقی جانکاری نہیں ہے صرف کتابوں کے ذریعہ ہی موت کے بعد کے حالات کی جانکاری ملتی ہے اور اس دریافت کو کتاب کے ذریعہ انسانوں تک پہنچانے کا مقصد ہے تا حیات انسان کو نیکی کے راستے پر چلانا۔

ہر مذہبی کتابوں میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ جنت کی رغبت دیکر اور دوزخ کے عذاب کا خوف دلاکر پاک پروردگار نے انسانوں کو نیک راستے پر چلنے کی ترغیب دی اور اسے چننے کا اختیار پاک پروردگار نے انسانوں کو ہی بخشا۔

مذہبی کتابوں کے مطابق دنیاوی زندگی میں انسان کے نیک اعمال اسے جنت نصیب فرماتے ہیں اس بات کا کوئی ثبوت تو نہیں ہے لیکن اس بات پر بغیر ثبوت کے ایمان لانا ہی انسانی سماج کے لئے بہتر ہے پاک پروردگار کا انسان کیلئے بنایا ہوا ہر قانون ایک ہی مقصد پر ختم ہوتا ہے اور وہ ہے انسان کے نیک اعمال اور اس کی بدولت سکون والی زندگی۔

موت کے بعد کے حالات کی تحقیق لاحاصل ہے۔ دینی طور پر اگر دیکھا جائے تو پاک پروردگار نے اپنے تھوڑے سے راز ہی انسانوں کو نصیب فرمائے اس لحاظ سے موت کے بعد

کے حالات کے بارے میں مذہبی کتابوں میں الگ الگ قسم کے مضمون ملتے ہیں۔

یہاں اس بات کو بتانا ضروری ہے کہ موت کے بعد جسم کا کوئی وجود نہیں رہتا چاہے اسے جلائیں یا دفنائیں۔مٹی کا بنا ہوا جسم مٹی میں سما جاتا ہے اور آتما(روح) جس کی موت نہیں ہوتی وہی جنت یا جہنم کی حقدار ہے۔

سائنس کی تحقیق انسانی جسم کے ساتھ ساتھ انسان کے تمام وجود کے خاتمے کی حمایت کرتی ہے۔ بحر حال موت کے بعد کے حالات کے بارے میں الگ الگ قسم کے خیالات دنیا میں موجود ہونے کی وجہ سے انسان کے سامنے موت کے بعد کے حالات کا کوئی پختہ ثبوت نہیں ہے اور دینی طور سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں پاک پروردگار نے الگ الگ خیالات دنیا میں مقرر کر کے انسان کو اپنے راز سے محروم رکھا اور یہ پیغام بھیجا کے دنیاوی زندگی کے نیک اعمال ہی اس کا نصب العین ہیں۔

☆☆☆

قابل غور

قابل غور-1

آیت 7/3 سورہ العمران:

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہے اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کے متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تم پر ایمان لا چکے یہ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔

آیت 39/23 سورہ الزمر:

اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اسے جسے چاہے اور جسے

اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

قرآن کریم کی آیت نمبر 3/7 میں پاک پروردگار نے صاف طور پر فرمایا کہ ”واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ“ اس سلسلے میں قرآن کریم کی صاف اور اصل آیتیں انسانی حقوق اور انسانیت کے فائدے کے لئے نازل کی گئیں اس آیت میں کچھ آیتوں کو مشتبہ یعنی شک وشبہ والی قرار دیا گیا اور اس کی خاص مخصوص وجوہات ہیں مثلاً (ا) پاک پروردگار نے شیطان سے وعدہ فرمایا کہ قیامت تک اس کو اپنے منکروں پر غلبہ دینے کا اور اس وجہ سے قرآن کریم کی بہت ساری آیتیں جن کا مطلب پہیلیوں کے طور پر پیش کیا گیا۔ مثال کے طور پر ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لئے آگے بھیجو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کے تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والے کو خوشخبری سنادیجئے“۔

اس آیت (2/223) میں صرف عورت کہہ کر گھر کی ساری عورتوں کی حفاظت کا حکم فرمایا جس طرح کھیتی کی حفاظت کرنے سے اچھی فصل ملتی ہے اسی طرح گھر کی عورتوں کی اچھی حفاظت نیک اور اچھی نسل کی بنیاد ہے۔ عربی زبان میں ”نساء“ کا مطلب ”عورت“ ہے اور عورت سے مراد ماں، بہن، بیوی اور بیٹی جو ایک مرد کی پناہ میں رہتی ہے۔ اگر اس آیت کو شیطانی پہلو سے تولا جائے تو یقیناً اس آیت میں عورت سے مراد ہے بیوی اور اسے جس طرح سے چاہیں استعمال کی اجازت ہے۔ کیا کوئی نیک عورت اپنے آپ کو بے عزتی یا گندے طریقے سے استعمال ہونے پر خوشی محسوس کرے گی؟ یہ سوال کسی عورت یا باپ یا کسی بھائی سے کر کے دیکھیں؟ کیا وہ لوگ اپنی بیٹی، بہن یا ماں کو چیزوں کی طرح گندے اور بے عزت طریقے سے استعمال ہوتے ہوئے برداشت کر سکتے ہیں؟ اور سب سے بنیادی بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں کی جو تصدیق پاک پروردگار کے قانون کے خلاف ہے اسے انسانوں نے خود بخود منسوخ کر دیا۔ پھر سوال یہ ہوتا ہے کہ پاک پروردگار نے آیتوں کو سیدھے طور پر پیش نہ کر کے پہیلیوں کے طور پر کیوں چھوڑ دیا؟

انسان کو پاک پروردگار نے اعلیٰ اور عمدہ قسم کا ذہن عطا فرمایا جو تمام مخلوقات میں اعلیٰ ہے اور اسکے لئے ہر طرح کی سہولت بخشی۔ انسان کے سامنے نیکی اور بدی کو رکھ کر ایک طرف انسان کو ویران اور یکساں زندگی سے نجات دی اور دوسری طرف نیکی اور بدی کے فیصلے کے لئے ذہن عطا فرمایا اور قرآن کریم میں بار بار تاکید فرمائی کہ ”عقل مندوں کے لئے آیتوں کی گہرائی سمجھنا آسان ہے۔“

نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے،
نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔
نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

گندے ذہن والا انسان آیتوں کی غلط تصدیق کر کے آپس میں فتنے فساد کی بنیاد ڈالتے ہیں۔

☆☆☆

قابل غور-2

آیت 5/51,82 سورہ المائدہ:

اے ایمان والوں یہود و نصارا کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا......(51)

آیت:

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصارا ہیں یہ اسلئے کے ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ

غرور نہیں کرتے ((82۔

دونوں آیتوں میں نصرانیوں کو کبھی دوست اور کبھی دشمن کے طور پر پیش کیا گیا ، پاک پروردگار نے ان دونوں آیتوں کے ذریعہ خفیہ پیغام دیا ہے اور وہ ہے:

(۱) کسی بھی قوم کے غلط اور گنہگار انسانوں سے دوستی نہ کرو۔(۲) عالم، درویش کسی بھی قوم کے کیوں نہ ہوں ان کو دوستی کی حیثیت دینی چاہیے۔

پہلی آیت میں یہودی اور نصرانی کو ایک دوسرے کا دوست بتایا گیا اور دوسری آیت میں مسلمانوں کی دوستی میں نصرانیوں کو دوست بتایا گیا۔تو دوست کے دوست، یا دوست کے دشمن کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے اور دوستی پاک پروردگار کی پسندیدہ چیزوں میں سے ایک چیز ہے۔اچھے خیالات والے، انسانیت اور بھائی چارگی والے ذہن کے لوگ، عالم اور مکمل ایمان والے تمام انسان ایک دوسرے کے دوست ہیں اور یہی موجودہ دنیا کا اصول ہے اور اس اصول کو دنیا کے زیادہ تر انسانوں نے اختیار کیا۔

اعمال کی بنیاد پر دوست اور دشمن کا فیصلہ انسان خود بخود کر لیتا ہے۔

آیتوں کی غلط تصدیق انسانوں کے درمیان نفرت کی بنیاد پیدا کرتی ہے۔ پاک پروردگار کے رحم وکرم سے مجھے آیتوں کا مطلب نصیب ہوا۔میں چاہوں گا ہر ذہن والے انسان جسے پاک پروردگار نے سوچ اور سمجھ عطا فرمائی وہ موجودہ سماج ، انسانیت اور آیتوں کی روشنی میں میرے خیالات کا فیصلہ کریں۔

☆☆☆

قابل غور-3

آیت 19/2 سورہ البقر:

حق الہی

یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کے اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک
اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے
اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اس آیت میں ''آسمان سے اترتا پانی'' کا مطلب پاک پروردگار کی تمام قدرتی کرشمات جو انسان کے فائدے کے لئے دنیا میں مقرر کی گئیں اس میں خاص طور پر پاک پروردگار کی ہدایت جو کتاب کی شکل میں دنیامیں موجود ہے اس میں کچھ غیب (اندھیریاں) ہیں کچھ ڈر(گرج) بتانے والی باتیں اور کچھ ایسی ہدایت (چمک) جو انسان کو سکون بخشنے اور گنہگار انسان پاک پروردگار کی روشن ہدایت کو نہ ماننے کے سبب ان کے عذاب کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ڈال رکھی ہیں اور پاک پروردگار اپنے نافرمانوں کو بدسکونی کی زندگی دیکر اپنے عذاب کے دائرے میں گھیرے ہوئے ہے۔اس آیت میں بارش کے ساتھ پروردگار کے رحمت کا موازنہ کیا گیا ہے۔

☆☆☆

قابل غور-4

آیت 28/2 سورہ البقر:

بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہوگے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔

(دوہرے بیان والی آیت)

تم کیوں خدا کے حکم کی تعمیل نہیں کروگے حالانکہ تمہارا ذہن مردہ تھا اس نے تمہارے ذہن

کو روشن کیا پھر تمہاری موت آئے گی پھر تمہیں تکلیفیں اور بدسکونی دیگا، تمہارے گناہوں کے سبب تکلیفوں سے نجات پانے کیلیئے آخر کار پاک پروردگار کی راہ اختیار کرنی ہوگی اسی میں نجات ہے۔

☆☆☆

قابل غور-5

آیت 34/2 سورہ البقر:

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا
سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

سارے فرشتوں نے پاک پروردگار کے حکم کے مطابق انسان کو سجدہ کیا کیوں کہ انسان کے اندر پاک پروردگار کی روح موجود تھی۔ فرشتے ابلیس نے مغروریت میں اندھے ہو کر پاک پروردگار کی نافرمانی کرتے ہوئے انسان کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور اس لئے اسے کافر کا درجہ حاصل ہوا۔

خلاصہ: اس آیت کے مطابق کافروں کی دو اہم صفت (۱) مغروریت (۲) پاک پروردگار کے حکم کی نافرمانی۔

☆☆☆

قابل غور- 6

آیت 35,36,37/2 سورہ البقر:

حق الٰھی

اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے تو شیطان نے اس سے انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے پھر سیکھ لیئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

(۱) جنت میں شیطان کی موجودگی (۲) جنت سے انسان کو دنیا میں اتارا گیا (۳) جنت کی مٹی سے انسان پیدا ہوا۔

اس آیت کے موجودہ ترجمہ کے مطابق بہت سارے سوال کھڑے ہو سکتے ہیں اور ان میں خاص سوال یہ ہے:

جنت میں بھی ایسا پیڑ ہے جس میں شیطان موجود ہے تو کیا شیطان جنتی ہے؟ پاک پروردگار کی نافرمانی اور مغروریت کی وجہ سے شیطان کو جنت سے نکال دیا تھا تو جنت میں شیطان کا وجود (پیڑ) کہاں سے آیا؟

اس پیڑ کے بارے میں مختلف بیانوں میں کہیں گندم، کہیں سیب کا ذکر آتا ہے لیکن قرآن کریم کی آیتوں میں اسے صرف پیڑ سے مخاطب کیا گیا ہے۔

اس آیت میں ''آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن'' کہا گیا! تو اس میں کون کس کا دشمن؟

آیت کے مطابق حضرت آدم نے پاک پروردگار سے کچھ کلمے سیکھے وہ کیا ہیں؟

سوالوں کے مطابق موجودہ ترجمہ اندھی عقیدت کی بنیاد پر ٹکا ہوا ہے لیکن اسلام اور رسول پاکؐ کے اصولوں کے مطابق اندھی عقیدت شرک میں شمار ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت آدم

علیہ السلام اور اماں حوا کو سیدھی طرح سے جنت میں رہنے والے فرشتوں کا درجہ دیا گیا۔ انسان کی پیدائش کے بارے میں قرآن شریف کی آیتوں اور سائنسی تحقیقات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسانی جسم دنیا میں ہی وجود میں آیا اور اس کی شروعات ہے پانی یعنی H_2O۔

تقریباً 108000 سال پہلے سورج سے نکلی ہوئی دنیا ٹھنڈی ہونے کے بعد پانی وجود میں آیا اور پانی سے ہی دنیا کی قدیم ایک خلیہ والی جان بنی اور سالوں بعد یہی جان بہت سارے خلئے مل کر مخلوق کی شکل اختیار کی۔ ہائیڈروجن (H) اور آکسیجن (O) یہ دونوں گیسیں 2:1 کے تناسب سے ملکر پانی بنا اور یہی پانی ہے مخلوق کی بنیاد۔ اس لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ ہائیڈروجن اور آکسیجن دونوں ہی جنت کے فرشتے تھے اور دنیاوی نام آدم اور حوا سے منسوب کئے گئے۔ جنت میں انسانی فرشتے یعنی آدم اور حوا کے ساتھ ساتھ شیطانی فرشتے ابلیس کی روح کو بھی مقرر فرمایا اور اسے پاک پروردگار نے انسانوں کو سمجھانے کیلئے ''پیڑ کو'' بطور علامت پیش فرمایا اور انسانی روح کے فرشتوں کے ساتھ شیطانی روح کے فرشتے کو بھی جنت سے دنیا میں اتارا گیا اور اسلئے ہر انسان کے اندر ہی شیطان کے وجود کی بنیاد ہے اور قیامت کے وقت انسانی وجود کے ساتھ ساتھ شیطانی وجود کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

نوٹ: صرف انسانی روح کی پیدائش جنت میں ہوئی اور انسانی جسم کا وجود دنیا کی مٹی سے قائم ہوا۔ کرداری طور پر آکسیجن اور ہائیڈروجن بالکل ایک دوسرے کے برعکس ہیں اور اسی لحاظ سے قرآن مجید کی اس آیت میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن کہا گیا۔ صرف جب دونوں ملتے ہیں تب ''پانی کی بوند'' کا وجود ہوتا ہے۔

اس آیت میں کچھ کلمے سیکھنے سے مراد:

موجودہ خیالات کے مطابق آدم علیہ السلام کو رسول پاک حضرت محمدؐ کے وسیلے سے معافی ہوئی۔ یہ روایت پوری طرح قرآن کے خلاف بے بنیاد اور غیر منطقی ہے اور پاک پروردگار کے

بتلائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہے۔ مذہبی کتابوں کے مطابق ہر جان کو اپنے کئے کی سزا وجزا خود بھگتنی پڑتی ہے۔ تمام رسولوں نے براہ راست پاک پروردگار اور ان کی ہدایت کو ہی وسیلہ مانا اس لحاظ سے انسان کے لئے نیکی سکھانے والا رسول ہوتا ہے اور وہ نیکی کا سبق رسولوں کو پاک پروردگار کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔ اس طرح پاک پروردگار کی طرف سے کچھ نیکی کے راستے انسان کے ذہن میں ڈالے گئے تا کہ انسان کو سکون نصیب ہو اور اس راہ کے کچھ طریقات کے کلموں کا ذکر اس آیت میں کیا گیا۔ غور فرمائیں، انسانوں کی سزا وجزا کا فیصلہ انسانوں کے اعمال پر ہی منحصر ہوتا ہے اور یہ قانون منہ زبانی کچھ کلمے پڑھ لینے سے بدل نہیں جاتا۔

اس سلسلے کی سورہ البقر کی دوسری آیت جس میں یہ کہا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے رب سے کچھ کلمے سیکھ لئے عرش الٰہی پر کلمے کے ذریعہ معافی قبول ہونے کی روایت اس آیت سے پوری طرح غلط ثابت ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سیدھے طور پر کچھ کلمے سیکھے، کلموں سے مراد انسان کے جینے کے کچھ اہم طریقات جو انسان کو (جسمانی و روحانی) سکھ اور چین کی زندگی بخشتے ہیں۔

☆☆☆

قابل غور-7

آیت 60/2 سورہ البقر:

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی (ہدایت) مانگی تو ہم نے فرمایا اس پتھر (مردہ سماج) پر اپنا عصا (روشن ہدایت) مارو فوراً اس میں سے بارہ چشمے (ماننے والے) بہہ نکلے ہر گروہ (انسان) نے اپنا گھاٹ (مقصد) پہچان لیا کھاؤ اور پیو (لو اللہ کی ہدایت) خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو۔

حضرت موسیٰ نے پاک پروردگار سے راہ نجات (پانی) چاہی تو پاک پروردگار نے انہیں گناہ اور ظلم سے لت پت سماج (پتھر) پر اپنی ہدایت (عصا) کے ذریعہ گناہوں کے خلاف جہاد کا حکم فرمایا۔ انسان کے سامنے حق آنے پر اس زمانے اور اس جگہ کا انسان بارہ قسم کے خیالوں (چشمے) میں بٹ گئے اور ہر کوئی حق کو پہچانتے ہوئے شرک چھوڑ کر ایک پاک پروردگار کے وجود کو پہچانا۔

قابل غور-8

آیت 63/2 سورہ البقر:

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور کو اونچا کیا تو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضمون یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیز گاری ملے۔

اس آیت میں پاک پروردگار نے فرمایا:

جب وہ تم (انسان) سے عہد لیتے (کتاب کے ذریعہ) ہیں اور تم پر طور (پہاڑ جیسا شیطان) کو اونچا کیا اور جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے اور اس کے مضمون کو یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیز گاری ملے (پہاڑ کی طرح مضبوط اور بڑے شیطان سے بچنے کے لئے اللہ کی دی ہوئی روشن ہدایت جو کہ کتابوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچی اس پر مضبوطی سے عمل کر کے شیطان سے بچ سکتے ہیں۔

اس آیت میں پہاڑ کی اونچائی اور بڑائی کا موازنہ شیطانی طاقت سے کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کا طریقہ بھی انسانوں کو بتایا گیا۔

☆☆☆

قابل غور-9

آیت 124/2 سورہ البقر:

اور جب ابراہیم کو اسکے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔ فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی آل اولاد ظلم کی حد پار کر چکے تھے پاک پروردگار نے حضرت ابراہیم کی دعاء خارج کرتے ہوئے ان کی آل اولاد کو نبوت سے محروم رکھا اس کے بعد رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ایک کنول کی طرح ایک انہونی قدرت تھی اور یہ ابراہیم کی آل اولاد کے لئے ایک موقع تھا پھر بھی تاریخ گواہ ہے کہ اس موقعے کو نکارتے ہوئے اور شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی نسل رسول پاک کے نام پر انسانیت پر ظلم اٹھاتی گئی اور وہ آج تک جاری ہے اور جو بالکل رسول پاکؐ کے خیالات اور اصولوں کے خلاف ہے اور اس سلسلے میں قرآن کریم کی ایک آیت بڑی ہی صحیح ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔

☆☆☆

قابل غور-10

آیت 22/52,53 سورہ الحج:

اورہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نبی مگر جب اس نے آرزو کی تو شیطان نے اس کے آرزو میں وسوسہ ڈالا پس شیطان جوڑالتا ہے اللہ مٹادیتا ہے۔پھراللہ اپنے آیات کو مضبوط کردیتا ہے اوراللہ جاننے والاحکمت والا ہے۔تا کہ اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کوفتنہ کردے ان کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اورجن کے دل سخت ہیں اور بے شک ظالم البتہ سخت ضد میں ہیں۔

قرآن کریم کی ہدایت دنیا کے تمام انسانوں کیلئے ہے اور یہ کوئی خاص امتی کے لئے نہیں اس حساب سے جو حکم پاک پروردگار کا نہیں ہے پاک پروردگار اسے تمام دنیا میں انسانوں کے بیچ اس قانون کو لاگو کر کے دکھادیتے ہیں کہ کون سے خیالات پاک پروردگار کے ہیں اورکون سے خیالات شیطانی۔مثال کے طوپر: قرآن کریم کی ایک آیت میں پاک پروردگار نے فرمایا'' کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو'' اس آیت کوغلط طریقے سے پیش کرنے پر کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ قرآن شریف کے فرمانبردار کہلوانے والے لوگوں کے علاوہ باقی تمام لوگوں کو کافر کا درجہ دیا گیا۔حقیقت میں واقعی جوقرآن کریم کا فرمانبردار ہوگا وہ کبھی بھی دوسرے امتی کے نیک لوگوں کو کافر کا درجہ نہیں بخشے گا جس کی مثال رسول پاکؐ کی زندگی سے ملتی ہے۔انہوں نے مکہ اور مدینہ میں بسے ہوئے یہودی،نصرانی اور ستارہ پرستوں کے اچھے لوگوں کو کبھی بھی کافر نہیں کہا اور نہ ان پر ظلم کیا۔قرآن کریم کی آیت'' کافروں کے قتل کا حکم'' صرف گنہگاروں کا قتل ہی ہے اوراس کی شروعات ہوتی ہے پاک پروردگار کی حکم کو نہ ماننے ولے لوگوں کے''خیالات کو قتل کرنا'' (مزید تفصیل کا فروالے عنوان میں ملے گی)

☆☆☆

قابل غور-11

آیت 2/187 سورہ البقر:

تمہارے لئے جائز کردیا گیا روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے پردہ ہونا وہ تمہارے لباس ہیں اورتم ان کے لباس ہو۔اللہ نے جان لیا کہ تم اپنے تئیں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم کو معاف کردیا اورتم سے درگذر کی پس اب ان سے ملو اور جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ واضح ہوجائے تمہارے لئے فجر کی سفید دھاری سے سیاہ دھاری پھرتم رات تک روزہ پورا کرو اوران سے نہ ملو جب تم اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں یہ اللہ کی حدیں ہیں پس ان کے قریب نہ جاؤ اس طرح واضح کرتا ہے اللہ لوگوں کے لئے اپنے حکم تا کہ وہ پرہیزگار ہوجائیں۔

اس آیت میں پاک پروردگار نے مرد عورت کوایک دوسرے کا لباس کہہ کر مرد اور عورت دونوں کے حقوق سماج میں برابر رکھے۔

☆☆☆

قابل غور-12

آیت 2/196 سورہ البقر:

اورحج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگرتم روکے جاؤ توقربانی بھیجو جو

میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلہ دے روزے یا خیرات یا قربانی پھر جب تم اطمینان سے ہو تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے اس پر قربانی ہے جیسے میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ یہ پورے دس ہوئے یہ حکم اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کی اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حج اور عمرہ ایک نشانی ہے قربانی کی اور قربانی اس حد تک ہونی چاہئے جہاں پر انسان اپنے آپ کو پاک پروردگار کی راہ میں قربان کردے کیونکہ ایک انسان کو سب سے زیادہ چاہت اور محبت اپنے آپ سے ہی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ذہنی طور پر نیکی، پرہیزگاری، مخلوق کے لئے محبت اور پاک پروردگار کی راہ پر انسان اپنے آپ کو جب تک قربان نہ کردے تب تک اس کے طواف جو پاک پروردگار کو گھیر کر بنتے ہیں وہ پورے نہیں ہوتے اور یہ پوری طرح سے انسان کے اعمال اور کردار پر منحصر ہے۔ سر منڈوانے سے پاک پروردگار کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا لیکن انسان کو ذہنی اور جسمانی طور پر فائدہ ضرور پہنچتا ہے۔ سر منڈوانا ایک رسم ہے جو انسان کو حج کے دوران قربانی کی بندش میں باندھ دیتی ہے اس رسم کا مقصد صرف قربانی ہے جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اس سلسلے میں میں قربانی کی کچھ مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہندستان کے ایک راجہ جن کا نام تھا ہرش وردھن جس نے کسی خاص دن میں اپنی تمام ریاست کی کمائی یہاں تک کے اپنے بدن کے کپڑے تک بانٹ دیتے تھے اور سال بھر محنت کی کمائی سے دولت اکٹھا کرتے تھے پھر اسے بھی بانٹ دیتے تھے۔

راج گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود بھی گوتم بدھ نے اپنی ساری ریاست چھوڑ کر

اپنے آپ کو انسانیت کی راہ میں قربان کر دیا تھا۔ قربانی کی اور بھی مثالیں رسول پاکؐ کی زندگی سے بھی ملتی ہیں۔

☆☆☆

قابل غور-13

آیت2/213سورہ البقر:

لوگ ایک امت تھے پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تا کہ فیصلہ کرے لوگوں کے درمیان جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور جنہیں کتاب دی گئی تھی انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد جب ان کے واضح احکام آ گئے آپس کی ضد کی وجہ سے پس اللہ نے ان لوگوں کو ہدایت دی جو ایمان لائے اس سچی بات پر جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا اپنے اذن سے اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔

انسانوں کے درمیان تمام اختلافوں کو دور کرنے کے لئے نسل در نسل پاک پروردگار نے نبیوں کے ذریعہ ایک ہی پیغام بار بار دنیا میں پہنچایا تا کہ انسان نیکی اور بدی کی پہچان کر سکے لیکن تمام انبیاء کے ذریعہ ایک ہی دین بھیجنے کے باوجود انسانوں کے درمیان اختلافات اور خاص کر کے نبیوں اور ان کے کردار کو لیکر اختلافات ابھی بھی دنیا میں برقرار ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ناسمجھ انسان یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتا کہ تمام نبی اور ان کی کتابوں میں کیا فرق ہے اور وہ کس بنیاد پر ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔

حقیقتاً پاک پروردگار نے انسانوں کے درمیان کی نفرت کو دیکھتے ہوئے بار بار نبیوں کے ذریعہ اپنا پیغام بھیج کر انسان کو اپنا دین یاد دلایا پھر بھی انسان اس دین کو لیکر آپس میں ہی

ٹکڑوں میں بٹ گئے۔تاریخ گواہ ہے کہ ہر نبی کی وفات کے بعد انہی کے ماننے والوں نے حقیقت کو توڑ مروڑ کر پاک پروردگار کے دین کو بگاڑنے کی کوشش کی! پاک پروردگار کے دین کو تو بگاڑ نہیں سکے البتہ آپس میں ٹوٹ کر چور چور ہو گئے۔نتیجتاً نفرت، بدسکونی اور فساد کی زندگی حاصل کی۔

قرآن کریم کی اس آیت میں پاک پروردگار نے صاف طور پر انسانوں کی اس فطرت کو بیان فرمایا اور یقیناً یہ کتاب (قرآن شریف) تمام نفرتوں اور اختلافوں کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔اس کتاب (قرآن کریم) کے مطابق دنیا میں صرف دو ہی گروہ کا ذکر ہے۔(۱) نیک پرہیزگار اور اچھے انسان۔(۲) دوسرے بدکار اور گنہگار انسان۔

اتنی صاف اور ستھری ہدایت ہونے کے باوجود بھی قرآن شریف کے رکھوالوں اور فرمانبرداری کرنے والے لوگوں نے پاک پروردگار کی فرمانبرداری کا ڈھونگ رچاتے ہوئے خود ہی فرقوں میں بٹ گئے۔تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ صرف خلافت کی لڑائی میں لاکھوں بے گناہ انسانوں کا قتل عام کیا گیا۔کبھی ساس نے داماد کے خلاف جنگ کی اور کبھی دوست نے دوست پر حملہ کیا اور کبھی بھائی نے بھائی کو قتل کیا۔میرے ذہن میں ایک ہی سوال بار بار گونجتا ہے کہ اگر خیالات ایک ہیں اور پاک پروردگار کا حکم ایک ہے تو آپس میں یہ فساد کیوں؟۔

نہ ماننے والوں کے لئے اپنے خیالات کے علاوہ کسی کے خیالات کی سچائی نظر نہیں آتی، چاہے اس میں حق کی گہرائی کتنی ہی گہری کیوں نہ ہو۔

☆☆☆

قابل غور-14

آیت 2/226,227,228سورہ البقر:

ان لوگوں کے لئے جو اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھاتے ہیں انتظار کرنا ہے چار مہینے پھر اگر وہ رجوع کرلیں تو بے شک اللہ بخشنے والا ہے((226

اگر انہوں نے طلاق کا ارادہ کرلیا تو بے شک اللہ خوب سننے والا ہے((227

طلاق یافتہ عورتیں اپنے تئیں انتظار کریں تین حیض تک اور ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا اگر وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہیں اور انکے خاوند ان کی واپسی کے زیادہ حقدار ہیں اس میں اگر وہ بہتری کرنا چاہیں اور عورتوں کے لئے حق ہے جیسے عورتوں پر مردوں کا حق ہے دستور کے مطابق اور مردوں کا ان پر ایک درجہ ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔((228

مردوں کو جسمانی طور پر عورتوں پر فضیلت دی اور باقی ہر عمل میں عورت اور مرد کا حصہ برابر رکھا گیا۔طلاق کے معاملے میں بھی پاک پروردگار نے عورت کو اتنا ہی حق دیا ہے جتنا کے مرد کو۔مرد اگر کسی بنیاد پر بیوی کو طلاق دے سکتا ہے تو عورت کو بھی اتنا ہی حق ہی کہ وہ مرد سے خلع لے سکتی ہے تا کہ ناجائز کسی کی طرف سے بھی نہ ہو۔دونوں فریق میں سے کوئی ایک دوسرے سے خوش نہیں ہے تو رضامندی سے الگ ہونے کی اجازت ہے۔

☆☆☆

قابل غور-15

آیت 2/238سورہ البقر:

نگہبانی کروسب نمازوں کی بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے

لئے باادب کھڑے رہا کرو۔

اس آیت کا گہرا مطلب انسان کی زندگی سے ہے۔انسان کی پوری زندگی ایک نماز ہے اور اس زندگی میں پاک پروردگار کے پورے حکموں کو اپنا کر گردن جھکانا ہی نماز ہے۔اس لحاظ سے انسانی زندگی کو تین حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔بچپن، جوانی، بڑھاپا۔انسانی زندگی میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وہ جوانی کے وقت گناہ میں زیادہ ملوث ہوتا ہے اور اس لحاظ سے پاک پروردگار نے ''درمیان والی نماز'' کا خصوصاً ذکر فرما کر انسان کو جوانی کے وقت پر بھی اپنے ایمان پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی اور یہی ہے ''درمیان والی نماز''۔

☆☆☆

قابل غور-16

آیت2/285سورہ البقر:

رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

اس آیت میں پاک پروردگار نے فرمایا کہ رسول بھی اور مومن بھی ہر اس حکم پر سچے دل سے یقین وایمان رکھتے ہیں جو ان کی طرف ان کے پروردگار نے وقتاً فوقتاً کتابیں اور رسول بھیجے وہ ان میں کسی میں فرق نہیں رکھتے اور فرشتوں پر بھی ان کا ایمان ہے، یہی لوگ مومن ہیں جو

پاک پروردگار کے بھیجے ہوئے حق کو پہچانتے ہیں اور جو لوگ رسولوں اور کتابوں میں فرق رکھتے ہیں وہی لوگ کفریت کا عذاب جھیلتے ہیں۔سارے دین پاک پروردگار کے ہی ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کے فرق اور نفرت کی گنجائش نہیں۔

اس آیت کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے گیتا اور قرآن کی چند آیتیں پیش خدمت ہے۔

گیتا شلوک6,7,9/ادھیائے4:

حالانکہ میں اجنما ہوں میری روحانی صورت کبھی نہیں بگڑتی اور میں تمام جانداروں کا مالک ہوں اور میں ہر ایک یگ میں اپنی اصلی روحانی صورت میں اوتار لیتا ہوں((6

جب کبھی اور جہاں کہیں بھی دھرم کی کمی ہوتی ہے اور ادھرم میں اضافہ ہوتا ہے اس وقت میں جنم لیتا ہوں ایمان والوں کی حفاظت کرنے گناہ گاروں کا خاتمہ کرنے اور دھرم کے اصولوں کو پھر سے قائم کرنے کے لئے میں ہر یگ میں اوتار لیتا ہوں((7

میرے اوتار اور میرے کرم دیویا (روحانی) ہیں اس طرح جو اس حقیقت کو جان لیتا ہے وہ جسم چھوڑنے پر دوبارہ اس سنسار میں جنم نہیں لیتا بلکہ وہ میرے پرم دھام کو پالیتا ہے۔((9

آیت4/150,151/سورہ نساء:

بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اور اس کے رسولوں کا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولوں کے درمیان فرق نکالیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور وہ چاہتے ہیں کہ اسکے درمیان نکالے ایک راہ((150

یہی لوگ اصل کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے((151

☆☆☆

قابل غور-17

آیت 19/3 ، سورہ العمران:

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور جنہیں کتاب دی گئیں انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد جبکہ ان کے پاس آ گیا علم آپس کی ضد سے اور جو اللہ کی آیات کا انکار کرے تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

پاک پروردگار کے حکموں کے آگے گردن جھکانا اور اسے پوری طرح سے اپنانا (یعنی اسلام) ہی تمام مخلوقات کا دین ہونا چاہئے کیونکہ انسان کے فائدے کیلئے ہی پاک پروردگار نے نسل در نسل رسولوں کے ذریعہ اپنے حکموں کے آگے گردن جھکا کر اسے پوری طرح اپنانے کا مشورہ بخشا پھر بھی انسانوں نے ان کے مشورے کو ٹھکرا کر اپنے ہاتھوں اپنا اور سماج کا سکون برباد کرتے ہیں اور آپس میں رسولوں اور کتابوں کو لیکر پھوٹ ڈالتے ہیں۔

قابل غور-18

آیت 10/3 ، سورہ العمران:

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر

اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔

تمام انسانوں میں نیک (پرہیزگار) امن چاہنے والے لوگ ایک امتی (گروہ) ہیں اور یہی گروہ سب گروہوں پر افضل ہے۔

اس آیت میں پاک پروردگار نے اہل کتاب والوں میں بھی ایمان والوں کا ذکر کیا۔ موجودہ دنیا میں جتنے امتی ہیں سبھوں کے پاس کتاب ہے اور ہر امتی میں اچھے برے لوگ بھی ہیں۔ اس بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ تمام انسانی اعمال کو صرف دو حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ مثلاً اچھے انسانوں کا گروہ اور برے انسانوں کا گروہ۔

☆☆☆

قابل غور-19

آیت 4/91 ، سورہ النساء:

تم کچھ اور لوگوں کو ایسا بھی پاؤ گے جن کی چاہت ہے کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ جب کبھی فتنہ انگیزی کی طرف لوٹائیں جاتے ہیں تو اوندھے منہ اس میں ڈال دئے جاتے ہیں پس اگر یہ لوگ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تم سے صلح کا سلسلہ جنبانی نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روک لیں تم انہیں پکڑو اور مار ڈالو جہاں کہیں بھی پاؤ یہی وہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں ظاہر حجت عنایت فرمائی ہے۔

پاک پروردگار نے فرمایا ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے پھر بھی انہوں نے قتل کا حکم بخشا! یہ کیوں؟ ہر سوال کے پیچھے ایک خاص مقصد ہے اور یہ خاص مقصد ہے کہ اگر گناہ کے خلاف آواز نہ اٹھے تو گناہ کا سلسلہ چلتا ہی رہے گا۔ میرے خیال سے یہ گناہ گار انسانوں کو باندھنے کی

ایک مضبوط کوشش، جو گنہگار انسانوں کو موت سے ڈرا کر کچھ حد تک گناہوں سے روک سکتی ہے اس لئے آج بھی دنیا میں نیک اور پرہیزگار انسانوں کا وجود برقرار ہے۔

☆☆☆

قابل غور-20

آیت6/166، سورہ النعام:

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں نائب بنایا اور بلند کئے تم میں سے بعض کے درجے بعض پر تا کہ وہ تمہیں اس میں آزمائے جو اس نے تمہیں دیا بے شک تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں پاک پروردگار نے ان قسمت والے ہنر مند لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے دائرے میں خلیفہ کی حیثیت رکھتے ہوئے اپنے ہنر میں یکتا ہیں مثال کے طور پر کمپیوٹر انجینیئر، ڈاکٹر، سائنٹسٹ، وکیل ان سارے پیشوں سے تو بہت سے لوگ منسلک ہیں لیکن ان میں کوئی ایک ہی ایسا انسان ہوتا ہے جو ایسا کارنامہ انجام دیتا ہے جو سب پر سبقت لے جاتا ہے۔ جیسا کے کلاس میں بچے تو بہت ہوتے ہیں لیکن اول ایک ہی آتا ہے۔ پاک پروردگار انہیں یہ ذہانت اور خوبی دیکر آزماتے ہیں۔

☆☆☆

قابل غور-21

آیت7/2,3سورہ العراف:

ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو اس سے تمہارے سینے میں کوئی تنگی نہ ہو تا کہ تم اس کے ذریعہ سے ڈراؤ اور ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے ((2 اس کی پیروی کرو جو تمہارے طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔((3

اس آیت کے ذریعہ پاک پروردگار نے لوگوں کو صرف کتاب کے (جو پاک پروردگار کے طرف سے اتری) حکموں پر قائم رہنے کا حکم فرمایا۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کی ایک اور آیت ہے ((3/7 جس میں فرمایا گیا کہ اس کتاب میں کچھ صاف آیتیں ہیں اور کچھ اشتباہ جس کے دل میں میل ہے وہی اشتباہ والی آیتوں کی گہرائی ڈھونڈے گا۔ پاک پروردگار کی مرضی کے مطابق ہی کچھ خاص انسانوں کو ان آیتوں کی گہرائی نصیب ہوئیں۔

قرآن کریم کی آیتیں صاف اور سیدھی ہیں اور یہ ہر دور کیلئے مکمل ہے۔ پاک پروردگار کی مرضی سے بدلتی ہوئی دنیا کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی ہر آیت ہر بدلتے ہوئے سماج پر لاگو ہوسکتی ہے اور ان آیتوں کے ساتھ کوئی بھی تاریخی ثبوت جوڑنا سراسر نادانی ہے۔ دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے پاک پروردگار کی مرضی سے ہی ہوتا ہے اور ہر دور میں دنیا کا مطالعہ کرنے سے ہی آیتوں کی گہرائی کی سچائی سامنے آتی ہے۔ انسان کا دماغ دن بدن ترقی کر رہا ہے اور پاک پروردگار کی مرضی سے قرآنی آیتوں کا مطلب انسان خود بخود سمجھ رہا ہے اس کے لئے کوئی بھی تاریخی ثبوت یا کسی بھی قسم کی دستاویزات کی ضرورت نہیں۔ آیتوں کی گہرائی کو سمجھنا پاک پروردگار اور ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہے پاک پروردگار جسے جتنی گہرائی عطا فرمائے گا وہی اس کی قسمت ہے۔ اس میں کسی قسم کی دخل اندازی یا زور زبردستی گناہ ہے۔

☆☆☆

قابل غور-22

آیت 4/7 سورہ العراف:

اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا یا جب دو پہر کو سوتے تھے۔

دو پہر میں آسمان میں سورج زیادہ چمکتا ہے اسی طرح برے انسان (کافر) کے پاس جب پاک پروردگار کی چمکتی ہوئی روشن ہدایت جب آتی ہے تب وہ اسے درگذر (یعنی سوتے ہیں) کرتے ہیں پھر جب اس کی زندگی گناہوں (یعنی رات) میں الجھتی ہے تب پاک پروردگار کا عذاب کالی رات بن کر کافروں پر چھا جاتی ہے۔

اس آیت میں ''رات'' کا مطلب گناہوں سے بھری ہوئی زندگی ہے کیونکہ پاک پروردگار انسانوں کے گناہوں پر ہی عذاب دیتا ہے اور ''دوپہر'' (یعنی چمکتی روشنی) سے مراد پاک پروردگار کی ہدایت جو کہ صاف اور شفاف روشن اور اس وقت انسان اس سے انکار (یعنی سوتے) کرتے ہیں۔ جب پاک پروردگار اسے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

☆☆☆

قابل غور- 23

آیت 25,26,27/7 سورہ العراف:

فرمایا اس میں تم جیوگے اور اس میں تم مروگے اور اسی میں سے نکالے جاؤگے۔((25

اے اولاد آدم ہم نے تم پر اتارا ایک لباس وہ جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو اور پرہیز گاری کا لباس وہ سب سے بھلا یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔((26

حق الہی

اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں شیطان فتنے میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا۔ اتروادیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم چیزیں انہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔((27

اس آیت میں ''انسان کی شرم کی چیزیں'' سے مراد انسان کے گناہ جس کو انسان ہمیشہ چھپانے کی کوشش کرتا ہے اور یہ اس کی فطرت ہے۔ پاک پروردگار کے حکم کے مطابق پرہیز گاری کے لباس کے ذریعہ ان ساری شرم کی چیزوں سے آزادرہ کر شیطانی فتنے سے بچ سکتے ہیں اس دنیا میں انسان پیدا ہوتا ہے اور فنا ہوتا ہے اور اس دنیا سے اس کی روح کو اٹھایا جاتا ہے۔ انسان کی کمائی ہوئی دولت، شہرت، شان وشوکت اس کے ساتھ نہیں جاتی۔ لالچ، حسد، مغروریت، غصہ اور ہوس یہ ساری انسانی شرم کی چیزیں ہیں جو صرف پرہیز گاری کے لباس کے ذریعہ ہی چھپ سکتی ہیں۔

قابل غور- 24

آیت 42/7 سورہ الشورہ:

اور اس طرح تمہارے پاس قرآن عربی بھیجا ہے تا کہ تم بڑے گاؤں کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے ارد گرد رہتے ہیں ان کو رستہ دکھاؤ اور انہیں قیامت کے دن کا بھی جس میں کچھ شک نہیں خوف دلاؤ۔ اس روز ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں۔

آیت 64/2 سورہ التغابن:

وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا سوتم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

آیت 7/30 سورہ العراف:

ایک فرقے کو راہ دکھائی اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کا والی بنایا اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

ان آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں صرف دو ہی فرقے ہیں ایک ایمان والے پرہیز گار انسان اور دوسرے بے ایمان انسان جنہوں نے اللہ کی ہدایت نہ مان کر شیطان کو اپنا دوست بنالیا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں۔

☆☆☆

قابل غور- 25

آیت 7/194,197 سورہ العراف:

بے شک تم جنہیں پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہارے جیسے بندے ہیں پھر انہیں پکارو تو چاہئے کہ وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو (194) اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ قدرت نہیں رکھتے تمہاری مدد کی اور نہ وہ خود اپنی مدد کرے۔

پاک پروردگار کے حکم کے سوا انسان اپنے ہی طرح کے کسی انسان کے حکم کے مطابق غلط کام کرے تو یہ انسان کی اپنی ذاتی بے وقوفی ہوتی ہے۔اس آیت میں خصوصاً ان لوگوں کے

بارے میں بتایا گیا ہے جو لوگوں کو گمراہ کر کے غلط سمت چلاتے ہیں۔ وقتی طور پر بے وقوف انسان انہیں اپنا نصب العین سمجھتے ہیں لیکن مصیبت کے وقت ان کی مدد پاک پروردگار کے سوا کوئی بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ جن کو وہ اپنا مددگار سمجھتے ہیں وہ ان کی مدد سے قاصر ہیں۔

☆☆☆

قابل غور- 26

آیت 8/1 سورہ الانفال:

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں میل رکھو اور اللہ رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو۔

آیت 8/41 سورہ الانفال:

اور جان لو لے کے جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں ملیں تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ان آیتوں میں ''غنیمتوں کا مال'' کا مطلب ہے جو انسان گناہ کر کے ناجائز طریقے سے دولت کماتے تھے (چوری، ڈکیتی، لوٹ مار) اور انہوں نے جب گناہوں سے توبہ کر لی تو ان کی (گناہوں سے) کمائی ہوئی ناجائز دولت اللہ اور رسول کی ہوتی تھی تاکہ وہ اس دولت کو نیک اور جائز کاموں میں استعمال کریں کیونکہ اس دولت کو ٹھکرا کر یا پانی میں پھینک کر ضائع کرنے کا

حکم نہیں پاک پروردگار نے کسی کو بھی لوٹنا گناہ فرمایا۔ اس لئے اس آیت میں ''غنیمتوں کے مال'' کا مطلب ایمان لانے سے پہلے ناجائز طریقے سے لوٹی ہوئی دولت۔

☆☆☆

قابل غور-27

آیت 17/1 سورہ بنی اسرائیل:

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اطراف ہم نے برکت دی تا کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھادیں بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

آیت 53/1-10 سورہ النجم:

ستارے کی قسم جب وہ غائب ہونے لگے تمہارے رفیق نہ بہکے اور نہ وہ بھٹکے اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے اس کو سکھایا اس سخت قوت والے طاقتوں والے نے پھر اس نے قصد کیا اور وہ سب سے بلند کنارے پر تھا۔ پھر وہ نزدیک ہوا پھر اور نزدیک ہوا تو وہ کمان کے دو کناروں کے فاصلے کے برابر رہ گیا یا اس سے بھی کم تو اس نے وحی کی اپنے بندے کے طرف جو وحی کی۔

ان آیتوں کے موجودہ ترجمہ کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ رسول پاک حضرت محمد ﷺ پاک پروردگار سے ملنے کے لئے معراج پر گئے تھے۔ لیکن یہ روایت سراسر بے بنیاد اور غلط ہے۔ اور یہ روایت پاک پرودگار کے رتبے کو گھٹاتی ہے۔ کائنات کے ذرے ذرے میں پاک

پروردگار موجود ہے اگر رسول پاک حضرت محمد ﷺ معراج میں گئے تھے تو جس جگہ رسول پاک تھے کیا پاک پروردگار وہاں موجود نہیں تھا؟ اس روایت کے مطابق پاک پروردگار کی کوئی خاص یا مخصوص رہنے کی جگہ ہے تو کیا پاک پروردگار محدود ہے وہ لامحدود نہیں؟ یہ سارے واقعات رسول پاک کو ذہنی طور پر نصیب ہوئے تھے۔ مکہ میں جسمانی طور پر موجود رہتے ہوئے رسول پاک ﷺ کو ذہنی طور پر راتوں رات مدینے، مسجد حرام اور مسجد عقصیٰ تک کا سفر کروایا گیا تھا۔

ستاروں سے مراد رسول ہیں اور رسولوں کا کام ہے کہ خود سیدھے راستے پر چلتے ہوئے انسانوں کو اس کی پہچان دینا۔

☆☆☆

قابل غور-28

آیت 16/48,49 سورہ النحل:

اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اسکی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہے۔

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے۔

اس آیت میں ''پرچھائیوں'' سے مراد ہے انسان کا ضمیر جو کبھی نیکی اور کبھی بدی کی طرف جھکتا ہے۔ جب انسان نیک راہ اپناتا ہے تو وہ اللہ کو سجدہ (یعنی اسکے حکموں کو ماننا) کرتے ہیں

اورجب بدی کی راہ اپناتے ہیں تو وہ پاک پروردگار کے عذاب سے ذلیل ہوتے ہیں۔اوروہ مکمل ایمان والاضمیر جو ہرصورت پر پاک پروردگار کے حکموں پرسجدہ کرتے ہیں اور اسے اپناتے ہیں۔فرشتوں اورقدرت کی طرح اوریہی وہ لوگ (یعنی فرشتے اورانسان) ہیں جوغرور نہیں کرتے۔

☆☆☆

قابل غور-29

آیت 17/77 سورہ بنی اسرائیل:

دستوران کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اورتم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے۔

آیت 21/92 سورہ النبیاء:

یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو۔

پاک پروردگار نے تمام رسولوں کے ذریعہ ایک ہی دین دنیامیں انسانوں تک پہنچایا۔اس آیت 17/77 میں پاک پروردگار نے سیدھے طور پرفرمایا کہ ان کا قانون ہر دور میں یکسا رہاہے۔اوراس قانون کورسولوں نے دنیاکے ہرکونے میں نافذ کیا۔

تمام ایمان والے انسان جو نیکی، پرہیزگاری اورسکون کی راہ پر چلتے ہیں چاہے وہ دنیاکے کسی بھی کونے میں ہوں ان سبھوں کا دین ایک ہی ہے اوروہ کسی بھی رسول کے ماننے والوں میں ہوں ان کا رب اوردین ایک ہی ہے۔

حق الهی

☆☆☆

قابل غور-30

آیت 24/35 سورہ النور:

اللہ نور ہے آسمانوں اورزمین کا اسکے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کے اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی ساچمکتاروشن ہوتاہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھّم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ کے اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔اللہ اپنے نور کی راہ بتا تا ہے جسے چاہتا ہے اوراللہ مثالیں بیان فرماتاہے لوگوں کے لئے اوراللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ایٹم سے ایٹم جڑ کر ہی کسی چیز کی شکل بنتی ہے ایٹم کے اندر ہی الیکٹرون، پروٹون اور نیوٹرون موجود ہیں ان تینوں کے بیچ ایک طاقت ہے جو ایک دوسرے ایٹم کو جوڑ کر کسی چیز کو الگ الگ شکل دیتے ہیں جس طرح ایک اینٹ کے اوپر دوسری اینٹ دے کرعمارت کی شکل بنتی ہے اوروہی طاقت اللہ کے نور کی طاقت ہے۔اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ ہرجگہ موجود ہے۔

طاق میں چراغ جیسے پورے طاق کو روشن کرتاہے اورکائنات کے سارے ستارے فانوس کی طرح ٹکے ہوئے ہیں۔اللہ کے نور کی روشنی اورطاقت سے پوری کائنات روشن ہے۔

زیتون کے پیڑ سے بہت ہی فائدے ہیں اسکے تیل سے چراغ جلتاہے اسی طرح اللہ کے نوراورطاقت سے ساری کائنات چل رہی ہے۔اللہ ہرجگہ موجود ہے نہ یہ صرف پورب میں اورنہ پچھّم میں جب گناہوں کے دلدل میں دنیاڈوب جائے گی تب اللہ کاعذاب قیامت بن کر بھڑک اٹھے گا۔اس وقت نیک اورپرہیزگارانسانوں کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی اوراسے اللہ کے

نور پر نور کی خوشی حاصل ہوگی۔

☆☆☆

قابل غور-31

آیت 33/4 سورہ الحزاب:

کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں رکھے اور اپنی جن بیویوں کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو اللہ نے تمہاری مائیں نہیں بنایا اور نہ تمہاری لے پالک لڑکوں کو تمہارے بیٹے بنایا یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور وہ راہ سجھاتا ہے۔

پاک پروردگار کے دربار میں منہ بولے رشتے کی کوئی گنجائش نہیں۔کوئی بھی رشتہ چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اسے دل سے ماننے کا حکم ہے۔کوئی بھی رشتہ کیوں نہ ہو ہر رشتہ پاک پروردگار کی مرضی سے ہی مقرر ہوتا ہے۔ اور پاک پروردگار کی مرضی کو دل سے ماننا اور عملی زندگی میں اسے ہمیشہ قائم رکھنا ایمان والوں کے فرائض میں شمار ہوتا ہے مثلاً کوئی مرد کسی کو بہن یا بیٹی سمجھے اور بعد میں اس سے شادی کا رشتہ قائم کرے تو یہ سراسر گناہ ہے۔اس رشتے کو ہمیشہ دل سے قبول فرما کر اسے سگی بہن یا بیٹی کا رتبہ دینے کے ساتھ ساتھ اسے وراثت میں بھی حصہ دینا چاہئے۔

ہر رشتہ معزز ہے اور اسے دل سے ہی ماننا چاہئے کیونکہ یہی پاک پروردگار کا حکم اور فرمان ہے۔

☆☆☆

قابل غور-32

حق الٰہی

آج کے دور میں موجودہ کچھ خیالات مذہب کے نام پر سماج میں نافذ ہیں جس کی اجازت مذہب نہیں دیتا اور نہ ہی رسولوں کے کردار سے وہ ثابت ہوتے ہیں۔ جیسے کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ غیر قوم کے لوگوں کو دعوت میں نہیں بلانا چاہئے چاہے وہ افطاری کی دعوت ہو یا پوجا کی اور اس سلسلے میں وہ لوگ اپنے طرف کے اپنے غیر منطقی اور سماج کے نقصان دہ خیالات پیش کرتے ہیں۔

ایک دوسرے کے تہوار میں شرکت کرنا سماج کے لئے فائدے مند ہے اس سے سماج میں تہذیب کا اختلاف دور ہوتا ہے، بھائی چارگی کی فضا قائم ہوتی ہے، ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ گورا، کالا، امیر، غریب، چھوٹا بڑا سبھوں کے لئے رسولوں کی دعوت اور رحم و کرم یکساں ہوتی تھی۔ اور ہر رسول نے دوسرے قوم کے لوگوں کو بھی دعوت کے ذریعہ اپنی اچھائی پیش کرنے کا حکم فرمایا اور ویدک سماج نے بھی کاموں کی بنا پر انسانوں کو چار طبقوں میں بانٹا اور ان کے درمیان کوئی بھی غیر مساوی سلوک جائز نہیں رکھا۔لیکن برہمنوں نے اپنے مطلب کے لئے ان چار طبقوں کو چھوا چھوت کے بندھن میں باندھا۔

☆☆☆

قابل غور-33

آخری خطبہ........

1940 سے پہلے جو حدیث والی کتابیں لکھی گئیں (چاہے وہ بخاری شریف ہو یا مسلم شریف) اس میں رسول پاک ﷺ کا آخری خطبہ کے الفاظ یہ تھے ''میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔'' وہ کیا چیز ہے؟ کتاب اللہ! لیکن آج کل جو حدیث کی کتابوں کے ایڈیشن چھپ رہے ہیں اس میں آخری خطبے کے طور پر نئے الفاظ جوڑے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ

دوسری میری سنّت‘‘

☆☆☆

قابل غور-34

دنیا کے تمام انسان اور انسانی رحمت کے لئے ہے قرآن شریف کسی بھی رسول نے نہیں چاہا کہ پاک پروردگار کی کتاب کو چھوڑ کر ان کی پرستش کی جائے اس لحاظ سے میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کے رسولوں نے اپنا ذاتی رہن سہن اپنے ماننے والوں پر نہیں تھوپا کچھ کاسئہ بدست انسانوں نے رسولوں کے نام اور کردار کو اپنی دکانداری کا ذریعہ بنایا۔

قابل غور-35

رسول پاک حضرت محمد صلیٰ اللہ وسلم کی شادی کے واقعات قابل غور ہیں کچھ کتابیں یہ فرماتی ہیں کہ آپ نے حضرت خدیجہ ؓ کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا اور حضرت خدیجہ پچیس سال تک رسول پاک کی زوجیت میں رہیں اور آپ کا انتقال 65 سال میں رمضان سنہ ۱۰ھ میں ہوا اس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر پچاس سال کی تھی۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باقی دس شادیوں کی مختلف تاریخوں پر غور فرمائیں۔

(۱) حضرت سودہ ؓ : حضرت خدیجہ کے انتقال کے کچھ دنوں بعد۔

(۲) حضرت عائشہ ؓ : سنہ ۲ھ یا سنہ ۳ھ۔

(۴) حضرت زینب ؓ : رمضان سنہ ۳ھ۔

(۵) حضرت ام سلمہ ؓ : شوال سنہ ۲ھ یا سنہ ۳ھ یا سنہ ۴ھ۔

(۶) حضرت زینب بنت جحش ؓ : ذیقعدہ سنہ ۳ھ یا بعض سنہ ۵ھ۔

(۷) حضرت جویریا ؓ : سنہ ۵ھ یا سنہ ۶ھ۔

(۸) حضرت ام حبیبہ ؓ سنہ ۶ھ یا سنہ ۷ھ۔

(۹) حضرت صفیہ ؓ : ان کی کوئی تاریخ نہیں۔

(۱۰) حضرت میمونہ ؓ : ذیقعدہ سنہ 7ھ۔

نوٹ: حوالہ فضائل اعمال:

رسول پاک کی ان ساری شادیوں کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ حضرت خدیجہ کی وفات سنہ ۱۰ھ میں ہوئی اور ان کی زندگی میں جب رسول پاک نے کوئی نکاح نہیں کیا تو سنہ ۱ھ سے لیکر سنہ ۸ھ تک شادیوں کے واقعات کہاں سے ملتے ہیں؟۔

حیرت کی بات ہے کہ رسول پاک کی عمر شریف جب پچاس سال کی تھی تو ان کی شادی حضرت عائشہ (جن کی عمر چھ سال) کے ساتھ بتائی گئی اور جب حضرت عائشہ کی عمر 18 سال کی ہوئی تو رسول پاک کی وفات ہوئی رسول پاک کو رحمت العالمین کہا جاتا ہے۔ تو ۱۸ سالہ بیوہ حضرت عائشہ پر کیا رحمت چھوڑی؟ جب کہ پوری جوانی آپ نے حضرت خدیجہ کے بڑھاپے کے ساتھ بتائی؟

سوال یہ آتا ہے کہ اچانک پچاس سال کی عمر میں آپ کو اتنی شادیوں کی کیا ضرورت تھی؟۔
ایک اور واقعہ قریشی خاتون حضرت سودہ ہیں جن سے حضور پاک نے نکاح کا ارادہ فرمایا لیکن انہوں نے بچوں کی مجبوری کے تحت انکار فرمایا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کے بچے حضور پاک کے سرہانے شور مچائیں۔ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے اور اس واقعے کو رسول پاک کے ساتھ جوڑ کر ان کی شان میں بے ادبی کی گئی۔

حضرت حفصہ ؓ جب بیوہ ہوگئیں تو ان کے والد حضرت عمر ؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے نکاح کی درخواست کی لیکن جب کوئی واضح جواب نہ پایا تو حضرت عثمان ؓ کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ حضرت عمر ؓ کی شکایت پر حضور پاک نے ان کی صاحبزادی سے خود نکاح کیا اور حضرت عثمان ؓ کا نکاح اپنی صاحبزادی ام کلثوم سے کر دیا۔

اس طرح سے اور بھی واقعات مختلف کتابوں میں ملتے ہیں جس کی کوئی تاریخی بنیاد نہیں۔

پچاس سال کی عمر تک ایک بیوی کے ساتھ گذارہ کرنے کے بعد اچانک اوفر (offer) کا سلسلہ شروع ہوگیا ان ساری جھوٹی کہانیوں کو رسول پاک کے پاک دامن کے ساتھ جوڑ کر کچھ لوگوں نے اپنے گندے خیالات پر کامیابی پائی۔

اس سلسلے کا ایک واقعہ باندی ماریہ کا بھی ہے جس سے حضور پاک کی ایک اولاد حضرت ابراہیم کی پیدائش ذی الحجہ ۸ھ۔ شادی کے بغیر مباشرت گناہ (زنا) ہے۔ جو پاک پروردگار کا قانون ہے۔ کیا رسول پاک نے اپنی باندی حضرت ماریہ سے شادی کی تھی؟ کیا عالموں نے اسے بیوی کا درجہ دیا؟ باندی اور بیوی کا فرق کیا علماؤں کو معلوم نہیں۔؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سارے واقعات رسول پاک کی زندگی میں ظہور نہیں ہوئے پہلی بیوی کی زندگی میں رسول پاک نے دوسری شادی کی ہی نہیں تو ۸ھ میں باندی ماریہ سے اولاد کا ذکر کہاں سے آتا ہے۔

توجہ طلب: آپ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ کا انتقال ۱۰ھ میں ہوا۔ ٹھیک اسی طرح حضرت کرشن جی کے ساتھ بھی گھناؤنے جنسی الزامات لگائے گئے وشنو پران میں حضرت کرشن جی کو سیدھی طرح سے ''جونی بھکش'' (یعنی اندام نہانی) کا خطاب دیا گیا۔ حالانکہ مہابھارت میں حضرت کرشن جی کا رادھا کے ساتھ محبت کا کوئی ذکر نہیں ملتا رادھا رشتے میں حضرت کرشن جی کی مامی (ممانی) لگتی تھی اور سناتن دھرم کے مطابق مامی کا رشتہ ماں کے برابر ہے۔ اس لحاظ سے یا تو جان بوجھ کر تاریخ کو غلط طریقے سے پیش کرتے ہوئے کسی گندے ذہن والے انسان نے اپنی گندی جنسی خواہشات کو کامیاب کرنے کیلئے یہ سارے گھناؤنے واقعات رسول کے نام سے جوڑے۔

حق الٰہی یہی ہے کہ حضرت کرشن جی کے ساتھ رادھا کی پاک اور روحانی محبت تھی اور ان دونوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی جسمانی تعلق نہیں تھا۔

☆☆☆

قابل غور-36

آیت 47/15 سورہ محمد:

احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا اور ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں اور اپنے رب کی مغفرت کے ایسے چین والے ان کے برابر ہوجائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں پاک پروردگار نے بڑے خوبصورت انداز میں جنت یعنی اپنے نور کی افادیت کو بیان فرمایا اس سلسلے میں انسان کو نیکی اور پرہیزگاری کی ہدایت فرمائی۔ اس کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کو جنت کا وعدہ دیا اور اس وعدے کو بیان کرتے وقت پانی، دودھ، شراب اور شہد کی مثال بیان فرمائی۔

(ا) پانی کی نہریں جو کبھی نہ بگڑے: میری نظر میں انسان کی ایمان والی زندگی اور پاک پروردگار کی بتائی ہوئی صاف اور ستھری ہدایت کے ساتھ پانی کا موازنہ فرمایا۔ کیونکہ پانی کا کوئی رنگ، بو یا اپنی شکل نہیں ہوتی اور انسان کی بنیاد ہے پانی۔ اسی ٹھیک اسی طرح پاک پروردگار کا نور اور ہدایت بھی ہے اور ان کے نور کی کوئی شکل نہیں۔ دنیا میں پانی کا وجود کبھی ختم نہیں ہوتا صرف حالت کا تغیر برقرار رہتا ہے۔

پاک پروردگار کا وجود سارے گروہ یا امتی سے مبرّا ہے۔

جس طرح پانی کو جس چیز میں رکھا جاتا ہے وہ وہی شکل اختیار کرتا ہے اسی طرح پاک

پروردگار کے وجود کو کسی بھی تصور میں ڈھال سکتے ہیں۔

(۲) دودھ کی نہریں جسکا مزہ نہ بدلا: جس طرح دودھ فائدہ منداور مزیدار ہوتا ہے اسی طرح پاک پروردگار کی ہدایت جو فائدے منداور مزیدار ہے اس کے ذریعہ سکون والی زندگی کا مزہ لے سکتے ہیں جو انسان کا نصب العین ہے۔

(۳) ایسی شراب کی نہریں جسکے پینے میں لذت ہے اور (۴) ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا: یہاں پر اس شراب کا ذکر ہے جس کا نشہ پاک پروردگار کے نور کی تلاش میں بے چین اور انسان کو مدہوش کر دیتا ہے اور جسے پی کر پاک پروردگار سے محبت کا مزہ نصیب ہوتا ہے۔ اور ایسی قسمت والی روح کو صاف ستھرا شہد کی طرح میٹھا اور فائدے مند بنا کر پاک پروردگار اپنی جنت یعنی اپنے وجود میں داخل کرتے ہیں۔ پاک پروردگار سے محبت کرنے والے انسانوں کا دوسروں کے ساتھ کیا مقابلہ۔

☆☆☆

قابل غور-37

کچھ لوگ ایک دوسرے کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے کتراتے ہیں اور تمام قسم کا بہانہ دیکر اپنے خیالات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر مذہبی کتابوں نے اچھی باتوں اور نیک خیالات کی راہ بتائی، تو پھر اس کے مطالعے میں نفرت کیوں؟ اس سماج میں یہ ایک اہم کمی ہے کہ انسان ایک دوسرے کی کتاب کا مطالعہ نہیں کرتا اور یہی وجہ ہے ایک دوسرے کے خلاف نفرت اگلنے کی۔ کمزور ایمان والے انسان دوسروں کی تہذیب کا مطالعہ کرنے سے ڈرتے ہیں اور دوسروں کی اچھائی کو منظوری دینے سے کتراتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ایمان سے خارج ہونے کے ڈر سے۔

قرآن شریف کا قاری گیتا نہیں پڑھتا اور گیتا پڑھنے والا قرآن شریف نہیں پڑھے گا!

قابل غور: کس ڈر سے؟ کیا کتابوں میں خراب باتیں سکھائی جاتی ہیں؟ منہ سے تو ہر کوئی کہتا ہے کہ سارے دین پاک پروردگار کے ہیں لیکن اسے دل سے گوارہ کوئی نہیں کرتا۔ خصوصاً ''دین محمدی'' جہالت اور دوسرے مذاہب کی کتابوں کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا اور رسول پاک کے ایک قول کے مطابق ''تعلیم حاصل کرنے کے لئے اگر چین بھی جانا پڑے تو جاؤ''

اس کے ساتھ قرآن شریف کی کچھ آیتیں ان لوگوں کے لئے جنہیں ایمان سے خارج ہونے کا ڈر ہے۔

آیت 18/57 سورہ القھف:

اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان سے منہ پھیر لے اور اس کے ہاتھ آگے بھیج چکے اسے بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دئے کہ قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی اور اگر تم انہیں حدایت کی طرف بلاؤ تو جب بھی ہرگز راہ نہ پائیں گے۔

آیت 36/9 سورہ یٰسین:

اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر اسے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

☆☆☆

قابل غور-38

رسول پاک حضرت محمدؐ جب نماز ادا فرماتے تھے تو نواسہ رسول آپ کے کندھے مبارک پر سوال ہوجاتے جس کی وجہ سے آپ اپنا سجدہ طویل کر دیا کرتے تھے اور حضرت کرشن جی کا

بچوں کے ساتھ بچپنا (بال لیلا) انسان کے دل و دماغ کو چھو جاتے ہیں۔ جو انسان بچوں سے محبت نہیں کرتا یا بچوں کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہے یقیناً وہ انسان شیطان کے خاص بندوں میں سے ہے۔ بچوں سے نوکروں کا کام کروانا بچوں کو تعلیم سے محروم کرنا، سنگ دلی سے پیش آنا، غلط تعلیم فراہم کرنا، مار پیٹ کر مذہبی آیتیں یاد کروانا، مذہب کے نام پر بچوں سے چندہ کروانا، بچوں میں نفرت کی بنیاد ڈالنا یہ سب گناہوں میں شمار ہے اور جو یہ کام کرواتے ہیں انہیں قانوناً سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔

☆☆☆

قابل غور-39

جمہوریت کی عظیم الشان مثال:

باشندگان مدینہ (جن میں یہودی، مسلمان، مشرک اور ستارہ پرست) کے درمیان اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہجرت کے پہلے سال رسول پاک حضرت محمد ﷺ نے تمام باشندگان مدینہ کی موجودگی میں ایک عہد نامہ مرتب فرمایا تھا اور اس عہد نامے سے ان کی جمہوری خیالات کی بہترین مثال دنیا والوں کو ملی اور اس خیالات کو آج دنیا کے زیادہ سے زیادہ انسانوں نے اپنایا۔ عہد نامہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) تمام مدینے والے بیرونی دشمنوں کا مقابلہ مل کر کریں گے۔

(۲) یہود، قریش اور مسلمان کوئی بھی کسی کے دشمن کو پناہ نہیں دیں گے۔

(۳) مدینے کا کوئی بھی قبیلہ کسی دوسرے کے دین و مذہب، جان و مال میں مداخلت اور نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(۴) مدینے کے ہر جھگڑے اور فساد کے فیصلے کی ذمہ داری رسول پاک پر تھی۔

(۵) بیرونی دشمن کے ساتھ جنگ کے اخراجات یا فائدہ تمام باشندگان مدینہ کے اختیار

حق الهی

میں ہوگی۔

(۶) مدینے کے یہودی، قریش اور مسلمان ایک دوسرے کے دوست کو اپنا دوست سمجھیں گے۔

(۷) مدینے کے اندر خون ریزی حرام قرار دی گئی اور مظلوم کی خدمت سب پر فرض۔

اس عہد سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول پاک کی کوشش امن و مان اور گناہوں سے پاک سماج قائم کرنا تھی۔ ہر کوئی اپنے مذہب اور مال کا حقدار ہے اور اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔

انسانوں کا فرض ہے کہ وہ گناہ کے خلاف جہاد کرے اور مظلوم کی حمایت کریں اور ایک دوسرے کی اچھائی کو اپنا کر سماج کو پاک و صاف رکھیں۔

☆☆☆

قابل غور-40 (سماجی مسئلہ)

اتر پچھم ہندستان میں ''سندھو'' ندی کے کنارے میں جو آبادی تھی وہاں سے ''ہندو'' لفظ آیا۔ گریک راجہ سکندر ہندستان میں آنے کے بعد سندھوندی کے کنارے رہنے والے لوگوں کو ہندو کہہ کر، پکارا کیونکہ گریک لوگ ''س'' لفظ کو ''ح'' بولتے تھے وہیں سے سندھو ہندو بن گیا سندھوندی کے کنارے رہنے والے لوگ آریہ تھے اور ان لوگوں کا مذہب سناتن تھا (یعنی جو شروع سے چلتا آرہا ہے)۔

ویدک یوگ میں آریہ رشی منی لوگ گائے، بھینس اور گھوڑے کے گوشت کو عمدہ کھانا سمجھ کر سوم رس کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔ ہندستانی تاریخ گائے گوشت کو لیکر فرقہ وارانہ فساد کی گواہی دیتی ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ہندستان کے دو اہم فرقے ہندو اور مسلمان دونوں کے مذہبی کتاب میں خوراک کے طور پر گائے کے گوشت کو عمدہ قرار دیا گیا ہے۔

ویدی یگ میں آریہ رشی لوگ گوشت کھانا بیحد پسند کرتے تھے خاص کر کے گائے، بھینس، گھوڑا، بھیڑ اور بکری وغیرہ۔

رگ وید میں گائے، بھینس اور گھوڑے کے گوشت کے ذریعہ وشنو کی عبادت کا ذکر پایا جاتا ہے۔
مثال کے طور پر 6-17-11رگ میں فرشتے اندر کو بھینس کے گوشت سے خوش کرنے کا ذکر پایا گیا ہے۔

اس سلسلے میں میرے خیالات یہ ہیں کہ گائے، گھوڑا، بھیڑ، بکری اور سور کسی بھی قسم کا گوشت کیوں نہ ہو یہ پوری طرح انسان کی ذاتی پسند پر منحصر ہوتا ہے اور گوشت کا استعمال کرتے وقت موسم، حالات اور صحت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

☆☆☆

قابل غور-41

گیتا7/25-24:

کم عقل لوگ مجھے ٹھیک سے نہ جاننے کی وجہ سے سوچتے ہیں کہ میں یعنی پرم پرش بھگوان پہلے نرا کار تھا اور اب میں نے اس روپ کو دھارن کیا ہے اپنی کم عقلی کی وجہ سے وہ میری اویناشی اور عظیم قدرت کو نہیں جانتے......(24)۔

میں کم عقل اور بے وقوف لوگوں کے سامنے کبھی ظاہر نہیں ہوتا۔ انکے لئے میں ہمیشہ میری یوگ مایا شکتی کے ذریعہ چھپا رہتا ہے ہوں لہذا وہ یہ نہیں جان سکتے کہ میں اجنما اور اویناشی ہوں۔

گیتا کی ان آیتوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پاک پروردگار کی کوئی مخصوص شکل نہیں لیکن جو ان کی مخصوص شکل دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ کم عقل ہیں اس لحاظ سے پاک پروردگار کو انسانی شکل دینے والے لوگ گیتا کے مطابق کم عقل ہیں۔ پاک پروردگار کی نہ کوئی

شکل ہے اور نہ ہی دنیا میں ان کا کوئی مخصوص ٹھکانہ۔ ان کی موجودگی دنیا کے ذرے ذرے میں ہے۔ انسان اپنی کم عقلی کی وجہ سے پاک پروردگار کے نام پر عمارت بنا کر اپنے مقصد کے مطابق عبادت گاہ بناتے ہیں اور یہی عبادت گاہ انسانوں کے درمیان نفرت اور فساد کا باعث بن جاتی ہے۔

☆☆☆

گائتری منتر:

اوم بھوبھہ شواہ

تت شوی طورورنگ ورگودے وش شواہ

دھی ماھی دھی اووہ نہہ پر چودیت اوم

مطلب: جان کے مالک، دکھ دور کرنے کے مالک، خوشی عطا کرنے والے، سب پر رحم کرنے والے، دنیا کو بنانے والے، سب گن (تعریف) تیرے لئے، صرف انہیں کے پاک نور کو اور پاک راستے کو ہم اپناتے ہیں ۔کرتے ہیں عبادت ہر وقت انہی کی جو ہمیں نیک سمجھ عطا فرمائے۔(آمین) (ویدک پرچار سمیتی کا ترجمہ)

سورہ فاتحہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے بہت مہربان رحم کرنے والا بدلے کے دن کا مالک ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے، ان لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام کیا، نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا، اور نہ انکا جو گمراہ ہوئے۔(آمین)

ان قدیم عبادت کی تحریروں (یعنی آیتوں) کو تعظیم پیش کرتے ہوئے کتاب ''حق الہٰی'' کے تعارف سے روشناش کراتا ہوں۔ پاک پروردگار کے رحم وکرم سے جو خیالات مجھے حاصل ہوئے میرے عزیز دوست جہانگیر عالم اور میری بہن فوزیہ جہانگیر نے حق الہٰی کی شکل میں اسے قلمبند کیا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ''حق الہٰی'' کو بیان کرتے ہوئے اگر کسی کے جذبات اور خیالات کو ٹھیس پہنچے تو میں معافی کا خواستگار ہوں اور یہ صرف میرے ذاتی خیالات ہیں جس کا ذمہ دار پاک پروردگار ہے۔ میری گذارش ہے کہ ''حق الہٰی'' کی گہرائی کو معتدل اور منصفانہ مزاج سے پرکھیں۔

کتاب ''حق الہٰی'' کا مقصد انسانوں کے درمیان کی نفرت اور رائج الوقت عقائد اور توہمات کو دور کرنا، سماج میں مذہبی کتابوں کے ساتھ جڑے ہوئے مختلف قسم کے رسم ورواج کی تحقیقات اور مذہبی کتابوں کے حوالے سے ان رسم ورواج کی حقیقت تلاش کرنا ہی ''حق الہٰی'' کا نصب العین ہے۔

نا سمجھی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر اپنے مقصد کے لئے ہر دور میں مذہبی کتابوں کے ساتھ مختلف قسم کے خیالات انسانوں نے جوڑے جس کا نتیجہ ہے:......انسانوں کے درمیان مذہبی اختلافات ۔ دنیا میں موجود سارے خیالات اور قانون انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں ۔ جو خیالات اور قانون انسان کو سکون عطا فرمائے وہی ''حق الہٰی'' ہے۔

ہر مذہب کی بنیاد ایک ہونے کے باوجود انسانوں کے آپسی اختلافات نے اسے بری طرح فساد میں جکڑے رکھا اور اسے فسادی بنادیا ۔ اس کی وجہ ہے مختلف مذہبی رسم ورواج اور عقائد ۔ انسانوں نے مذہب کی بنیادی باتوں کو چھوڑ کر مذہبی رسم و رواج میں الجھ کر آپس میں نفرت اور فساد کی بنیاد قائم کی۔ ''حق الہٰی'' ثبوت کے ساتھ دعویٰ کرتی ہے کہ کچھ مذہبی رسم ورواج اور عقائد مذہبی کتابوں کی حقیقت کو گمراہ کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ''حق الہٰی'' ان سارے مذہبی رسم ورواج کو بے بنیاد ثابت کرتی ہے۔ مذہبی کتابوں کے حوالے سے غیر مذہبی اوہام پرستانہ باتوں کو دور کر کے مذہب کے بنیادی اصولوں کو سماج میں قائم کرنا میرا اہم مقصد ہے۔

کتاب ''حق الہٰی'' یہ ثابت کرتی ہے کہ کسی بھی مذہبی کتاب کی کوئی بھی آیت کسی تاریخی بندش سے بندھی ہوئی نہیں ہے۔ مذہبی کتابوں کی آیات ہر دور اور وقت کے لئے مکمل ہیں۔ صرف اس کو سمجھنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔

مذہبی کتابوں کے اسرار ورموز سمجھنے میں ''حق الہٰی'' مدد فرمائے گی۔ حق تو یہ ہے ہر کوئی حق الہٰی کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن سچائی اور حقیقت وہی تلاش کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جسے پاک

پروردگار کی مدد حاصل ہو۔ انسانوں کی تمام کوششوں کے باوجود اسے اتنا ہی حاصل ہوتا ہے جتنی پاک پروردگار کی مرضی ہوتی ہے۔

ذہنی اختلافات انسان کی فطرت ہے اور اس فطرت سے اس کے اپنے عزیز بھی آزاد نہیں چاہے وہ ماں باپ، میاں بیوی اور بھائی بہن ہی کیوں نہ ہو۔

خیالات کے معاملے میں ہر کوئی اپنی سوچ کا ذمہ دار ہے اور اس سوچ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے یہی انسان کی اہم کوشش ہونی چاہیئے۔

ہر سوچ کا فیصلہ پاک پروردگار کے اختیار میں ہے اور اس بات پر یقین رکھ کر کوئی کسی کو باطل نہ ٹھہرائے یاد رکھیں پاک پروردگار نے اپنے کاموں کی ذمہ داری کسی کو نہیں سونپی اسلیئے قرآن شریف میں صاف طور پر فرمایا گیا **"لکم دینکم ولی دین"** یعنی تمہارا دین تمہارے ساتھ اور میرا دین میرے ساتھ، یعنی پوری طرح جمہوریت۔

''حق الٰہی'' کے ذریعہ میری یہ کوشش رہے گی کہ انسانوں کے آپسی اختلافات کم سے کم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے نزدیک آئیں۔

انسان عبادت کرتے ہیں تو صرف اپنے ذہنی سکون کے خاطر، عبادت کے طور طریقوں میں بھی ہر انسان کو ذاتی طریقہ اپنانے کی آزادی ہو۔ میرے خیال سے دنیا میں موجودہ سارے عبادت کے طریقے پاک پروردگار کی مرضی سے قائم ہیں اور ''حق الٰہی'' اس حقیقت کو ثابت کرتی ہے۔

نیک اعمال انسان کو اپنی محنت اور قربانی سے کمانے پڑتے ہیں انسانوں کا آپسی رشتہ انسانی اعمال پر منحصر ہے۔ نیک اعمال کی بدولت نیک رشتے بنتے ہیں اور برے اعمال کی بدولت برے۔

رشتوں کے معاملے میں کبھی کبھی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ سگے آپس میں دشمن بن جاتے ہیں

اور غیر سگے سے بھی بڑھکر اپنا بن جاتا ہے۔ ہر انسان دنیا میں اکیلا ہے اور دنیا میں آنے جانے کا سفر اسے اکیلا ہی طے کرنا پڑتا ہے۔ اس آنے جانے کے دوران اسکے مختلف رشتے قائم ہوتے ہیں اور وہی رشتہ کامیاب ہوتا ہے جسے انسان دل سے نبھائے۔

''تم کیا لیکر آئے ہو تمہارا کیا ہے اور تم کیا لیکر جاؤ گے؟''

''تمہیں موت کا مزہ چکھنا ہے دولت کی سوچ کرنے سے بے دلی اور بے دلی سے خواہشات اور خواہشات پوری نہ ہونے پر غصہ پیدا ہوتا ہے۔ اور غصے سے بے وقوفی اور بے وقوفی سے بے چینی ہوتی ہے، جو گیان، کام اور دماغ کا خاتمہ کرتی ہے۔''

سماج میں زیادہ سے زیادہ گناہوں کی جڑ ہے ضرورت سے زیادہ خواہشات اسی لئے دنیا کے تمام قانون خواہشات کو قابو میں کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ انسانوں کی جائز و ناجائز خواہشات جب اپنی حیثیت سے تجاوز کرتی ہیں تب گناہ کے خیالات انسان کے ذہن میں پرورش پاتے ہیں اور ان بڑھتی ہوئی خواہشوں کی تکمیل نہ ہونے پر انسان مایوس ہو جاتا ہے اور اس مایوسی کے تحت گناہوں میں الجھ جاتا ہے اور خواہشوں کو پوری کرنے کی چاہت میں غیب کو اپنا مقصد بنا کر غیر منطقی اور ضعیف الاعتقادی کی اندھیری راہ میں گم ہو جاتا ہے اور صراط مستقیم سے بھٹک جاتا ہے اور پاک پروردگار کی مقرر شدہ حالت اور فطرت کو بھول جاتا ہے۔

انسانی فطرت ہمیشہ غیب کی جستجو میں لگی رہتی ہے اور غیب کی صحیح جانکاری نہ ہونے سے الگ الگ کہانیاں اور خیالات انسانی سماج میں پرورش پاتے ہیں۔ انسان کے سامنے جو چیز موجود ہے وہی اس کی اصل حقیقت ہے اور جو اس کی پہنچ کے باہر ہے وہ اس کے لئے غیب ہے۔

پاک پروردگار نے انسان کو ذہن عطا فرما کر تمام مخلوقات سے افضل بنایا تاکہ انسان پاک پروردگار کی حقیقت کو پہچان سکے۔

انسانوں کی سہولت کے لئے پاک پروردگار نے اپنی تمام خوبیاں دنیا میں موجود رکھیں اور اسے وقت بوقت انسانوں کو مہیا کرواتے رہے اور اس دوران ہر نئے کے ساتھ پرانا باطل

ہوتا رہا۔ وقت کی گردش دنیا میں نئی نئی تبد[redacted] رہیں۔ پرانے تجربوں سے سبق حاصل کر کے نئی حالت کی بنیاد دنیا میں قائم ہوئی [redacted] نے اسے اپنی ضرورت اور سہولت کے مطابق اپنایا۔ ضرورت اور سہولت کے مطابق پاک پروردگار نے ہر انسان کو اپنی اپنی پسند چننے کا اختیار دیا اور اپنی حیثیت کے مطابق پاک پروردگار کی قدرت کو اپنا کر اپنی ضرورت پوری کی۔ اس سلسلے میں پاک پروردگار کی ہر مقرر شدہ تہذیب جو دنیا میں موجود ہے کوئی بھی باطل نہیں۔ ہر انسان اگر اس کو مان کر چلے تو فساد کی نوبت ہی نہ آئے۔

پاک پروردگار نے انسان کو ذہن عطا فرما کر افضل بنایا اور اسی طاقت کی بدولت انسانوں نے دنیا میں اپنی اجارہ داری قائم کی اور اس طاقت کے غلط استعمال نے اس کا اپنا ہی سکون چھین لیا۔

گِدھوں کی طرح آپس میں لڑنا انسانی تہذیب نہیں۔ پاک پروردگار کی دی ہوئی ہر تہذیب اس کی مخالفت کرتی ہے۔ بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ انسانوں کا رہن سہن ،طور طریقوں کے بدلنے کی وجہ سے سماج نے مختلف قسم کے مذہبی رسم رواج کو باطل ٹھہرایا اور اسے غیر منطقی ثابت کیا۔ ''حق الٰہی'' بھی ان سب غیر منطقی باتوں کو ثبوت کے ساتھ باطل ٹھہراتی ہے اور اسے پرکھنا تمام انسانوں کا [redacted]

کائنات کے متعلق عالموں کا [redacted] ترجمہ بالکل بے بنیاد ہے جو سائنس کی تشریح (Explanation) کے باہر ہے اور حقیقت سے کوسوں دور۔ اس کی اصل وجہ ہے ترجمہ کرنے والوں کا نامکمل سائنسی علم۔

وید اور قرآن میں کائنات کے متعلق جو آیتیں ہیں ان کی گہرائی کو حاصل کرنے میں سائنسی علم بہت ضروری ہے اور اس موضوع پر ''حق الٰہی'' ان کی مدد فرمائے گی۔

سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی کتاب ایک دوسرے سے برتر نہیں۔ صدیوں سے یہ غلط فہمی انسانوں کے اندر گھن کی طرح لگی ہوئی ہے اور ہر کوئی اپنی کتاب کو افضل ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔

مذہبی کتابوں کے مطالعے کے دوران ہمیں وہی عظیم اعلیٰ طاقت جسے کوئی اللہ، کوئی ایشور اور

کوئی گوڈ کہہ کر پکارتا ہے اس کے بارے میں تھوڑی سی جانکاری ملی اور اس بات کا پوری طرح سے یقین ہو گیا کہ جو تہمات اس سماج میں پھیلے ہوئے ہیں ان ساری باتوں کا مذہبی کتابوں میں کوئی وجود نہیں اور یہ صرف چند معدہ پرست اور کاسہ بدست انسانوں کی من گھڑت اور دقیانوسی خیالات ہیں جو جان بوجھ کر اپنے فائدے کے لئے انسانی سماج پر تھوپے گئے۔

کتابوں کی بنیادی باتیں جو میرے ذہن کو اچھی لگتی تھیں لوگوں تک کتاب کے ذریعہ پہنچانے کا فیصلہ کیا۔

میں نے اس ~~کتاب کی زبان اردو~~ رکھی کیونکہ یہ میری ~~پسندیدہ زبان ہے~~۔

پاک پروردگار کی مہربانی اور مذہبی کتابوں کے مطالعے سے ہمیں جو علم حاصل ہوا میری کوشش یہی ہے کہ اس علم کو ''حق الٰہی'' کے ذریعہ لوگوں تک ٹھیک ٹھیک پہنچا کر اپنا فرض ادا کروں۔ عوام و خواص سے یہ میری گذارش ہے کہ اس کتاب کی لکھی ہوئی ہر بات کو ذہن سے تولیں اور تحقیقات کے ذریعہ میری باتوں کی سچائی کو محسوس (پرکھیں) کریں دقیانوسی اور غیر منطقی باتوں کو چھوڑ کر حق اور باطل میں فیصلہ کریں۔

''حق الٰہی'' کی باتوں کو جو محسوس کرے گا اسے میری پہچان خود بخود حاصل ہو جائے گی۔ اس لئے میں الگ سے اپنا تعارف بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا ''حق الٰہی'' ہی میری پہچان ہے۔ اردو میری مادری زبان نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی بھول چوک ہو تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔

پاک پروردگار میرا پرنام قبول کرے، مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھے، تمام انسانوں تک ''حق الہٰی'' پہنچانے میں مدد فرمائے، انسانوں کے درمیان کی نفرت کو مٹائے اور ہر انسان کو سکون عطا فرمائے۔ آمین۔

اوم شانتی۔

میں حضرت وارثؒ پاک کو تعظیم پیش کرتے ہوئے اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ آپ (وارث پاکؒ) پر چھوڑتا ہوں۔

شکریہ

جناب محمد عالمگیر صاحب جنہوں نے مجھے اردو سکھائی، جناب پروفیسر مقبول احمد خان صاحب جنہوں نے اسلامی تاریخ کی تحقیقات میں مدد فرمائی۔ جناب محمد یوسف صاحب جنہوں نے نشر واشاعت میں مدد فرمائی۔ جناب اچاریہ روی ورما جنہوں نے گیتا اور وید کی تعلیم میں مدد فرمائی۔ حافظ جناب مولانا محمد عمر صاحب جن سے قرآنی علم نصیب ہوا۔ آفاق احمد خان جن سے مجھے کچھ اچھے اور منطقی خیالات حاصل ہوئے۔

فہرست

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
1	پاک پروردگار	
2	رسولؐ	
3	اشرف المخلوقات	
4	شیطان	
5	ایمان	
6	بے ایمان	
7	عبادت کا طریقہ اور دین	
8	انسانی فرائض	
9	قانون	
10	شادی کا قانون	
11	وصیت کا قانون	
12	خوردونوش کا قانون	
13	جہاد کا قانون	
14	سائنس اور مذہب	
15	موت کے بعد کے حالات	
16	قابل غور	

حق الھی

سدھارت چٹرجی

فیضان پبلیکیشن

گولموڑھی ٹاٹا جھارکھنڈ

ہیڈ آفس: آزاد نگر نئی دہلی

جملہ حقوق عکس وطباعت بحق ناشر محفوظ ہیں